تذکرہ مشائخ برکاتیہ

(خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ)

از

افادات مشائخ وعلماء

عالمی مبلغ اسلام، محامد العلماء والمشائخ، فخر رضویت، ابن خلیل العلماء

مرتب

ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات، حیدر آباد خلیفہ مجاز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، انڈیا

زاویہ پبلشرز

زاویہ پبلشرز

C-8 داتا دربار مارکیٹ ۰ لاہور

بہ تعاون مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ ۰ شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں ۰ حیدر آباد

تذکرہ مشائخ برکاتیہ

(خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ)

از:

افاداتِ مشائخ و علماء

مرتب:

عالمی مبلغ اسلام، محامد العلماء والمشائخ، فخر رضویت، ابن خلیل العلماء

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد، خلیفہ مجاز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ انڈیا

زاویہ پبلشرز

8-C دربار مارکیٹ - لاہور

voice: 042-37300642 - 042-37112954

Email:zaviapublishers@gmail.com

www.zaviapublishers.com

بہ تعاون: مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ ○ شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں ○ حیدرآباد

نام کتاب: تذکرہ مشائخ برکاتیہ

عنوان: سیرت، سوانح حیات فضائل ـــ مشائخ قادریہ برکاتیہ

مرتب: ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہٗ

کتابت خوانی: پیرزادہ قاری جواد رضا برکاتی الشامی

صفحات:

طبع باراول: صفرالمظفر ۱۴۳۹ھ اکتوبر 2017ء

محرک: صاحبزادہ محمد حسان رضا خان نوری

مؤید: صاحبزادہ محمد نعمان رضا خان برکاتی

فرمائش: سید عطا علی بخاری برکاتی

کمپوزنگ: برکاتی کمپوزنگ، حیدرآباد

زیراہتمام: نجابت علی تارڑ

ناشر: زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور

بتعاون: مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، دارالعلوم احسن البرکات،
شارع مفتی محمد خلیل خاں، حیدرآباد

+92-22-2780547، +92-312-2780547

انتساب

تاج العلماء مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی

احسن العلماء مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی

(نور اللہ مراقدھم)

کے نام

جن کی ظاہری باطنی، جسمانی روحانی، عرفانی تربیت سے

فقیر قادری، ان بزرگان عالیشان کی بارگاہوں میں

کچھ عرض کرنے کے قابل ہوا

فقط: العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۲۳۔ ربیع الآخر ۱۴۳۸ھ

۲۲۔ جنوری ۲۰۱۷ء

(عازم مدینہ منورہ)

اسماء محققین کرام

وبعثنا منھم اثنی عشر نقیباً ط (القرآن)

''اور ہم نے ان میں بارہ سردار قائم کئے''

فانبجست منہ اثنتا عشرۃ عیناہ (القرآن)

''اور اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے''

افادات، استفادات، استفاضات، استنارات

از:

۱۔ حضور سیدی آل احمد اچھے میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

۲۔ سیدی مرشدی اولادِ رسول تاج العلماء سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

۳۔ احسن العلماء حضرت مفتی سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

۴۔ خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

۵۔ سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی علیہ الرحمۃ والرضوان

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ

۷۔ مفتی مظفر احمد بدایونی قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان

۸۔ علامہ عبد المجتبیٰ قادری رضوی علیہ الرحمۃ

۹۔ ڈاکٹر محمد مشاہد حسین رضوی مدظلہ

۱۰۔ مولانا مفتی محمد توفیق احسن برکاتی مصباحی مدظلہ

۱۱۔ مولانا عطاء الرحمن نوری مدظلہ

۱۲۔ ڈاکٹر احمد مجتبیٰ برکاتی

ترتیب صوری و معنوی و اضافہ: از: محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

فہرست

ابتدائی کلمات

نبیرہ خلیل العلماء، صاحبزادہ محامد العلماء

پیرزادہ محمد جواد رضا خان برکاتی الشامی

اللہ رب محمد صلّی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلّی علیہ وسلما

صدقے بہاریں تجھ پہ ہیں اے گل بدن مارہروی

رُخ پر تیرے قربان ہیں سارے چمن مارہروی

کرتا ہے تجھ سے التجا یہ عجز سے حافظ ترا

ہو اوج پہ ہر دم میرا یہ فکر وفن مارہروی

(مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

دنیا کی ایک عظیم خانقاہ جو کہ ہندوستان میں واقع ہے اور سلسلہ قادریہ کا مرکز ہے یعنی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، یہ وہ عظیم خانقاہ ہے جہاں سے شیخ السلام والمسلمین سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ بھی جا کر بیعت ہوئے۔ خانقاہ برکاتیہ کا فیضان آج دنیا کے اکثر ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ برکاتی فیض سے سینکڑوں؟ نہیں، ہزاروں؟ نہیں، لاکھوں؟ نہیں بلکہ کروڑوں مسلمان مستفیض ہو رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ

ع مارہرہ تیری قسمت اقطاب کی زمیں ہے

ے برکاتیو یہ سُن لو پندرہ قطب یہاں ہیں

اور ہر قطب کی جنت اقطاب کی زمیں ہے

آج زمانہ اپنے نام کے ساتھ برکاتی لگانے میں خوشی محسوس کرتا ہے اور خوب برکتیں بھی پالیتا ہے۔ قبلہ آغا جان مسلسل دیگر مصروفیات کے باوجود قلمی کام کر رہے ہیں، قبلہ آغا

جان کو یہ فن ورثہ میں جو ملا ہے، یہ سب بھی فیضانِ خانقاہ برکاتیہ ہے، مذکورہ کتاب خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے مشائخ کی سیرت و مناقب پر ہے جس کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ پاکستان میں سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے سفیر حضور احسن العلماء کے خلیفہ حضور خلیل العلماء کے سچے جانشین (علیہما الرحمۃ) محامد العلماء قبلہ آغا جان حضرت مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ نے ایک لمبے عرصے کی محنت کے بعد تفصیل کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ قاری جب یہ کتاب پڑھنا شروع کرے گا تو یقیناً برکاتی فیض میں ڈوبتا نظر آئے گا۔

میری دعا ہے کہ اللہ عزوجل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے اور وسیلے خانقاہ برکاتیہ کے موجودہ سجادہ نشین، تاج المشائخ امین ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ اور، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ نوریہ رفیق ملت حضرت سید نجیب حیدر میاں نوری برکاتی مدظلہ، قبلہ آغا جان محامد العلماء والمشائخ مفتی احمد میاں برکاتی کا سایہ ہم پر اور تمام اہلسنت پر قائم و دائم فرمائے۔ (آمین یارب العالمین) آخر میں ہمیشہ کی طرح زاویہ پبلشرز کے روح رواں جناب نجابت علی تارڑ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس بار بھی تعاون فرماتے ہوئے اس کتاب کی اشاعت کو اپنے ذمہ لیا اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ استقامت علی الدین عطا فرمائے۔ آمین!

سگ حضور احسن العلماء و خلیل العلماء علیہما الرحمہ

محمد جواد رضا برکاتی الشامی

خادم ام المدارس احسن البرکات

ناظم مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ

شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں حیدرآباد، پاکستان

۶۔ صفر الخیر ۱۴۳۹ھ

۲۷۔ اکتوبر ۲۰۱۷ء

عرض مرتب

بہ قلم: مرتب کتاب ھذا، محامد العلماء ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ مشائخ مارہرہ مطہرہ، قادریہ برکاتیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات، وفضائل پر مورخین نے بہت کم کام کیا ہے۔ اور عرصہ سے بہت سے برکاتی احباب اسمیں تشنہ تھے۔ ہمارے بعض اکابر کرام نے جو کچھ اسپر تحریر فرمایا وہ بوجہ انکساری ،تمام حالات کو، جامع نہیں ہے۔ چند سال قبل گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں بعض فاضل حضرات نے اس پر قلم اُٹھایا اور چند کتب منظر عام پر آگئیں لیکن ابھی مزید ضرورت تھی کہ اس پر کام کیا جائے اکابر کے قلم سے نکلی ہوئی کتب میں سب سے زیادہ اس پر، مورخ خاندان برکات مرشد گرامی علامہ مفتی شاہ سید محمد میاں صاحب برکاتی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا، حضرت نے تمام شجرات بیان فرمائے، مگر فضائل وسوانح کا موقعہ نہ ملا۔ پھر سیدی امین ملت نے ضخیم مقالہ قلمبند فرمایا۔ جو بہت بھاری کام ثابت ہوا۔ مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی نے بھی ایک ضخیم کتاب تیار فرمائی۔ جو بہت کچھ کام کرگئی۔ حال ہی میں حضرت ڈاکٹر احمد مجتبیٰ برکاتی مدظلہ نے ''تذکرہ مشائخ مارہرہ'' مرتب فرمائی اور تشنگی کو کافی حد تک پورا کیا۔

فقیر راقم الحروف گزشتہ بیس سال سے اس فکر میں تھا کہ ان مشائخ پر کچھ کام کروں درمیان میں ملفوظات پر قلم اٹک گیا، بحمداللہ تعالیٰ سال گزشتہ ''ملفوظات مشائخ مارہرہ شریف'' قدیم کو جدید کرکے پھر مرتب کیا اور ایک عمدہ گلدستہ تیار ہوگیا۔ اسی دوران سیرت وتذکرہ پر کام کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔اور نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم۔اور مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض وصدقہ ہے کہ فقیر قادری یہ کام کرنے کے قابل ہوا اس کتاب کی ترتیب میں اکابر واصاغر کی تحریرات،مقالات اور جملوں سے ہی استفادہ کیا ہے اگر یہ محنت ان بزرگوں کی بارگاہ میں قبول ہو جائے تو یہی میرا انعام ہوگا اور ان شاء اللہ قبول ہوگا۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرما گئے ہیں۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میرے سرکاروں کے

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید
۱۴ شعبان ۱۴۳۸ھ ۱۱ مئی ۲۰۱۷ء

نعت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از: مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

ہزاروں انبیاء آئے رسول و مجتبیٰ بن کر
محمد مصطفی آئے امام و مقتدا بن کر

رسول مرسلاں آئے حبیب کبریا بن کر
وہ احمد مجتبیٰ آئے شفا بن کر دوا بن کر

وہ آئے ہیں خدا واصف ہے قرآں میں جن کا
حمید و حامد و محمود، شاہد مرتضیٰ بن کر

خدا کا ہے کرم دیکھو کہ آئے رحمت عالم
رشید و ھادی و داعی منیر و مقتدا بن کر

مطاع کل جہاں ہیں جو امان ہر دو عالم ہیں
وہ فخر انبیاء آئے امام الانبیاء بن کر

حبیب اللہ، نجی اللہ، صفی اللہ مبشر ہیں
ولی و شاہد، مشہود سب کے منتہیٰ بن کر

یہ فاتح ہیں یہ حاشر ہیں یہ قاسم ہیں یہ خاتم ہیں
ان ہی پہ ختم رحمت ہے دوا بن کر دعا بن کر

تہامی ہاشمی امی قوی و محترم یہ ہیں
رسول ابطحی آئے زمانے میں سخا بن کر

یہی امی ، یہی منجی یہی عاقب یہی طٰہٰ
شکور و مقتصد یہ ہیں جو آئے ہیں ھدیٰ بن کر

نبی و آمر و ناھی، شفیع و صادق و اعلیٰ
وہ آئے ناصر و منصور محبوب خدا بن کر

مصدق یہ ہیں طیب یہ مطیع و اکمل و اولیٰ
رحیم و مدثر بن کر یہ آئے ہیں شنا بن کر

یہ اول ہیں یہ آخر ہیں یہی ظاہر یہی باطن
یہی حٰم و یٰسین ہیں جو آئے انتہا بن کر

یہ عبداللہ کلیم اللہ یہی مامون و سید ہیں
شہیر و حافظ و اکرم یہ آئے ہیں شہا بن کر

عزیز بھی رؤف بھی بشیر بھی نذیر بھی
قریب امت کے آئے ہیں خدا کی وہ رضا بن کر

حریص مومناں یہ ہیں امین و حق مبیں یہ ہیں
سہارا ہیں ہر اک کا یہ غریبوں کا عصا بن کر

رسول ملحمہ بھی ہیں رسول الراحمۃ بھی ہیں
ہر اک ذرے کو چمکایا سراج کبریا بن کر

یہ قرشی بھی نزاری بھی حجازی بھی مطہر بھی
ہمیشہ بھر کے دیتے ہیں زمانے کو عطا بن کر

نبی رحمتِ کامل شفیع امتِ صادق
ہر اک خوبی نمایاں ہے خلیل وارتضیٰ بن کر

نبی تو بہ ان کی ذات ہے طاسین بھی مکرم بھی
ہوا محشر میں جلوہ عام جب آئے ذی لوا بن کر

حبیب یہ کریم یہ متین یہ حکیم یہ
مجیب کل جہاں یہ ہیں جو آئے ہیں ولا بن کر

مضر سے آپ کو نسبت یتیم و منفرد یہ ہیں
یہی مصباح مرسل ہیں منور ہیں ضیا بن کر

مزمل یہ ہیں اسے حافظ خدا بھی جن پہ شیدا ہے
لئے ہیں اپنی چادر میں ہر عاصی کو قبا بن کر

(مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی)

۲۴، صفر الخیر ۱۴۳۸ھ ۲۵، نومبر ۲۰۱۶ء بروز جمعہ

منقبت اقطاب مارہرہ

ہر سمت تجھ میں برکت اقطاب کی زمیں ہے
مارہرہ تیری قسمت اقطاب کی زمین ہے
سب کیلئے ہی راحت اقطاب کی زمیں ہے
دنیا میں گویا جنت اقطاب کی زمین ہے
ہر ذرہ ہے منور انوارِ قادری سے
یعنی حریفِ ظلمت اقطاب کی زمیں ہے
حیرت سے دیکھتا ہے جھک کر فلک بھی تجھ کو
حاصل وہ تجھ کو رفعت اقطاب کی زمیں ہے
ہیں شمس معرفت کے کُل اولیاء یہاں کے
ان سے ہی تیری زینت اقطاب کی زمیں ہے
پاتے ہیں فیض ہردم، اس سرزمیں سے ہم سب
کیونکر نہ ہو عقیدت اقطاب کی زمیں ہے
فیضِ حسنؑ یہاں ہے فیضِ حسینؑ بھی ہے
مولا علیؑ کی جلوت اقطاب کی زمیں ہے
ہر سمت ہے بہارِ سرکارِ غوث اعظم
ان کی بڑی عنایت اقطاب کی زمیں ہے
برکاتیو یہ سن لو پندرہ قطب یہاں ہیں
اور ہر قطب کی جنت اقطاب کی زمیں ہے
یہ ہیں جلیلؔ امت، ''درگہہ بڑی'' ہے اِن کی
آتی ہے یاں پہ خلقت اقطاب کی زمیں ہے

شیخ جلالؔ بھی ہیں ، شیخ ابراہیمؔ بھی
اعلیٰ ہے ان کی سیرت، اقطاب کی زمیں ہے
اک چھت کے نیچے یکجا، ہیں قطب وقت ساتوں
پائے نہ کیوں یہ رفعت اقطاب کی زمیں ہے
ساتوں قطب کے مرکز بیشک ہیں شاہ برکتؔ
ان سے ہی تجھ میں برکت اقطاب کی زمیں ہے
قطب زمان ثانی آل محمدی ہیں
کیا خوب ان کی عظمت اقطاب کی زمیں ہے
حمزہؔ کی ذات سے ہیں روشن یہ ماہ پارے
کیسی عیاں ہے لمعت اقطاب کی زمیں ہے
اچھےؔ میاں سے اچھی ، ستھرےؔ میاں سے ستھری
بنتی ہے یاں پہ سیرت اقطاب کی زمیں ہے
آلِ رسول کا ہے یہ فیض جس سے ہر دم
گہوارۂ مسرت اقطاب کی زمیں ہے
کامل کیا رضاؔ کو پل میں گلے لگا کر
ایسی مثالِ قدرت اقطاب کی زمیں ہے
نوریؔ میاں کے قرباں فیض و کرم سے ان کے
بستانِ علم وحکمت اقطاب کی زمیں ہے
شاہ جیؔ میاں کا قبہ جو آٹھویں قطب ہیں
گویا نشانِ رفعت اقطاب کی زمیں ہے
ببّا حضورؔ بھی ہیں اقطاب کے جہاں میں
سید میاںؔ کی خلوت اقطاب کی زمیں ہے

اور یہ حسنؔ میاں ہیں جو گیارہویں سے چمکے
کیسی حسیں نضارت اقطاب کی زمیں ہے
میم محمدی ہے مارہرہ تیری قسمت
گنبد نشانِ عظمت اقطاب کی زمیں ہے
میم مدینہ سے ہے مارہرہ ایسا روشن
گم ہے نشانِ ظلمت اقطاب کی زمیں ہے
دیتے ہیں درسِ وحدت یاں پر امینؔ ملت
بے شک امین وحدت اقطاب کی زمیں ہے
ہاں اک قطب یہاں کے مفتی خلیلؔ بھی ہیں
اور ان کی وجہ شہرت اقطاب کی زمیں ہے
حافظؔ زمانہ جس سے برکات پا رہا ہے
وہ خانقاہِ برکت اقطاب کی زمیں ہے

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی
۴، صفر الخیر ۱۴۳۷ھ/۱۷، نومبر ۲۰۱۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اکابر سے برکت کیلئے، فقیر قادری احمد میاں برکاتی، پیش لفظ میں پہلے علامہ سید نظمی میاں علیہ الرحمہ کے کلمات نقل کرتا ہے، جو حضرت نے کتاب ''مصطفی سے مصطفی'' میں تحریر فرمائے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں:

پیش لفظ

''نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

سادات مارہرہ مطہرہ المعروف بہ خانوادۂ برکاتیہ کا شجرۂ آبائی مفصل ومبسوط، بہت سی کتابوں میں درج ہے۔ اس معزز اور مفتخر خاندان کے مریدین ومتوسلین اپنے روزمرہ کے وظائف میں جو شجرۂ خلفائے منظومہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ پڑھتے ہیں، اس میں جن مرشدان عظام کے اسمائے گرامی آتے ہیں، ان کا حال کسی ایک جگہ پڑھنے کو نہیں ملتا، ضرورت محسوس کی گئی کہ خانوادۂ برکاتیہ کے معتقدین ومتوسلین کو ان بزرگوں کی سوانح حیات سے واقف کرایا جائے۔ یہ کافی بڑا پراجیکٹ تھا، جس کی تکمیل کیلئے تحقیق ومطالعہ کی اشد ضرورت تھی، فرصت کا فقدان، حوالہ جات کا فقدان، مگر مثل مشہور ہے، جہاں چاہ وہاں راہ، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قلم کی یہ مہم شروع کردی، مشکلیں آسان ہوتی گئیں، محبوبان خدا عز اسمہٗ کی مقدس ارواح کا فیض قدم قدم شامل حال رہا۔ میں تذکرہ نویسی کے فن سے نابلد ہوں، اس لئے ممکن ہے اس کتاب میں اہل فن کو جگہ جگہ اسقام نظر آئیں، گذارش ہے کہ ان خامیوں کا نظرانداز فرمایا جائے اور راقم الحروف کے حق میں دعائے خیر وبرکت۔

سید آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی

خادم آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ''

الحمد للہ، فقیر کا مقصد عظیمہ ان مذکورہ کلمات سے خوب واضح ہے، اس لئے میں ان کلمات پر ہی اکتفا کرتا ہوں، مگر اس کتاب کی ترتیب میں اکابر مارہرہ مطہرہ شریف اور محبان علم کی تقریروں کو ہی یکجا کیا ہے، اور بہت بڑا کام عالم نبیل، فاضل جلیل، حضرت علامہ عبدالمجتبیٰ رضوی (بنارس) کی کتاب ''تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ'' سے لیا ہے --- یہ کتاب فقیر کے ہاتھ اس وقت آئی جب فقیر ۱۹۸۶ء میں، عرس قاسمی میں، مارہرہ مطہرہ حاضر ہوا اور حاضری درگاہ کے بعد حویلی کی طرف آیا تو وہاں مرکزی دروازے پر کتب کا ذخیرہ تھا، وہاں ٹھہر گیا اور اس وقت یہ کتاب ہاتھ آئی --- بعد میں یہ کتاب پاکستان سے بھی طبع ہوئی مگر اب بہت کم دستیاب ہے۔ کچھ احباب نے اس کتاب کی اصل مع اضافہ اپنی محنت بنا کر طبع کرایا، مگر در حقیقت یہ کتاب ہی فقیر کے موضوع کیلئے بنیاد بنی اور فقیر کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی، چنانچہ اس کتاب تذکرہ مشائخ برکاتیہ، (مارہرہ شریف) کی ترتیب میں جن مقالہ نگار بزرگوں سے استفادہ کیا ہے، ان کے نام، القاب وآداب بعینہ مقالے کے ساتھ نقل کر دیئے ہیں کچھ حصہ فقیر کا بھی ہے اور باقی سب بزرگوں کا۔ مولائے کریم قبول فرمائے۔ آمین

فقط

العبد القادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۶، جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ / ۴، فروری ۲۰۱۷ء

(عازم مدینہ شریف)

خادم دارالافتاء و دارالحدیث

دارالعلوم احسن البرکات،

شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں حیدرآباد

میلاد غوث اعلیٰ سید العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا عبد المطلب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پیدائش پر فرمایا:

۲۰۔اپریل ۵۷۱ء / ۱۸۔جون ۶۳۲ء

الحمد للہ الذی اعطانی هذا الغلام الطیب الارذان

قد سادفی المهد علی الغلمان اعیذہ بالبیت ذی الارکان

انت الذی سمیت فی الفرقان فی کتب ثابتة المثانی

احمد مکتوب علی اللسان

لائق تعریف وہ جو پروردگار ہے

اسنے دیا مجھے پاک آستین والا دلدار ہے

اپنے جھولے میں بھی وہ اطفال کا سردار ہے

اسکو بیت اللہ کی پناہ میں دیا جو صاحب ارکان چار ہے

تیرا ہی تو ذکر ہے ان آسمانی کتب میں

پڑھنے والوں نے پڑھا جن کو کئی بار ہے

نام احمد ہی ہر زباں کی پکار ہے

کتب احادیث وسیرت میں، میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو روایات ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں، پڑھیے اور ایمان تازہ کیجیے، محدثین نے ان روایات کی تصدیق وتوثیق اس طرح فرمائی ہے۔

علامہ ابن حجر نے ایک خوبصورت جملے میں فرمایا: ولا یحفظ عن احد من الصحابة ،ولا یوجد عن احد من طعن فی المروی، صحابہ کرام یا ان کے بعد والوں میں سے کوئی ایسا نہیں ملتا جس نے ان روایات کا انکار کیا ہو (فتح الباری ۳۷۸/۱۰) ایک اور جگہ فرمایا: کہ ایسا کوئی نہیں جس نے ان روایات میں طعن کیا ہو۔ (ولادت کا بیان ،علامۃ النبوۃ فی الاسلام، فتح الباری /۸۱۰ ج۴)

حضرت آمنہ سے نور نکلا، جس رات پیدائش ہوئی ایک یہودی آیا اور نبوت کا اعلان کیا کہ یہ آدم سے پہلے بھی نبی تھے، جانوروں میں دودھ اتر آیا شق صدر مبارک کا واقعہ ہوا، کسریٰ کا محل ٹوٹا، یہ تمام مشہور واقعات ہیں، (بخاری شریف، باب المناقب) مولد کی تاریخ کے لیے، دیکھیں، (فتح الباری ۱/۷، باب بدء الوحی)

سیرت ابن کثیر میں ہے، سنذکر المولد مفصلا، ہم ولادت کا تفصیلی بیان آگے کریں گے (سیرت ابن کثیر ۱/۱۷۷، باب مولد الرسول ۱/۱۹۸) فصل المولد نور نکلا ابلیس چار بار رویا (۱) جب لعنت ہوئی (۲) جب زمین پر اترا (۳) وقت مولد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (۴) وقت نزول فاتحہ۔ (الروض الانف ۱/۲۷۶) ابن ھشام کے حوالے سے یہودی کے آنے کا واقعہ لکھتے ہیں، کہ ولد ھذہ اللیلۃ نبی ھذا الامۃ۔ (ابن کثیر ۱/۲۱۲) و (باب مولد النبی، الروض الانف ۱/۲۱۰) حدیث مولد النبی، حتیٰ آن مولد المبارك الذی کان یستسقی بوجھه غیث الماء وتتفجرمن بنانه ینا بیع الماء صاحب الکوثر، الحوض الرواء) (اس نبی کی ولادت کا وقت قریب آگیا جن کے رخ پرُانوار کے وسیلے سے بارش مانگی جاتی تھی۔۔جن کے انگلیوں کے پوروں سے پانی کے چشمے جاری ہوتے، جو صاحب کوثر، وہ حوض جو مسلسل جاری ہے) علامات التی راھا عبد المطلب (الروض الانف ۱/۲۵۷ للسھیلی، م ۵۸۱ ھج)

ذکر مولد، ۱۲ ربیع الاول، آمنہ سے نور نکلا محلات شام روشن ہوئے۔۔۔۔۔ خواب میں بتایا گیا کہ ان کا بچہ اس امت کا سردار ہے۔۔۔۔۔ محمد نام رکھنا۔۔۔ اس موقع پر تارے زمین پر آگئے۔ (رضاعی والدات کا بیان) ولادت دار بن یوسف میں ہوئی، بحوالہ سیرت النبی ابن اسحاق (الکامل لابن اثیر ۱/۱۵۷) ولادت پیر کو ہوئی، عام الفیل میں ہوئی بحوالہ سیرت لابن اسحاق)

حضرت آمنہ سے نور نکلا۔خواب میں مزید فرمایا گیا، کہ توراۃ وانجیل میں ان کا نام احمد اور قرآن میں محمد ہے۔ آپ گھٹنوں کے بل پیدا ہوئے۔تارے زمین کے نزدیک

آ گئے۔حضرت عبدالمطلب آپ کو کعبہ میں لے گئے۔اور شعر پڑھے۔آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ پیدائش کے وقت آنکھیں کھلی اور آسمان کی طرف بلند تھیں۔خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا۔

ابو طالب نے اپنے اشعار میں کہا: فذوالعرش محمود۔ وھذا محمد۔ عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔۔جس یہودی نے آکر اعلان کیا اس کے الفاظ یہ ہیں طلع نجم احمد الذی یولد به فی هذ اللیلة۔اس موقع پر فارس کی آگ بجھ گئی۔(بحوالہ مختلف کتب سیرت)۔

مختلف بادشاہوں کا یوم ولادت منانا

ابن خلدون لکھتے ہیں: ۴۸۴ھ میں سلطان تاج الدین نے حلب میں مولد نبی منایا،وحضر وامعه صنیع المولد النبوی ببغداد، اور بغداد کے رواج کے مطابق ارکان دولت حاضر تھے (خبر دولت بنو وھب بن حارسلان ۵/۱۴۵) یہ سلطان ملک شاہ خوارزمی کے دور میں ہوا، وار تحلوا الیٰ منازلة اشبیلیة،حرسو علیھا یوم المولد النبوی، جہاد کے موقع پر اشبیلیہ کے مقام پر مولد منایا (۷/۱۹۶)

اسطرح سلطان یوسف الیعقوب بن عبدالحق کا دور تھا ۷۶۴ ھ لشکر کا سردار ابو الیعقوب تھا۔ باتو الیلة المولد الکریم ا لجبل ۷/۲۰۳) جہادی لشکر نے پہاڑ کی اوٹ پر بنی ہوئی بندرگاہ میں میلاد منعقد کیا۔ابوالیعقوب کا دور ۷۷۸ ھ تھا۔یہ لشکر شوال میں روانہ ہوا تھا۔ وکان مما انشر ته ایاه لیلة المولد النبوی، ۷۶۳ ھ میں خود علامہ ابن خلدون نے سلطان کو مولد نبوی کے موقع پر نعت سنائی (۷/۴۰۵) ابن خلدون کہتے ہیں ،سلطان کے پاس میں ۷۶۰ ھ میں گیا، اسنے مجھے سرکاری عہدہ دیا اور ۷۶۳ میں ،میں نے مولد نبوی کے متعلق نعت سلطان کے سامنے پڑھی۔(ابن خلدون نے تین نعتیں بھی درج کی ہیں) ثم حضرت لیلة المولد النبوی بخامسة فکان یحتفل فی الصنیع فیھا والدعوة ....فانشر ته لیلئذ (۷/۴۱۲) اس رات بھی میں نے

نعت پڑھی۔ابن خلدون کہتے ہیں،وانشرته لیلة المولد الکریم من هذه السنة (۷/۱۴/۴) ۷۶۴ھ میں،سلطان نے مجھے بلایا تو گھر والوں اور بچوں کو لیکر یوم میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں سلطان کے پاس آیا۔(۷/۴۴۰)

ولادت کامژدہ

تاریخ طبری کا بیان ہے کہ:ولادت نبی دورنوشیرواں،کسریٰ میں ہوئی (۵۷۰،۱/۵۹)،ایک بوڑھے نے آکر قوم عبدالمطلب کو بشارت دی۔(۱/۵۷۵)

خواب میں حضرت آمنہ سے کہا گیا حملت بسید هذه الامة۔آپ کے جسم سے پیدائش کے وقت نور نکلا۔شام وبُصریٰ کے محلات روشن ہوگئے۔(۱/۵۷۲) آپ دار ابن یوسف میں پیدا ہوئے (۱/۵۷۱)عثمان بن ابوالعاص کی والدہ،ولادت کے وقت موجود تھیں۔انہوں نے نور نکلتا دیکھا۔تارے زمین کے طرف آتے دیکھے۔سب سے پہلے آپ کو حضرت آمنہ کے بعد حضرت ثویبہ نے دودھ پلایا۔حضرت حلیمہ کو آپ کے لے جانے پر مبارکباد دی گئی۔لقد اخذت بسمة مبارکة۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری والدہ کو میری پیدائش کے وقت عام عورتوں کی طرح تکلیف نہ ہوئی (۱/۵۷۵) انہوں نے مجھ سے نور نکلتا دیکھا۔جس سے مشرق ومغرب روشن ہوگئے۔آپ اس امت کے غوث اعلیٰ ہیں۔پردہ فرمایا ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ۔

(۲)

امیر المومنین،ابوتراب،حیدر کرار،اسداللہ

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

ولادت ۵،اکتوبر ۵۹۹ء ۱۳رجب واقعہ فیل کے تیس سال بعد

وصال ۴ فروری ۶۶۱ء/۲۱،رمضان ۴۰ھ

(۳)

سید الشہداء سبط رسول، ابوعبداللہ
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵ شعبان ۴ھ / ۱۰، محرم الحرام ۶۱ھ

(۴)

حضرت سیدنا سجاد، ابومحمد علی امام
زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵ شعبان ۳۸ھ / ۱۸، محرم الحرام ۹۴ھ

(۵)

حضرت سیدنا امام ابوجعفر شاکر، وھادی امام
محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳ صفر المظفر ۵۷ھ / ۷ ذوالحجہ ۱۱۴ھ

(۶)

حضرت سیدنا امام ابواسماعیل، طاھر
جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷ ربیع الاول ۸۰ھ / ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء

(۷)

حضرت سیدنا ابوالحسن، صالح، صابر، امین
امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷ صفر المظفر ۱۲۸ھ / ۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ

(۸)

سیدالاولیاء، ابوالحسنین ، مرتضیٰ

سیدنا حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱ ربیع الاول شریف ۱۵۳ھ/ ۷۷۰ء/ ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۸ھ/ ۸۴۲ء

(۹)

مقتدائے اہل طریقت، اسدالدین، ابومحفوظ

حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ

(۱۰)

نقطہ دائرہ لایقطی، سرالدین، ابوالحسن

حضرت شیخ سرّی سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵۵ھ ۱۲ رمضان المبارک ۲۵۳ھ/ ۸۶۴ء

(۱۱)

سیدالطائفہ، ابوالقاسم، طاؤس العلماء

حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غالباً ۲۱۸ھ - ۲۷ رجب المرجب ۲۵۷ھ/ ۹۰۹ء

(۱۲)

مجدد اسلام، تاج القوم

حضرت شیخ جعفر ابوبکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴۷ھ/ ۸۶۱ء/ ۲۷ ذوالحجہ ۳۳۴ھ ۹۵۵ ء

(۱۳)

سالک طریقت

حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶ جمادی الاُخریٰ ۴۲۵ھ / ۱۰۳۳ء

(۱۴)

راحت المسلمین

حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳ شعبان المعظم ۴۴۷ھ / ۱۰۵۵ء

(۱۵)

شیخ الاسلام

حضرت ابراہیم ابوالحسین علی بن محمد ہاشمی ہنکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۰۹ھ / ۱۰۱۷ء / یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ / ۱۰۹۳ء

(۱۶)

سلطان الاولیاء

حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷ شعبان المعظم / ۵۱۳ھ / ۱۱۲۳ء

(۱۷)

غوث الثقلین، قطب الکونین، شیخ العلمین

سیدنا ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء / ۱۷-۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء

(۱۸)

تاج الدین، ابوبکر، ابوالفرح

حضرت سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴رجب المرجب ۵۲۸ھج/ ۱۱۳۳ء/ ۶شوال ۶۲۳ھ

(۱۹)

عمادالدین

حضرت سیدنا ابوصالح عبداللہ نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴ربیع الآخر ۵۶۲ھ/ ۲۷رجب المرجب ۶۳۲ھج

(۲۰)

سراج العلماء

حضرت سیدنا محی الدین ابونصر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷ربیع الاول ۶۵۶ھج

(۲۱)

واقف اسرار جلی وخفی، قدوۃ الاولیاء

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۳شوال ۷۳۹ھ

(۲۲)

سردار اولیا، سرور زمزمہ اصفیاء

حضرت سیدنا موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳رجب المرجب ۷۶۳ھ

(۲۳)

شیخ الوقت سردار مشاہیر عصر

حضرت میر سید حسن قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ

(۲۴)

امام طریقت، زبدۃ العارفین

حضرت سید احمد جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۹ محرم الحرام ۸۵۳ھ

(۲۵)

منہاج العابدین فی الھند، رہبر علوم سنت

حضرت شیخ بہاؤ الدین شطاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱، ذو الحجہ ۹۲۱ھ

(۲۶)

استاذ العلماء، فاضل اکمل

حضرت سیدنا ابراھیم ایرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۵، ربیع الآخر ۹۵۳ھ

(۲۷)

عُمدۃ الاولیا، دانشمند،

حضرت سید قاری محمد نظام الدین عرف شاہ بھیکا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۹۰ھ/ ۱۴۴۵ء/ ۹ ذی القعدہ ۹۸۱ھ

(۲۸)

شہنشاہ ولایت، تاجدار ارباب ولایت
حضرت قاضی ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۲۵ھ۔ ۲۱ رجب المرجب ۹۸۹ھ

(۲۹)

اولادرسول
حضرت سید شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹۷۳ھ۔ شب عید الفطر شوال المکرم ۱۰۴۷ھ

(۳۰)

سید الاولیاء برھان الاصفیاء مظہر اقسام کرامت
حضرت میر سید محمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰۰۶ھ۔ ۶ شعبان المعظم دوشنبہ ۱۰۷۱ھ

(۳۱)

شیخ المشائخ واقف اسرار حقائق، ماہتاب ولایت
حضرت میر سید احمد کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ

(۳۲)

خضر راہِ ھدایت، مشعل جادۂ صداقت، سید السالکین
حضرت میر سید فضل اللہ کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴ ذی القعدہ ۱۱۱۱ھ

اکابر کرام خانوادۂ عالیہ برکاتیہ

کی دو مبارک تحریرات

مختصر تاریخ خاندان برکاتیہ

وخطبہ جمعہ

ہر دو تالیف لطیف

حضرت جلیل المفاخر، خاتم الاکابر، سلالۃ الاماجد الکرام، سند الاصفیاء العظام، تاجدار مسند برکاتیہ احمدیہ مطہرہ مارہرہ مقدسہ جدنا الامجد حضرت سید شاہ آل رسول قادری برکاتی احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالرضی السرمدی

بہ تصحیح واہتمام

حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی نور اللہ مرقدہ

سجادہ عالیہ غوثیہ برکاتیہ مارہرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یادداشت حالات بزرگان سلسلۂ عالیہ برکاتیہ میں حضرت سیدی و مرشدی والد ماجد قدس سرہٗ العزیز نے اس فقیر خادم سے بضمن سوانح شریفہ حضرت فرجدی خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہٗ العزیز تحریر کرایا کہ ''حضرت کی کوئی تصنیف ہمیں معلوم نہ ہوئی سوا ایک'' مختصر تاریخ خاندان برکاتیہ'' کے جو ہمارے پاس ہے اور پانچ خطبے حضرت کے مصنفہ تھے، خطبہ جمعہ، وخطبہ جمعۃ الوداع، اور دو خطبے عیدین، کے اور ایک خطبہ شاید نکاح یا استقاء کی نماز کا تھا، یہ خطبے ہمارے بچپن میں سب تھے اور پڑھے جاتے تھے، حاجی عبداللہ صاحب (نواسۂ حضرت ستھرے میاں صاحب) اور میاں صاحب بھائی (حضرت سید شاہ ابوالحسین صاحب) کو ہم نے پڑھتے سنے تھے، اب ان میں سے صرف ایک خطبہ ہمارے پاس موجود ہے جو حسین حیدر بھائی مرحوم (نواسۂ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب) سے ہمیں ملا ہے، البتہ حسین حیدر بھائی، حضرت کی ایک تصنیف، نورالانوار پر حاشیہ بتاتے تھے''۔

جس مختصر تاریخ خاندان برکاتیہ اور ایک خطبہ کو حضرت مرشدی نے اپنے پاس ہونا ذکر فرمایا ہے، اب فقیر ان کو بسلسلۂ اشاعت کتب کرام خانوادۂ عالیہ برکاتیہ ان کی حفاظت اور قدر دانوں کے ان سے مستفید ہونے کی غرض سے طبع کرا کر شائع کرتا ہے، اس تاریخ کے جس نسخہ کا حضرت نے حوالہ دیا وہ غیر مرتب تحریر شدہ ہے، اس کے علاوہ ایک اور نسخہ فقیر کو مرتب تحریر شدہ دستیاب ہوا، ان دونوں کے تطابق اور خاندانی حالات میں دوسری معتبر کتابوں سے تصحیح و مقابلہ کر کے یہ نسخہ شائع کیا جارہا ہے۔

فقیر اولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی قاسمی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ھو المالک

بہ تعمیل حکم حضور جو حال اپنے خاندان کا مجھ کو معلوم ہے گذارش کرتا ہوں کہ پہلے اسلاف میرے شہر مدینہ میں کہ ملک عرب میں دار نبوت مشہور ہے، رہتے تھے، پھر وہاں سے شہر واسط میں کہ منجملہ توابع دار نبوت ہے معہ خانماں آ کر آباد ہوئے، اور یہ مجھ کو معلوم نہیں کہ شہر واسط (۱) کتنی دور، دار نبوت سے ہے، اور کون سے سن میں کون سے اسلاف میرے وہاں جا کر آباد ہوئے اور جو وہاں آباد ہوئے تھے اُن کی ذریت میں سید ابوالفرح واسطی معہ اپنے چار بیٹوں کے کہ نام ان کے سید ابوالفراس (۲) اور سید ابوالفضائل اور سید داؤد اور سید معزالدین تھے، زمانہ سلطان محمود غزنوی میں غزنین میں تشریف لائے اور نام اور سن ان کے آنے کا وہاں مجھ کو نہیں معلوم، اور وہاں چندے توقف کر کے معہ اپنے ایک بیٹے سید معز الدین کے شہر واسط کو مراجعت کر گئے اور سید ابوالفراس اور سید ابوالفضائل اور سید داؤد ہندوستان کو آئے اور بادشاہ وقت نے کہ جس کا نام معلوم نہیں سید ابوالفراس کو موضع جاجیز اور سید ابوالفضائل کو موضع چھاترو (۳) اور سید داؤد کو موضع تھن پور عطا کئے کہ وہ وہاں آباد ہوئے اور میں نے سناہ ہے کہ وہ مواضع پٹیالہ کے علاقہ میں تھے اور منجملہ ذریت سید الفراس کے سید محمد صغریٰ قصبہ بلگرام میں کہ متعلق بملک اودھ ہے متوطن ہوئے اور سری نام

---

(۱) شہر واسط بغداد مقدس سے دو گھنٹے کی مسافت پر، عراق میں ہے۔ فقیر نے ۲۰۰۲ء میں وہاں حاضری دی ہے۔ (احمد میاں برکاتی)

(۲) اس کتاب کے ایک نسخہ میں ابوالفراش بہ شین منقوطہ ہے جو یا تو غلط کاتب ہے یا مثل نسب نامہ منظومہ حضرت میر عبدالواحد بر بنائے شہرت عام، ورنہ فراس بہ سین مہملہ ہی ہے کما افاد العلامہ السید محمد بن العلامہ السید عبدالجلیل البلگرامی فی تاریخ بلگرام (محمد میاں)

(۳): حضرت جدی سید شاہ حمزہ قدس سرہ کی قلم کی لکھی ہوئی ایک یادداشت جو ہمارے پاس ہے اس میں اس لفظ کے آخر میں واو کے بعد رائے مہملہ بھی ہے۔ (محمد میاں)

راجہ سرکش باغی کہ وہاں مسلط تھا اس کا باقارب و اعیان اس کے، باعانت فوج غازیان اسلام قتل کیا، اور اس راجہ کے جملہ پرگنات مقبوضہ پر اپنا قبضہ کیا، چنانچہ تاریخ فتحیابی اُس راجہ پر لفظ "خداداد" ہے کہ جس کے عدد سن چھ سو چودہ (سنہ ۶۱۴ھ) ہجری ہوتے ہیں اور منجملہ ذریت سید محمد صغریٰ کے سید شاہ عبدالجلیل جد اعلیٰ، میرے شہر مارہرہ کہ توابع صوبہ اکبر آباد سے تھا سن ایک ہزار سترہ (سنہ ۱۰۱۷ھ) ہجری میں وارد ہوئے اور روز یر محمد خان چودھری و قانونگے کہ اس شہر کے رئیس اعظم تھے، ان کے معہ خانماں اپنے مرید ہوئے، اور وسط شہر مذکور میں اراضی سکنہ ان کو نیاز کری اس اراضی میں انہوں نے مکان سکونت اپنا تیار کیا اور انتقال ان کا آٹھویں ماہ صفر سن ایک ہزار ستاون ہجری (سنہ ۱۰۵۷ھ) میں ہوا، اور اسی اراضی مسکونہ میں مدفون ہوئے اور مجھ کو معلوم نہیں کہ اُس اراضی مسکونہ میں پہلے کون رہتا تھا اور سید شاہ اویس بیٹے ان کے اسی مکان سکونت میں رکھتے تھے اور کبھی وطن قدیم بلگرام اپنے میں بھی جاتے تھے چنانچہ انتقال ان کا بلگرام میں بیسویں ماہ رجب سن ایک ہزار ستانوے ہجری (سنہ ۱۰۹۷ھ) میں ہوا، اور وہیں مدفون ہوئے اور سید شاہ برکت اللہ بیٹے سید شاہ اویس کے مکان مسکونہ مذکورہ میں رہتے تھے اور انہوں نے بہ سبب رنجش قوم گندل کے سن ایک ہزار ایک سو اٹھارہ ہجری (سنہ ۱۱۱۸ھ) میں سرائے سکونت جانب شمال شہر مذکور، بفاصلہ شاہ راہ آباد کری، اور پیم نگر اس کا نام رکھا، اور وہاں اقامت اختیار کری اور مکان وسط شہر مذکور بھی اپنے قبضہ میں رکھا اور سن ایک ہزار ایک سو بیالیس ہجری (سنہ ۱۱۴۲ھ) میں دسویں ماہ محرم روز عاشورہ (یعنی قریب صبح صادق) ان کا انتقال ہوا اور اراضی سرائے مذکور میں مدفون ہوئے اور شجاعت خان غلزئی نائب نواب محمد خان بنگش والی ریاست فرخ آباد نے اُن کے مزار پر عمارت عالیشان بنائی کہ ہنوز موجود ہے اور بدرگاہ حضرت سید شاہ برکت اللہ مشہور ہے، اور زیارتگاہ خاص و عام ہے اور فیض و عام امور دین کا ہر طرح اس میں جاری اور جو جائداد دیہات معافی اور نقدی اور سالانہ قدیم سے بوجہ نیاز درگاہ موصوف مقرر ہے وہ دولت مدار انگریزی نے بحال و برقرار رکھی اور اس کے محاصل وصولی سے مصارف درگاہ معمولی ہوتے

ہیں، اور حضرت صاحب مغفور کے دو بیٹے وارث رہے ایک سید شاہ آل محمد مرحوم دوسرے شاہ نجات اللہ مغفور اور حضرت سید شاہ آل محمد مرحوم نے سولھویں ماہ رمضان سن ایک ہزار ایک صد وشصت و چہار ہجری (۱۱۶۴ھ) میں بمقام مارہرہ انتقال کیا، اور سید شاہ حمزہ اور سید شاہ حقانی دو بیٹے ان کے وارث رہے اور سید شاہ حقانی نے نکاح اپنا نہیں کیا تھا کہ جو ان کی اولاد ہوتی اور انہوں نے سترہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۲۱۰ھ میں انتقال کیا اور سید شاہ حمزہ نے بتاریخ ۱۴، محرم سنہ ۱۱۹۸ھ میں مقام مارہرہ انتقال کیا اور تین بیٹے، ایک سید شاہ آل احمد ملقب بہ اچھے صاحب، دوسرے سید شاہ آل برکات ملقب بہ ستھرے صاحب اور تیسرے سید آل حسین ملقب بہ سچے صاحب وارث اپنے چھوڑے، اور سید شاہ آل احمد سترہویں ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ میں بمقام مارہرہ لاولد گذرے اور سید آل حسین قصبہ کواتھ پرگنہ دنوار ضلع شاہ آباد میں جاگیر مالکانہ سید نورالحسن خان بلگرامی کی (جو ان کے خسر ہیں)، متوطن تھے، ربیع الثانی (۱) سن مذکور (۲) میں گذرے اور وہیں مدفون ہوئے اور سید محمد سعید اور سید محمد تقی بیٹے ان کے وارث رہے اور وہ دونوں بھی وہیں گذرے اور سید محمد روشن اور سید اولاد محمد اور سید محمد اکبر اخلاف سید محمد تقی جی و قائم اسی قصبہ میں موجود ہیں اور سید شاہ آل برکات چھبیسویں ماہ رمضان سنہ ۱۲۵۱ھ میں بمقام مارہرہ گذرے اور ان کے بڑے بیٹے سید آل امام ملقب بہ جما میاں ان کے سرو برو ۸، رمضان سنہ ۱۲۴۸ھ بقصبہ کواتھ بخانہ سید آل حسین حسین خسر اپنے گذرے اور ان کے دو بیٹے سید

---

(۱) اس کتاب میں یونہی ہے، مگر اس کے جو نسخے اس وقت ہمارے پاس ہیں وہ خود حضرت مصنف کے نہ دستخطی، نہ صحیح کردہ، اور ان میں بعض اغلاط بھی موجود، لیکن حضرت جدی شاہ نورالحسن صاحب مغفور کے خود تحریر فرمودہ ملحقات ماثر الکرام میں، حضرت سید آل حسین کا ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۳۵ھ میں وصال لکھا ہے اور حضرت سیدی والد ماجد مغفور نے بھی خاندان برکات میں ۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۳۵ھ سال وصال حضرت سید آل حسین تحریر کرایا اور یہی اہل کواتھ کی تحریرات و بیانات میں مذکور ہے۔ (محمد میاں)

(۲) یعنی سنہ ۱۲۳۵ھ جیسا کہ نسخہ ثانیہ میں مصرح بھی ہے۔ (محمد میاں)

ابن امام اور سید آل محمد حی وقائم مارہرہ میں موجود ہیں اور بڑے بیٹے ان کے سید اولاد حسین جو قصبہ کواتھ میں گذر گئے ان کا ایک بیٹا سید آل احمد وارث کواتھ میں موجود ہے، اور سید اولاد رسول بیٹے حضرت سید شاہ آل برکات مرحوم کے تخمیناً اکیس برس (یعنی ۱۲۶۸ھ) ہوئے، ۲۶، ماہ ربیع الثانی مارہرہ میں گذر گئے اور سید محمد صادق اور سید محمد جعفر اور سید محمد باقر اور سید محمد عسکری بیٹے ان کے حی وقائم موجود ہیں اور چھوٹے بیٹے ان کے سید شاہ غلام محی الدین عرصہ دو برس قدرے زائد، پانچویں ماہ شعبان ۱۲۸۶ھ میں بلدہ لکھنؤ میں گذر گئے اور نعش ان کی لکھنؤ سے لا کر مارہرہ میں دفن ہوئی اور سید نورالحسن بیٹے ان کے حی وقائم مارہرہ میں موجود ہیں اور ایک بیٹا ان کا سید نورالمصطفیٰ جو لکھنؤ میں گذر گیا اس کا بیٹا سید یوسف حسن لکھنؤ میں بالفعل موجود ہے، اور میں سید آل رسول منجھلا دوسرا بیٹا سید شاہ آل برکات مرحوم کا حی وقائم مارہرہ میں موجود ہوں اور سید شاہ نجات اللہ بیٹے دوسرے حضرت سید شاہ برکت اللہ کے، سلخ شوال سن ایک ہزار ایک سو نوے ہجری (۱۱۹۰ھ) میں بمقام مارہرہ گذرے اور ان کے دو بیٹے ایک سید امام ملقب بہ شاہ گدا اور دوسرے سید مقبول عالم ملقب بہ شاہ سوندھا جو بطن منکوحہ ہم قوم سے تھے ان کے وارث رہے اور دیگر اطفال ان کے جو بطون لونڈیوں حرمون سے تھے وہ بمقابلہ دونوں بیٹوں بطن منکوحہ کے حسب دستور خاندان قابل اعتبار نہ رہے اور دونوں بیٹوں بطن منکوحہ نے کچھ ریاست معافی درگاہ سے ان کو مقرر کر دیا اور اسامی ان چھ بیٹوں کے یہ ہیں، سید جمال علی ملقب بہ کلو میاں اور سید سردار علی ملقب بہ سلو میاں اور سید احمد اللہ اور سید مہر علی اور سید علی رضا اور سید نور زمان اور منجملہ ان چھ بیٹوں کے سید احمد اللہ اور سید علی رضا اور سید نور زمان لاولد مرے اور باقی ذریت موجود ہے اور انتقال سید شاہ گدا کا ۱۲۰۵ھ میں ۱۳، ماہ محرم [1] میں بمقام مارہرہ ہوا اور دو بیٹے ان کے ایک سید برکات بخش ملقب بہ بھکاری صاحب دوسرے

---

(۱) خاندان برکات میں حضرت والد ماجد نے ۱۲، محرم لکھوایا ہے غالباً یہ مبنی بر اختلاف روایت ہے۔ قطب الدین کہ انہیں کا نام سید محمد بھی ہے سید ماہرو کے بیٹے ہیں۔ (محمد میاں)

حضرت بخش (۱) ملقب بہ فقیر صاحب وارث ان کے رہے اور انتقال بھکاری صاحب کا ۲۳۹؍ سنہ ۱۲۳۹ھ ماہ جمادی الاولیٰ میں بمقام مارہرہ ہوا اور سید محمد امیر بیٹے ان کے وارث ہوئے اور انتقال بھکاری صاحب کا ۱۸، رجب سنہ ۱۲۵۳ھ بمقام مارہرہ ہوا اور لاولد گذرے اور سید محمد امیر بیٹے فقیر صاحب کے ان کے بھی وارث ہوئے کہ حی و قائم موجود ہیں اور انتقال شاہ سوندھا کا ۱۹ ،شعبان سنہ ۱۲۱۳ھ میں بمقام مارہرہ ہوا اور سید مخدوم عالم ملقب بہ پیارے صاحب بیٹے ان کے وارث ہوئے اور انتقال ان کا بمقام مارہرہ ۱۳، رمضان سنہ ۱۲۱۷ھ میں ہوا، اور سید سلطان عالم اور سید صاحب عالم دونوں بیٹے ان کے وارث ہوئے اور سید سلطان عالم ۸ ،شعبان (۲) سنہ ۱۲۵۳ھ بمقام مارہرہ لاولد گزرے اور سید صاحب عالم بھائی ان کے وارث ہوئے اور سید صاحب عالم دوسری ماہ محرم سنہ ۱۲۸۸ھ میں بمقام مارہرہ گزرے اور سید عالم اور شاہ عالم اور مقبول عالم بیٹے ان کے وارث ہوئے کہ مارہرہ میں حی و قائم موجود ہیں اور بڑے بڑے قحط، مجھ کو دو قحط یاد ہیں، ایک قحط کو عرصہ تیس برس (۳) قدرے زائد کا تخمیناً ہوا کہ بہت لوگ بھوک سے مر گئے اور لوگوں نے بہت لڑکے بالے اپنے واسطے پرورش کے لوگوں ذی مقدور کے سپرد کر دیئے اور دوسرے قحط کو عرصہ دس برس قدرے زائد تخمیناً ہوا، اگرچہ یہ قحط دوسرا، اول قحط سے کم ہے لیکن اس میں بھی بہت لوگ بھوک سے مر گئے اور لڑکے بالے اپنے لوگوں ذی مقدور کو واسطے پرورش کے سپرد کر دیئے اور اس شہر مارہرہ میں اور مواضع گرد و نواح اُس، کے کوئی عجائبات سے میں نے نہیں سنا۔

پشت نامہ میرا یہ ہے: سید آل رسول ابن سید آل برکات ابن سید حمزہ ابن سید آل محمد ابن سید برکت اللہ ابن سید اویس ابن سید عبدالجلیل ابن سید عبدالواحد ابن سید ابراہیم ابن سید قطب الدین (۴) سید محمد ابن سید ماہرو ابن سید شاہ بڈھا ابن سید کمال ابن سید

(۱) صحیح نجات بخش (۲) ۸، شعبان کا دن گزر کر شب نہم میں

(۳) زیادہ صاف نسخے میں یہ سن لفظوں میں لکھا ہے جو بظاہر تیس ہی پڑھا جاتا ہے دوسرے نسخے میں اس طرح لکھا ہے

۵۳ برس (۴) سید قاسم ابن سید حسین ابن سید نصیر ابن سید حسین ابن سید عمر ابن سید محمد صغریٰ ابن سید علی ابن سید حسین ابن سید ابوالفرح ثانی ابن سید ابو فراس ابن سید ابوالفرح واسطی ابن سید داؤد ابن سید حسین ابن سید یحییٰ ابن سید زید سوم ابن سید عمر ابن سید زید دوم ابن سید علی ابن سید حسین ابن سید علی ابن سید محمد ابن سید عیسیٰ ابن سید زید شہید ابن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضرت امیر المومنین قاتل الکفار والمشرکین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ زوج حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ فقط

خطبہ جمعہ

تالیف حضرت جدنا الامجد خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی تاجدار مسند برکاتیہ آل احمدیہ مارہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل النار علیٰ سیدنا الخلیل بردا و سلاما o واسمع سیدنا الکلیم علیٰ طور سیناء وحیا و کلاما o وانزل علیٰ سیدنا عیسیٰ ابن مریم من السماء مائدۃ و طعاما o وکشف الضر عن سیدنا ایوب بعد ماعاین مرضا و سقاما o ورد البصر علیٰ سیدنا یعقوب اذا جاءہ البشیر والم بہ الماما o وملک لسیدنا سلیمان جنا و انسا و ریحا و غما o وقرب الحبیب سیدنا محمد الیلۃ المعراج فکان قاب قوسین او ادنیٰ اعزازا و اکراما o وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علیہ علیہم صلاۃ و سلاما o وجعل الجنۃ للمسلمین مستقرا و مقاما o وجعل النار للکافرین عذابا وغراما o ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین وسلم o اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ تعالیٰ و خیر الھدی ھدی سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و شر الامور محدثاتھا، وکل بدعۃ ضلالۃ، وکل ضلالۃ فی النار قال اللہ تبارک تعالیٰ یا ایھا الناس اتقوا ربکم ج ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم o یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت و تضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکری وما ھم بسکریٰ ولکن عذاب اللہ شدید o اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لعب و لھو و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد ط کمثل

غیث اعجب الکفار نباته ثم یهیج فتراه مصفرا ثم یکون حطاما ط و فی الأخرة عذاب شدید و مغفرة من الله ورضوان o وما الحیٰوة الدینا الا متاع الغرور o قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعثت انا والساعة کهاتین o انه تعالیٰ جواد کریم ملك بررؤ ف رّحیم o

الخطبۃ الثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعینه ونستغفره ونؤمن به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یهده الله فلا مضل له ط ومن یضلله فلا هادی له ط و اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریك له واشهد ان سیدنا محمدا عبده ورسوله ط ارسله بالحق بشیرا و نذیرا بین یدی الساعة ومن یطع الله ورسوله فقد رشد ط ومن یعصهما فانه لایضر الا نفسه ط صلی الله تعالیٰ علیه وعلی آله وازواجه واصحابه وخلفائه الراشدین الهادین المهدیین اجمعین o اللهم انصر من نصر دین سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم واجعلنا منهم . واخذل من خذل دین سیدنا محمد صلی الله علیه وسلم ولا تجعلنا منهم . عباد الله رحمکم الله ان الله یأمر بالعدل والاحسان وایتائ ذی القربیٰ وینهیٰ عن الفحشآء والمنکر والبغی ج یعظکم لعلکم تذکرون o اذکروالله یذکرکم وادعوه یستجب لکم ولذکر الله تعالیٰ اولیٰ واعلیٰ واعز واجل واعظم واکبر o

(خصوصی وضاحت): ان خطبات پر اعراب نہیں لگائے ہیں، جو حضرات خطبا، ان خطبات کو پڑھیں، وہ کسی مستند عالم یا خطیب سے ان پر اعراب صحیحہ لگوائیں، پھر پڑھیں، تاکہ غلطی سے بچ سکیں۔ (مرتب: احمد میاں برکاتی)

شجرہ علیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ

بہ قلم: حضرت سید آل رسول حسنین میاں نظمی قدس سرہٗ

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

رسول اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کی ولادت اقدس بارہ (۱۲) ربیع الاول شریف سن فیل دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ والد ماجد حضرت عبداللہ اور والدہ معظمہ سیدتنا آمنہ تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے والدین کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ ابھی آپ شکم مبارک والدہ ماجدہ میں تھے کہ والد نامدار حضرت سیدنا عبداللہ نے سفر کی حالت میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، چار برس کی عمر میں والدہ محترمہ بی بی آمنہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا، جب سن شریف آٹھ (۸) برس کا ہوا، دادا حضرت عبدالمطلب بھی راہی ملک بقا ہوئے۔ ۲۵ سال کی عمر میں سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح ہوا۔ سال شروع چہل ویکم (۴۱) میں مرتبہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ (یعنی منصب نبوت کا برملا اظہار فرمایا۔ برکاتی) نبوت کے بارہویں سال معراج سے اختصاص پایا۔ تیرہویں سال نبوت میں مدینہ طیبہ کو جمال جہاں آراء سے روشن کیا۔ دس برس مدینہ شریف میں قیام فرمایا، اسی مدت میں سرایا، غزوات ہوئے۔ صحیح روایات کے مطابق روز دوشنبہ ۱۱ھ میں حضرت حیات النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چشم ظاہری مردم سے پوشیدہ ہوکر واصل بحق ہوئے۔

حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ازواج مطہرات کی تعداد گیارہ متفق علیہ ہے۔ ان میں سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر، حضرت ام المومنین حفصہ بنت فاروق اعظم، حضرت ام المومنین ام سلمہ، حضرت ام المومنین حبیبہ اور حضرت ام المومنین سودہ، قریشی ہیں۔ اور حضرت ام المومنین جویریہ اور حضرت ام المومنین

زینب، حضرت ام المومنین میمونہ اور حضرت ام المومنین زینب بنت خزیمہ غیر قرشی عربی ہیں، ایک اور بی بی حضرت ام المومنین صفیہ غیر عربی النسل بنی اسرائیل سے تھیں۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تین صاجزادے اور چار صاجزادیاں تھیں۔ صاجزادے حضرت سیدنا قاسم، حضرت سیدنا عبداللہ اور سیدنا ابراہیم طیب وطاہر لقب، حضرت عبداللہ کا ہے، کیونکہ آپ ظہور اسلام کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاجزادی حضرت زینب تھیں، سال دوئم ہجری میں وفات پائی، دوسری بیٹی حضرت رقیہ، تیسری ام کلثوم تھیں، ان کا نام آمنہ ہے، ان کی وفات ہجرت کے نویں سال میں ہوئی۔ چوتھی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء تھیں، کنیت آپ کی اُمِ ابیہا اور لقب طاہرہ، زاکیہ، بتول اور راضیہ تھے۔ نبوت سے پانچ سال پہلے نور افزائے خاک دان عالم ہوئیں۔ سال دوئم ہجری رجب یا صفر کے مہینے میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ عقد ونکاح ہوا۔ اس وقت سیدہ کی عمر اٹھارہ سال تھی، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ظاہری کے، چھ ماہ بعد مخدومہ دوعالم کا انتقال ہوا، عمر شریف ۲۸ سال کی تھی، جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

امیر المومنین اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم آئمہ اثنا عشر میں سے پہلے امام ہیں، ۱۳، رجب المرجب جمعہ کے دن واقعہ فیل سے تیس سال بعد خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے، لڑکوں، بچوں میں حضرت مولیٰ علی سب سے پہلے ایمان لائے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے دن ذی الحجہ ۳۵ سنہ ھ میں مدینہ باسکینہ میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۱۷، رمضان المبارک ۴۰ سنہ ھ کو ابن ملجم خارجی نے حضرت والا پر قاتلانہ حملہ کیا، زخمی ہونے کے بعد جمعہ اور سنیچر کے دن دنیا میں اور تشریف رکھی اور چار برس نو ماہ مسند خلافت کو زینت بخش کر اتوار کی رات ۱۹، رمضان المبارک کو

تریسٹھ سال کی عمر میں دارالخلافہ کوفہ میں انتقال فرمایا۔ جائے مدفن میں اختلاف ہے، بقولِ مشہور کوفہ کے نزدیک کوہِ نجف پر مزار مبارک ہے۔

حضرت مولا علی کے از بطن خاتون جنت فاطمۃ الزہرا تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت محسن، اور صاجزادیاں حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ، ۱۵، شعبان المعظم سنہ ۳ھ میں پیدا ہوئے، نہایت امن پسند اور منکسر المزاج تھے، سیرت و صورت میں اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشابہت پائی تھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو نہایت عزیز رکھتے تھے، فرماتے تھے، حسن کیلئے میری سیادت ہے۔ حضرت سیدنا امام حسن کے سال وفات میں اختلاف ہے، بعض انچاس کہتے ہیں، بعض پچاس اور بعض سنہ ۵۱ھ۔ عجائب القصص میں لکھا ہے کہ وفات کے وقت سن شریف ۴۵ برس اور کچھ کم چھ ماہ تھا۔ وفات کا سبب اسہال کبدی تھا جو آپ کو زہر دیئے جانے کے سبب لاحق ہوا۔ مدت مرض چالیس یوم تھی، مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں آخری آرام گاہ ہے۔ حضرت مولا علی کے سب سے چھوٹے صاجزادے حضرت محسن نے چھ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔

سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیسرے امام ہیں، سید اور سبط، القاب آپ کو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عنایت فرمائے تھے۔ ۵، شعبان سنہ ۴ھ منگل کے دن مدینہ میں ولادت باسعادت ہوئی، آپ چھ ماہ کے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ شرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔ آپ کا بچپن رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سایۂ رحمت و عاطفت میں گزرا، آپ سینے سے پاؤں تک اپنے نانا جان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ اشبہ تھے۔ حضرت امام عالی مقام کی سیرت مبارکہ اپنے جد کریم کی سیرت مبارک کی پرتو اور مظہر تھی، حضرت امام کی چھ اولاد تھیں۔

(۱) حضرت علی الاوسط امام زین العابدین، (۲) حضرت علی اکبر، ان کی والدہ ماجدہ لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی، یہ معرکہ کربلا میں شہید ہو گئے، (۳) حضرت جعفر، ان کی والد

قضباعہ تھیں، یہ اپنے والد ماجد کے سامنے وفات پاچکے تھے، (۴) حضرت عبداللہ، یہ وہ صاجزادے ہیں جو عوام میں علی اصغر مشہور ہیں، ان کی والدہ رباب بنت امراء القیس بن عدی کلیبہ تھیں، شیر خوار حضرت عبداللہ کربلا کے میدان میں حلق پر تیر کھا کر شہید ہوئے، (۵) حضرت فاطمہ صغریٰ، ان کی والدہ ام اسحٰق بنت حضرت سیدنا طلحہ تھیں، (۶) حضرت سکینہ، یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروز عاشورہ سن اکسٹھ ہجری میں میدان کربلا میں یزیدی لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے، سن مبارک اس وقت چھپن سال پانچ ماہ پانچ دن تھا۔ مرقد منور حضرت امام کا کربلائے معلی میں زیارت گاہ خلائق ہے، سر مبارک قاہرہ مصر کے مشہد حسینی میں دفن ہے۔ سوائے حضرت امام زین العابدین کے حضرت امام کا کوئی فرزند باقی نہ رہا تھا، سب کے سب کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ ہمیں
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

سجاد لقب مبارک حضرت علی الاوسط امام زین العابدین ابن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ کثرتِ عبادت کے سبب آپ کا لقب سجاد ہوا، آپ چوتھے امام ہیں، علی اسم شریف اور ابوالحسین، ابومحمد، ابوبکر، ابوالقاسم اور ابوعبداللہ کنیت مبارک۔ ذکی، امین، سید العابدین اور ذو النفقات القاب ہیں سنہ ۳۸ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ شعبان کی پانچ تاریخ اور جمعرات کا دن۔ آپ کی والدہ ماجدہ شہر بانو فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی بیٹی تھیں۔ حضرت امام زین العابدین دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھا کرتے، اسی لئے آپ سید العابدین کہلائے، حضرت کے دس بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، (۱) حضرت امام ابوجعفر محمد باقر، (۲) حضرت زید شہید، (۳) حضرت عمر، یہ دونوں ایک ام ولد کے بطن سے تھے، (۴) حضرت عبداللہ، (۵) حسن، (۶) حسین، یہ تینوں ایک ام ولد کے بطن سے تھے، (۷) حسین اصغر، (۸) عبدالرحمن، (۹) سلیمان، (۱۰) علی، جو

سب سے چھوٹے تھے اور خدیجہ، یہ دونوں بھائی بہن ایک ام ولد سے تھے، فاطمہ علیہ اور کلثوم، یہ تینوں بہنیں ایک ام ولد کے بطن سے تھیں، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ۱۳، محرم الحرام ۹۴ھ یا ۹۵ھ میں اٹھاون سال کی عمر میں داخل جناں ہوئے، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام زین العابدین کے بڑے صاجزادے تھے، حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت آپ تین، یا پانچ برس کے تھے، ان کی والدہ ام عبداللہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ کی صاجزادی تھیں، کنیت امام کی ابو جعفر اور لقب باقر ہے کیونکہ آپ بقر العلم تھے ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۷، ذی الحجہ ۱۲۹ھ میں بعمر ۷۲ سال زہر خورانی سے مدینہ میں وفات پائی، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

حضرت امام محمد باقر کے صاجزادے، حضرت امام جعفر صادق کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب صادق تھا، ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، علوم ظاہر و باطن میں بے ہمتا تھے۔ اولیاء اور علماء کی ایک کثیر جماعت نے آپ سے استفادہ ظاہر و باطن کیا، پندرہ رجب المرجب ۱۴۸ھ بروز دوشنبہ وفات پائی، جنت البقیع میں قبۂ اہل بیت میں دفن ہوئے۔ حضرت امام کے سات بیٹے تھے، حضرت اسماعیل، حضرت عبداللہ، حضرت امام موسیٰ، حضرت اسحٰق، حضرت محمد، حضرت عباس اور حضرت علی عریضی۔

حضرت امام جعفر صادق کے صاجزادے حضرت امام موسیٰ کاظم کی شان میں صاحب ''مخبر الواصلین'' لکھتے ہیں کہ:

خلق را ہادی خفی و جلی است روز جمعہ امام نقل نمود
سال مولود ''امام ولی'' است از رجب ماہ بستہ و پنجم بود

حضرت امام موسیٰ کاظم ۷۲اھ میں پیدا ہوئے، والدہ کا نام نامی حمیدہ تھا، آپ کے مزاج پر عفو وحلم غالب تھا، اس وجہ سے آپ کاظم مشہور ہوئے، کوئی آپ کو گالیاں دیتا، آپ اسے انعام سے نوازتے، حضرت کا سال رحلت ''عمدہ دین'' سے ۱۸۳ھ برآمد ہوتا ہے۔

بہر معروفؔ وسریؔ معروف دے بے خودسری

جندحق میں گن جنیدؔ باصفا کے واسطے

حضرت شیخ المشائخ خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقدم طریقت مقتدائے شریعت تھے، تجرید میں اپنی مثل نہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کو تریاق مجرب مشہور کیا، جو کوئی حاجت لے کر آپ کی قبر مبارک پر جاتا ہے، خداوند عزوجل اپنے فضل وکرم اور آپ کی برکت سے اس کی حاجت روا کرتا ہے۔ ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ میں وفات پائی، مزار مبارک بغداد (محلہ کرخ) میں ہے۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سالک مسلک ملکوت شاہد عزت جبروت، تصوف میں صاحب حال اقسام کے علوم میں کمال رکھتے تھے۔ کوہ علم وثبات، مجمع مروت وشفقت تھے، عراق کے اکثر مشائخ آپ کے حلقۂ ارادت میں تھے۔

حضرت جنید بغدادی کے ماموں آپ ہی ہیں۔ حضرت معروف کرخی سے بیعت وخلافت تھی اور حضرت حبیب راعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات رکھتے تھے۔ بغداد میں آپ کی دوکان تھی جس کے آگے ایک پردہ چھوڑے رکھتے تھے، ہر روز ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ آپ گرے پڑے میوے سمیٹ کر ارزاں قیمت پر فروخت کرتے تھے، اسی لئے آپ کا لقب سقطی مشہور ہوا۔ ۳۰ رمضان المبارک بوقت صبح صادق یوم سہ شنبہ ۲۵۰ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔

شیخ علی الاطلاق، قطب باتحقاق، منبع اسرار، مرفع انوار، جہاں کے اماموں کے امام، ہر ایک علم میں کامل حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل تصوف کے مقدس تھے۔ آپ کو سید الطائفہ اور لسان القوم کہتے ہیں اور اعدل المشائخ، طاؤس العلماء، سلطان

المحققین لکھتے ہیں۔آپ فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے،خصوصاً پہلوانی میں بڑے نامی گرامی تھے،حقائق و معارف میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں،علم اشارات پہلے آپ سے پھیلا،آپ حضرت سری سقطی کے ہمشیرہ زادے تھے اور مرید بھی انہیں کے تھے۔کنیت ابو القاسم ہے۔ ۲۷، رجب المرجب ۲۹۹ھ میں وفات پائی۔

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

حضرت شیخ المشائخ ابو بکر عبد اللہ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک جعفر بن یونس ہے۔آپ کا نام شبلی کس طرح پڑا اس کی تفصیل یوں ہے ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بادشاہِ وقت نے کسی مسئلے کی تحقیق کیلئے طلب کیا،ان کے ساتھ حضرت ابو بکر عبد اللہ بھی گئے،بادشاہ نے حضرت جنید سے سخت کلامی کی،چونکہ حضرت ابو بکر عبد اللہ جوان خون رکھتے تھے اور نئی نئی فقیری کا جوش تھا،آپ کو غصہ آگیا،قالین پر بنے ہوئے شیر کو تھپکی دی وہ مجسم بن کر اٹھنے لگا،حضرت جنید نے اس پر نظر کی تو وہ اصلی حالت پر آگیا،دوبارہ بادشاہ نے بے ادبی سے کلام کیا،حضرت ابو بکر عبد اللہ نے پھر قالین پر ہاتھ مارا،غرض تین بار یہی معاملہ پیش آیا،آخر دفعہ میں بادشاہ نے بھی شیر کو اٹھتے ہوئے دیکھ لیا،خوف کے مارے بدحواس ہو گیا،فوراً تخت سے اتر کر حضرت جنید کے قدموں پر گر پڑا،انہوں نے فرمایا آپ اس لڑکے کی بات کا خیال نہ کریں یہ بچہ ہے،آپ کو وہی بات زیبا ہے اور ہم کو یہی بات لازم ہے،اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم،یعنی اطاعت کرو تم اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور حاکم متشرع کی۔بادشاہ نے اپنا قصور معاف کرایا اور اعتراف کے ساتھ انہیں رخصت کیا، پس وجہ تسمیہ حضرت شبلی کی یہ ہے کہ شبلی شیر کے بچے کو کہتے ہیں،جب سے یہ ماجرا گذرا آپ کا لقب شبلی یعنی شیر والا ہو گیا۔آپ حضرت جنید بغدادی کے مرید بھی تھے اور ہمشیرہ زادے بھی، اصل مولد و مسکن بغداد ہے۔عمر شریف ۷۷، برس کی ہوئی،آپ کی وفات ۲۷، ذی الحجہ ۳۳۴ھ کو ہوئی۔مرقد شریف بغداد میں ہے۔

حضرت شیخ المشائخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی بڑے صاحب تصوف، ورع و معرفت اور ریاضت و کرامت میں کمال رکھتے تھے، تمام اہل دل کے نزدیک ہر قسم کے علوم میں ماہر تھے، علم حدیث و روایات کے مصنف تھے، طریقت میں بڑے باریک تھے اور فکر رسا رکھتے تھے۔ سوز و شوق نہایت تھا، متاخرین میں سے کوئی بھی شخص عبادت و تقویٰ، مجاہدہ و مشاہدہ میں آپ کے برابر نہ تھا، ۲۶، جمادی الاولیٰ ۴۲۵ھ میں راہی ملک بقا ہوئے، بغداد شریف میں دفن ہوئے۔

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

شیخ المشائخ حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے متوکل، بڑے پرہیزگار تھے اور دنیادار سے قطعی بے زار تھے، اپنے دور کے کامل مشائخ میں تھے اور شیخ الشیوخ تھے، عالی مرتبت، بلند تر ہمت، آپ کے برابر کوئی نہ تھا۔ حقائق و معارف میں کوئی آپ سے پیش قدم نہ ہوا۔ توحید و تجرید اور تفویض میں سب سے بڑھ کر تھے۔ سن وفات میں اختلاف ہے، بعض شعبان ۴۳۵ھ اور بعض یکم محرم الحرام ۴۴۷ھ لکھتے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت ابوالحسن علی بن سید یوسف قرشی ہکاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما یگانہ وقت تھے، زیادہ ریاضت اور گرسنگی میں کمال تھا، دل کے پوشیدہ حالات جاننے اور نفس کے عیوب و آفات پہچاننے میں ملکہ رکھتے تھے۔ کلمات شریف، اور اشارات لطیف آپ کے بہت ہیں۔ یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ میں وصال ہوا۔ بعض جگہ ۱۷ محرم بھی درج ہے۔

فانی مطلق، باقی برحق، محبوب الٰہی، معشوق نامتناہی، نازنین مملکت راستین معرفت، عرش فلک سیر، قطب عالم ابوسعید بن ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جملہ مشائخ اور اکابر میں بادشاہ تھے۔ آپ کے وقت میں کوئی بھی آپ کے مرتبے کو نہ پہنچا، مگر وہی جس کی زندگی کے آپ قائل ہوئے، کسی کو وہ کرامت اور ریاضت منقول نہیں جو آپ کی تھیں، اور کسی شیخ کو اس قدر اشراقات نہ تھے، جس قدر آپ کو تھے۔ اقسام علوم میں کمال حاصل تھا۔ ابتدائی حال میں آپ کو

تیس ہزار بیت عربی کی حفظ تھیں۔ علم تفسیر وفقہ واحادیث اور علم طریقت وحقیقت وافر میں مشہور تھے۔ نفس کے عیبوں اور رہوا کی مخالفت اکثر اور فقر وفنا وذل وتحمل میں مشہور تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابوالخیر مشہور عطار تھے۔ حضور ابوسعید مبارک مخزومی کا وصال، ۱۷ شعبان سنہ ۵۱۳ھ کو ہوا۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبدالقادرِ قدرت نما کے واسطے

حضور غوث الثقلین، سیدنا الشیخ ابومحمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کے والد ماجد سید موسیٰ ابوصالح جنگی دوست تھے۔ کرامات اور خرق عادات حضرت قطب الکونین قدوۃ الکاملین، سید العارفین، معشوق صمدانی محبوب سبحانی کی اظہر من الشمس ہیں۔ یکم رمضان سنہ ۴۷۰ھ میں جیلان میں پیدا ہوئے۔ والدہ ماجدہ کا نام ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ بنت عبداللہ صومعی تھا۔ جس وقت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ کے تین سو تیرہ ولیوں نے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں۔ ان میں سے حرمین شریفین میں سترہ (۱۷)، عراق میں ساٹھ (۶۰)، عجم میں چالیس (۴۰)، شام میں تیس (۳۰)، مصر میں بیس (۲۰)، مغرب میں ستائیس (۲۷)، یمن میں تیئیس (۲۳)، حبشہ میں گیارہ (۱۱)، سد یاجوج ماجوج میں سات (۷)، سراندیپ میں سات (۷)، کوہ قاف میں ۴۷ اور جزائر بحر محیط میں چوبیس (۲۴) افراد تھے، آپ فرماتے تھے کہ ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں اپنے نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں، اور فرمایا، انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں اور جنوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں اور فرشتوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں اور میں کل کا شیخ ہوں۔ سرکار غوث پاک ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا سیر فرماتے رہے۔ چالیس سال صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی، پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھا۔ اول رات کچھ نفل پڑھتے پھر ذکر کرتے یہاں تک کہ پہلا ثلث گزر جاتا۔ سخت سردی کے موسم میں صرف

ایک قمیص پہنے ہوتے اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی۔ پسینہ آپ کے جسم مبارک سے نکلتا ہوتا تھا، اور آپ کے مصاحب پنکھا جھلا کرتے تھے۔ ایک ہفتہ میں تین مرتبہ وعظ فرماتے تھے۔ مدرسہ میں جمعہ کی صبح کو اور منگل کی شام کو اور سرائے میں اتوار کی صبح کو۔ آپ کی مجلس میں علماء، فقہاء اور مشائخ وغیرہ جمع ہوتے تھے۔ چالیس سال تک آپ نے وعظ فرمایا۔ یہ سلسلہ ۵۲۱ھ سے شروع ہو کر ۵۶۱ھ میں ختم ہوا۔ تدریس وفتویٰ کی مدت ۲۲ سال تھی۔ ابتداء ۵۲۸ھ میں اور اختتام ۵۶۱ھ میں ہو۔ آپ کی مجلس میں دو تین آدمی مرجایا کرتے تھے۔ آپ نے ادب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے، خرقہ شریف قاضی ابوسعید مبارک مخزومی کے ہاتھ سے پہنا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ علوم میں کلام کیا کرتے تھے۔ ظہر کے بعد آپ ساتوں قرأت میں قرآن تلاوت فرماتے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے چاہا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچے، کیونکہ میرے ہاتھ پر یہود ونصاریٰ میں سے پانچ سو سے زیادہ مسلمان ہوئے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ شہدے بدمعاش تائب ہوئے ہیں اور یہ بڑی نیکی ہے۔ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ۱۱، ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو بغداد میں ہوا۔ آپ کے تصرفات آج بھی جاری وساری ہیں۔ کتب آثار میں لکھا ہے کہ وبائیں آپ سے اجازت لے کر دیار وامصار کیلئے روانہ ہوتی ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

مایوس نہ ہو رکھ حق پہ نظر تکمیل عقیدت غوث سے کر
قدرت ہے یہ عبدالقادر میں ہر ناقص کو کامل کردے

اَحْسَنَ اللہ لَہُم رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

شیخ المشائخ حضرت سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ امام اوحد حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق سراج عرق،

جمال الائمہ، فخر الحفاظ، شرف الاسلام، پیشوائے اولیاء تھے۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی، ان سے اور ایک بڑی جماعت سے حدیث سنی، حدیث بیان کی، املا کیا، درس دیا، تخریج کی، فتویٰ دیا، ان سے بہت لوگوں نے تخریج کی ہے۔ نہایت عمدہ اخلاق اور زیادہ سالم اور وسیع بازو، کثیر العلم، وافر العقل، دائم الفکر، بڑے خاموش صحیح زہد علم پر متوجہ ہونے والے تھے۔ اہل علم کی عزت کرتے تھے، اپنی روایات میں جانچ پڑتال کرتے تھے، اپنے افعال و اقوال میں عادل تھے، تیس سال تک اپنا سر آسمان کی طرف اپنے رب عزوجل سے حیا کی وجہ نہیں اٹھایا۔ آپ کی ولادت ماہ ذی قعدہ سنہ ۵۲۸ھ میں ہوئی، بغداد میں ۶، شوال سنہ ۶۰۳ھ کو راہی ملک بقا ہوئے اور اگلے دن باب حرب میں دفن ہوئے۔

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی جاں فزا کے واسطے

شیخ المشائخ سید احمد ابو صالح نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بزرگی کی شہرت اس سے مستغنی ہے کہ لمبی چوڑی تعریف کی جائے۔ آپ کی پیدائش ۲۴، ربیع الآخر سنہ ۵۶۴ھ میں ہوئی۔ شیخ امام قاضی القضاۃ عماد الدین ابو صالح نصر بن امام حافظ تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق سراج العلماء، فخر الفضلاء پیشوائے مشائخ مفتی عراق ہیں۔ اپنے والد سے فقہ پڑھی اور ان سے نیز اپنے چچا، ابو عبد اللہ عبد الوہاب سے حدیث سنی۔ مدینۃ الاسلام بغداد میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز ہوئے، بغداد کے بہت سے لوگ علم شریعت و حقیقت میں آپ سے تخریج کرنے لگے، آپ فقیہ عالم، فاضل، عارف، زاہد، کثیر الفضل، کامل العقل، وسیع سینے والے، حسن اخلاق کے مالک تھے۔ ۱۶، شوال سنہ ۶۳۳ھ میں رحلت فرمائی اور باب حرب میں دفن ہوئے۔

شیخ المشائخ حضرت سید محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو صالح نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے جد امجد شیخ الاسلام غوث اعظم سیدنا محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ تھے، فقہ اپنے والد سے پڑھی۔ ان سے اور ان کے علاوہ اور بہت سے مشائخ سے حدیث سنی

،ان میں ابواسحٰق یوسف بن ابی حامد بن ابی الفضل محمد بن عمر ارموی ہیں۔حدیث بیان کی، درس دیا اور فتویٰ دیا، اچھی روش والے، جلیل القدر، کثیر العلم، وافر العقل، ثقہ، متلاشی علم تھے۔ ان کا تمام معاملہ کوشش سے ہوتا تھا۔مولد و مسکن بغداد شریف ہے۔ ۲۲، ربیع الاول ۶۵۶ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ خمسہ کے صدقہ میں۔علو بمناسبت نام پاک حضرت سید علی ہے، اور طورِ عرفان بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سید حسن اور بہاء بمناسبت حضرت سیدی بہاء الملّة والدین اور حمد بمناسبت نام پاک حضرت سید احمد قدس سرہما ہے۔

شیخ المشائخ حضرت سید علی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم ظاہر اور باطن اور معاملات و اشارات میں یکتائے روزگار، بڑے عالی ہمت بزرگوار تھے، اور صاحب مروت بھی، سخاوت میں یگانہ جہاں، کمال فراست رکھتے تھے، تجرید و توحید، مشاہدے اور مجاہدے میں فانی طریقت میں مجتہد تھے۔جامع شریعت و طریقت تھے، عبادت میں یکتا اور زہد و تقویٰ میں بے ہمتا تھے۔مولد و مسکن آپ کا بغداد شریف ہے۔ ۲۳، شوال المکرم ۷۳۹ھ کو وصال ہوا۔

شیخ المشائخ حضرت سید موسیٰ قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے نامی مشائخ اور کامل شیوخ میں سے تھے۔صاحب تصرفات ظاہر و باطن تھے۔لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور فیض پاتے تھے۔مولد و مسکن آپ کا بغداد شریف ہے۔ ۱۳، رجب المرجب ۷۶۳ھ کو راہی ملک بقا ہوئے۔بعض نے تاریخ وصال ۲۱، شوال المکرم لکھی ہے۔

شیخ المشائخ سید السادات فخر البرکات میر حسن قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ادب یافتہ ریاضت، پروردہ عنایت، پیش کنندہ انوار حقائق، وانندہ اسرار و قائق، ریاضت والوں میں

فائق ذکروفکر میں مشہور تھے۔علو حال میں کمال رکھتے تھے۔بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں مدفن ہے۔سال وفات میں اختلاف ہے،بعض ۲۶،صفر ۸۱ سنہ ھ اور بعض ۳،شعبان ۷۷۰ سنہ ھ لکھتے ہیں۔

شیخ المشائخ حضرت سید احمد جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشاہیر اولیائے کاملین سے ہیں۔بعد تکمیل ریاضت ومجاہدہ آپ نے درجہ عالی پایا۔مسند ارشاد پر جلوس فرما کر ہزاروں کو راہ خدا بتائی۔کئی بزرگوں سے فیض باطنی حاصل کیا۔جامع علوم صوری ومعنوی تھے۔تجرید وتفرید، ریاضت وعبادت،شریعت وطریقت میں مشہور روزگار تھے۔آپ کا مولد ومدفن بغداد ہے۔ ۱۹،محرم ۸۵۳ سنہ ھ کو وصال ہوا۔

شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین شطاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلف ابراہیم بن عطاء اللہ قادری،اکابر مشائخین کرام ومشاہیر بزرگان عظام سے ہیں،صاحب حالات وجامع کمالات وبرکات تھے۔وطن آپ کا قصبہ جندسر کار ہند سے ہے۔مندو کے حاکم نے آپ کو طلب کیا۔زمانہ سلطنت سلطان غیاث الدین خلجی کے مندو میں بسر کیا۔علوم ظاہری وباطنی میں طلبہ کو درس دیتے تھے۔چند سال بعد ملک دکن کی طرف راہی ہوئے۔شہر بیدر میں سکونت اختیار کی۔فیض قادریہ وشطاریہ رکھتے تھے۔آپ کی تصنیف سے ایک رسالہ مشتمل بر انواع واقسام اذکار واشغال شطاریہ مشہور ہے۔۱۱،ذی الحجہ ۹۲۱ سنہ ھ میں آپ نے وفات پائی۔مزار دولت آباد میں ہے۔شیخ محمد ملتانی،سید ابراہیم ایرجی،مولانا علیم الدین وغیرہم آپ سے فیض یافتہ ہیں۔

بہر ابراہیم ہم پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

شیخ المشائخ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلف سید معین الدین ایرجی قادری بزرگ ومتبرک دانش مند کامل،جامع علوم ظاہری وباطنی تھے۔فیض ارادت و خرقہ خلافت قادریہ شیخ بہاء الدین شطاری سے اخذ کیا اور مشائخ وقت سے بھی اکثر فیض باطنی

حاصل کیا۔ہمیشہ اوراد واشغال اور طلبہ کو درس میں مصروف رہتے تھے۔علماء،فضلاء،آپ کی خدمت میں آکر فیض اخذ کرتے تھے۔آپ کے زمانے میں دلی میں کوئی شخص آپ کا ہم سر نہ تھا۔آپ ۹۲۰ھ میں دلی تشریف لائے۔ ۵،ربیع الثانی ۹۵۳ھ کو وفات پائی۔مزار آپ کا شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار کے قریب دلی میں ہے۔

شیخ المشائخ حضرت نظام قادری عرف شاہ بھکاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلف امیر سیف الدین اولاد میں حضرت محمد حنیفہ بن مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کے تھے۔آپ کے اکابر علماء اور مشاہیر عرفائے ہند سے ہیں۔قصبہ کاکوری میں آپ کے والد ماجد امیر سیف الدین نے توطن اختیار کیا تھا۔آپ نے وہیں پرورش پائی،علوم درسیہ اپنے والد سے اور مولانا ضیاء الدین محدث مدنی سے علم حدیث اور حاجی عبداللطیف ہراتی سے انواع فوائد علوم افکار و اشغال اور سید ابراہیم ایرجی سے مقدمات سلوک وفیض بیعت بزرگان باطنی حاصل کیا اور حافظ ابراہیم سے بھی بہت سے فوائد باطنی حاصل کئے۔سیدنا غوث پاک اور حضرت شہاب الدین سہروردی کی ارواح مبارکہ سے فیض اویسیہ حاصل کیا۔ ۹،ذی قعدہ ۹۸۱ھ کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار قصبہ کاکوری میں مشہور ہے۔

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولا جمالَ الاولیاء کے واسطے

حضرت قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیوخ عثمانی سے ہیں،اکابر ارباب ولایت و اعظم اصحاب ہدایت سے ہیں۔احوال قوی اور عبادت و تصرفِ کثیر رکھتے تھے۔شیخ بھکاری کے مرید وخلیفہ ہیں۔مشرب قادریہ رکھتے ہیں،کہتے ہیں کہ آپ احمد آباد گجرات آئے اور طلب علم شروع کیا۔قاضیؒ گجرات سے پڑھتے تھے،ان کی دختر سخت بیمار تھی۔مرض خطرناک تھا۔تمام اطباء علاج سے عاجز آگئے تھے۔آپ نے استاد محترم سے عرض کی کہ میرا سبق جملہ طلباء سے مقدم (پہلے) ہو تو آپ کی بیٹی اچھی ہوگی۔استاد نے درخواست منظور کرلی۔مشہور ہے کہ آپ کی دعا سے قاضی کی لڑکی تندرست ہوگئی،پھر اسی لڑکی کا

نکاح قاضی نے آپ سے کر دیا۔ آپ چالیس دن خواجہ خضر علیہ السلام کی خدمت میں رہے، اور جمیع علوم ظاہری و باطنی میں رشد تام حاصل کیا۔ چند روز شاہ وجیہہ الدین گجراتی کے مدرسہ میں بھی رہے اور تکمیل علوم ظاہری کی۔ ۲۲، رجب المرجب ۹۸۹ھ میں انتقال فرمایا، مزار مبارک آپ کا قصبہ نیوتنی ملک اودھ میں مشہور ہے۔

شیخ المشائخ حضرت ابو محمد عبد العزیز جمال اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید خلیفہ اپنے والد ماجد شیخ مخدوم جہانیاں کے ہیں۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ نسبت عالی رکھتے تھے، چنانچہ بلاواسطہ حضرت غوث الثقلین، خواجہ بہاء الدین نقشبند اور شاہ بدیع الدین قطب مدار کی ارواح مبارکہ سے فیض اویسیہ حاصل کیا اور بزرگان عصر سے فیض و خرقہ خلافت ہر سلاسل اخذ کیا۔ کہتے ہیں کہ قاضی ضیاء الدین کی خدمت میں پہنچے، تحصیل علوم صوری اور معنوی کیا کرتے تھے، طبیعت آپ کی نہایت غبی تھی۔ طلبہ علوم مدرسہ براہ تمسخر جمال الاولیاء پکارتے تھے، یہ تمسخر آپ کو ناگوار ہوا، مدرسہ سے بھاگ کر ایک غار میں جا چھپے۔ ایک روز شیخ ضیاء الدین نے دریافت کیا، معلوم ہوا کہ تین روز سے غائب ہیں ان کی تلاش کا حکم دیا اور خود بھی تلاش کرنے جنگل کو گئے۔ دیکھا کہ ایک غار میں بیٹھے رو رہے ہیں۔ شیخ نے آواز دی اے جمال کیوں روتے ہو؟ آپ نے عرض کیا کہ طلباء مجھ پر خندہ زنی کرتے رہیں اور ہنسی سے جمال الاولیاء پکارتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا جا میں نے تجھے اولیا کیا۔ آپ غار سے باہر آئے، شیخ نے اپنا پیرہن ان کو عطا کیا۔ اس روز سے آپ پر اسرار ولایت منکشف ہوئے۔ سلخ رمضان ۱۰۴۷ھ، میں رحلت فرمائی۔ مزار آپ کا قصبہ کوڑہ ضلع فتح پور میں مشہور ہے۔

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے
خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

شیخ المشائخ میر سید محمد کالپوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترمذی سادات صحیح النسب سے ہیں۔ آپ کے آبائے کرام جالندھر میں سکونت رکھتے تھے۔ والد میر ابو سعید نے کالپی میں سکونت اختیار کی اور وہیں سید محمد نے ملا یونس سے تحصیل علوم ظاہری کی۔ اور مولانا عمر

جاجموی کی خدمت میں رہ کر کتب درسیہ کو تمام کیا۔ شیخ جمال اولیاء کے درس میں حاضر رہ کر درجہ فضیلت کو پہنچے۔ سلسلہ چشتیہ میں آپ نے شیخ سے ہی بیعت کی اور سلاسل اربعہ کے فیض باطنی سے سرفراز ہوئے۔ پھر خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی علیہ الرحمہ کی زیارت کیلئے اجمیر پہنچے اور فیض اویسیہ حاصل کیا۔ آخری عمر میں آپ مرتبۂ عیسوی المشہد اور مقام قطب کبریٰ پر متمکن ہوئے۔ کئی بار آپ سے احیائے موت ہوا ہے۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر سورۂ فاتحہ، ارشاد السالکین، رسالہ تحقیق روح، رسالۃ الفنا، عقائد صوفیہ رسالہ عمل معمول، رسالہ واردات مشہور ہیں۔ ۲۶، شعبان ۱۰۷۱ھ کو انتقال فرمایا۔ شہر کالپی میں آپ کا مزار ہے۔

شیخ المشائخ میر سید احمد کالپوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلف و مرید اور خلیفہ میر سید محمد کالپوی جامع علوم ظاہری و باطنی، شناور بحار حقیقت و معرفت تھے۔ تصانیف آپ کی جامع الکلم شرح اسماء الحسنیٰ، رسالہ معارف وغیرہ ہیں۔ تحصیل علوم صوری کے بعد آپ نے اپنے والد ماجد سے بیعت کی اور زہد و تقویٰ اور ریاضت و عبادت میں کامل ہوئے۔ والد کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ ہزارہا کو فیض ظاہری اور باطن پہنچایا۔ آپ سرود اکثر سنا کرتے تھے۔ آپ کی توجہ میں بڑا اثر تھا، جس شخص پر توجہ کی نگاہ پڑ جاتی وہ بے خود ہو کر گر پڑتا تھا۔ کشف و کرامات و خوارق عادات اکثر آپ سے سرزد ہوئے۔ ۱۹، صفر ۱۰۸۴ھ کو رحلت فرمائی۔ مزار کالپی شریف میں ہے۔

شیخ المشائخ سید شاہ فضل اللہ کالپوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرزند و خلیفہ میر سید احمد کالپوی کے ہیں۔ آپ شیخ المشائخ کرام اور عارفین عظام سے ہیں۔ جامع دانش صوری و معنوی تھے۔ زہد و تقویٰ اور عبادت وغیرہ میں ممتاز اور مشائخین عصر میں معزز و مقبول رہے۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ چار شخص آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم لوگوں کے دل قساوت اور حب دنیا سے پتھر ہو رہے ہیں، کبھی ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آتے۔ آپ کا نام سن کر دور سے آئے ہیں، اس وقت آپ اپنے وطن جالندھر کو خط لکھ رہے تھے، آپ نے خط لکھنا چھوڑ دیا اور ایسی توجہ فرمائی کہ چاروں شخص مثل مرغ بسمل کے تڑپنے لگے۔ آپ کے چہرۂ مبارک کا عکس

تجلی ستون ہائے ایوان پر کہ قلعی سنگ مرمر سے مثل آئینہ کے تھے، چمکنے لگا اور وہ چاروں دو پہر تک حالت بے خودی و بے ہوشی میں پڑے رہے۔ بعد افاقہ آپ سے بیعت کی۔ اس طرح ہزار ہا لوگ آپ کی ذاتِ فیض آیات سے مستفیض ہوئے۔ ۱۴، ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۱ھ کو رحلت فرمائی۔ مزار آپ کا شہر کالپی میں زیارت گاہِ خلائق ہے۔

سلطان المناظرین، سید المتکلمین، سلطان العاشقین، قدوۃ الواصلین،

صاحب البرکات والنجات، امام سلسلہ برکاتیہ

حضرت سید شاہ

برکت اللہ مارہروی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶ جمادی الاخری سنہ ۱۰۷۰ھ ----- ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۱۴۲ھ

شاہ برکات اے ابوالبرکات اے سلطان جود

بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن

(اعلیٰ حضرت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلیھم وعلی المولی السید الشاہ

برکت اللہ مارھروی رضی اللہ تعالی عنه

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے

عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

ولادت شریف

آپ کی ولادت باسعادت ۲۶ ، جمادی الاخری ۱۰۷۰ھ کو بلگرام شریف میں ہوئی۔ (خاندان برکات، صفحہ ۱۰)

اسم شریف

آپ کا نام نامی سید شاہ برکت اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

لقب شریف

آپ کے القاب امام سلسلہ عالیہ برکاتیہ سلطان العاشقین ،قطب عالم وصاحب البرکات ہیں۔

والد ماجد

آپ کے والد ماجد کا نام سید شاہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، جو اپنے وقت کے بڑے زبردست اور باکمال بزرگ تھے۔

نسب نامہ

آپ کا نسب نامہ شریف ۳۵ ،واسطوں سے حضور سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہوا،حضور سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس صفات تک منتہیٰ ہوتا ہے،جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

حضرت قدوۃ الواصلین سید شاہ برکت اللہ بن حضرت شاہ اویس بن حضرت سید شاہ عبدالجلیل بن سید شاہ عبدالواحد بن سید شاہ ابراہیم بن حضرت سید شاہ قطب الدین بن حضرت

سیدشاہ ماہرو شہید بن حضرت سید شاہ بڈہ بن حضرت سید شاہ کمال الدین بن حضرت سید شاہ قاسم بن حضرت سید شاہ سید حسن بن حضرت سید شاہ نصیر بن حضرت سید شاہ حسین بن سید شاہ عمر بن حضرت سید شاہ محمد صغریٰ جد قبائل سادات بلگرام، بن حضرت سید شاہ علی بن حضرت سید شاہ حسین بن حضرت سید شاہ ابوالفرح ثانی بن حضرت سید ابوفراس بن حضرت سید ابوالفرح واسطی جد اعلیٰ قبائل سادات زیدیہ بلگرام و بارہا وغیرہما، بن حضرت سید داؤد بن حضرت سید حسین بن حضرت سید یحییٰ بن حضرت سید زید سوم بن حضرت سید عمر بن حضرت سید زید دوم بن حضرت سید علی عراقی بن حضرت سید حسین بن حضرت سید علی بن حضرت سید محمد بن حضرت سید عیسیٰ المعروف بموتم الاشبال، بن حضرت زید شہید بن حضرت سید امام زین العابدین الملقب بہ سجاد بن حضرت سید الشہداء امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ زوج سیدۃ النساء فاطمہ زہراء بنت سید الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ (خاندان برکات صفحہ ١٠)

خاندانی حالات

آپ کے اجداد میں سراج العارفین حضرت ابوالفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان تشریف لائے اور آپ کے وصال کے بعد ان کے پوتے امام زمانہ حضرت سید شاہ محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم ہند ہوئے، سلطان شمس الدین التمش نے حضرت سید صاحب کی نہایت عزت کی اور آپ کو بلگرام کے راجہ کے مقابلہ میں ایک فوج دے کر بھیجا اور بلگرام کو آپ نے فتح فرمایا، اس لڑائی میں آپ نے بڑے بڑے سورماؤں کے دل کو پانی کی طرح بہادیا اور دنیائے کفر کو کھیرہ اور ککڑی کی طرح کاٹ کر پرچم اسلام کو بلند فرمایا۔ بلگرام کی فتحیابی کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے بلگرام آپ کو بطور جاگیر عطا کر دیا اور اس کے تمام توابع کو بھی آپ کے سپرد کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے اعزہ کو بلا کر بلگرام میں قیام پذیر ہو گئے۔

بلگرام کی وجہ تسمیہ

بلگرام کی وجہ تسمیہ کے متعلق یہ واقعہ مشہور ہے کہ پہلے بلگرام کا نام راجہ کی وجہ سے

سرینگر تھا بعد میں بلگرام ہوا۔ بلگرام کو دولفظوں سے مرکب ہے، ایک ''بیل'' دوسرا ''گرام'' بمعنی مقام وشہر آبادی اور ''بیل'' ایک دیو ملعون کا نام ہے جسے اس زمانہ کے جوگی اور جادوگر جو بلگرام میں رہتے تھے، کوہستان کشمیر سے پوجا پاٹ اور جادو کے ذریعہ مسخر کر کے اپنی امداد کیلئے یہاں پر لائے اور رکھا۔ یہ ملعون دیو اس قدر قوی الجثہ تھا کہ دور دراز اپنے مخالف کو نہیں رہنے دیتا تھا، اور سواء اپنی پرستش اور پوجا گری کے کسی کی پوجا نہیں ہونے دیتا تھا، اگر کوئی شخص اس کو نہ پوجتا تو تکلیف واذیت دیتا مگر وہ ملعون دیو خاک میں ملا دیا گیا اور حضرت سید محمد صغری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات کی بدولت بلگرام اسلام آباد بن گیا۔

تعلیم وتربیت

آپ کی نگاہ ایسے ماحول میں کھلی جہاں علم وادب، حکمت وفلسفہ سے پورا ماحول مزین وتاباں تھا، اس لئے آپ نے ابتدا میں کہیں دور دراز کا سفر نہیں فرمایا بلکہ اپنے والد ماجد ہی کی خدمت بابرکت میں تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ کا درس حاصل کیا اور بڑی قلیل مدت میں ان تمام علوم مروجہ وعلوم دینیہ میں مہارت تامہ حاصل فرمایا۔ بعدہٗ علوم باطن وسلوک بھی اپنے والد معظم حضرت سید شاہ اویس قدس سرہ سے حاصل فرمائے اور والد ماجد نے جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت مرحمت فرما کر سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مداریہ میں بیعت لینے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ ان کے علاوہ سید العارفین مربی بن سید عبد النبی بن سید طیب وغلام مصطفی بن سید فیروز علیہم الرحمہ سے بھی کسب فیض فرمایا۔ (ماثر الکرام صفحہ ۲۴۹، دفتر ثانی وبرکات مارہرہ صفحہ ۲۱)

عبادت وریاضت

آپ مسلسل ۲۶، سال تک صائم رہے، دن بھر روزے سے رہتے اور صرف ایک کھجور سے روزہ افطار فرماتے، جذب واستغراق کا یہ عالم تھا کہ تین سال تک یہ حالت رہی کہ شب وروز میں صرف دو فلوس غذا تناول فرماتے اور چاولوں کے صرف پانی پر قناعت

کرتے، ہفتوں محویت رہتی اور دنیا و مافیہا سے بالکل بے نیاز ہو جاتے۔ مدت تک رات رات بھر بیدار اور مشغول عبادت رہے۔

آپ کا معمول تھا کہ ظہر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف فرماتے، عصر کی اذان ہونے پر اٹھتے، نماز فجر کے بعد سے اشراق تک اوراد و وظائف میں رہتے، چاشت کے وقت مدرسہ میں تشریف لاتے اور مریدین وطلبہ کو درس دیتے، مغرب کے بعد سے لے عشاء تک بادۂ عرفاں کی برکتوں کو بکھیرتے اور یہی وقت توجہ خاص و تعلیم خاص کا ہوتا تھا۔

فضائل

سلطان المناظرین، سید المتکلمین، شہنشاہ تقریر و تحریر، مایہ ناز ادیب، سلطان العاشقین، قدوۃ الواصلین، صاحب البرکات، حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ العزیز، آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے تینتیسویں امام و شیخ طریقت ہیں، آپ کی ذات مبارک ایسی تھی کہ یہ دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں پکار اٹھتا کہ ہٰذا ولی اللہ، ہٰذا قطب العالم، آپ کی ولایت و خدا شناسی کیلئے یہ دلیل سب پر بھاری ہے کہ آپ نے مکمل زندگی مذہب اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت میں گذاری، آپ کی ایک نگہۂ التفات سے دلوں کے بے شمار ویرانے آباد ہوئے اور لاکھوں انسان مردانِ خدا کے گروہ میں شامل ہو گئے، آپ کی تکمیل سلوک حضور سیدی محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی اور تاج قطبیت بھی آپ کے سر پر رکھا تھا، آپ تفسیر، حدیث، فقہ، معانی، ریاضی، منطق، فلسفہ، تاریخ و سیر میں اپنے عہد کے یگانۂ روزگار بزرگ تھے اور انشاء و شعر و سخن میں بھی بلند مرتبہ رکھتے تھے، آپ نے اپنے پرتاثیر دوہوں سے لاکھوں غیر مسلموں کو دامن اسلام میں داخل فرمایا، کشف و کرامات بھی آپ کی بے شمار ہیں، آپ ایک عظیم تاریخ ساز بزرگ ہیں، تیس برس کامل اپنی سجادگی و مصلے سے نہ ہٹے اور مارہرہ شریف چھوڑ کر کہیں باہر تشریف نہ لے گئے، آپ حبس نفس کبیر بطریق صعود فرماتے تھے اور دن رات میں صرف دو سانس لیتے تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

کالپی شریف میں نزول و شیخ طریقت کا ارشاد

جب آپ نے سیدنا شاہ فضل اللہ کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و حکمت و سلوک و معرفت کا شہرہ سنا، کالپی شریف جانے کا رخت سفر باندھا، کالپی شریف جو علم و حکمت و تہذیب و تمدن اسلامی کا قبلہ تھا، آپ سفر کی صعوبتیں اٹھا کر نور العارفین حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہ کی بارگاہ عالی وقار میں پہنچے، حضرت کی نگاہ آپ پر پڑی اور آگے بڑھ کر اپنے سینے سے لگایا اور ارشاد فرمایا:

دریا بدریا پیوست　　دریا بدریا پیوست　　دریا بدریا پیوست

اس جملے کو آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا اور صرف اسی کلمے ہی سے حضرت سید میر فضل اللہ قدس سرہ نے سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ کو سلوک و تصوف اور دیگر بہت سے مقامات کی سیر کرادی، چنانچہ اس کے متعلق حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:

؎ روز ازل نصیبۂ عشقی ز راہ عشق
بادشاہ کالپی ہمہ پیماں نوشتہ اند

اور ایک دوسری غزل کا مقطع اس طرح سے ہے۔

اندراں صحرا کہ شہر آنرا گذرگاہیست بس　　عشقیا راہش زشاہ کالپی پرسید نیست

کالپی سے واپسی

یہاں تک کہ حضرت نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی، جب آپ کالپی شریف سے اجازت پاکر روانہ ہو رہے تھے تو حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہ نے نہایت عقیدت و محبت سے اپنے فیوض و برکات سے مزین فرمایا اور چلتے وقت آپ نے اس طرح حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ سے ارشاد فرمایا:

”ذات شماوے ہمہ طور صوری و معنوی معمور است و سلوک شما بانتہا رسیدہ رخصت

شوید و بخانۂ خود قیام دارید، حاجت تعلیم و تعلم نیست و یک دو مقدمات ایں سبیل از معظمات ایں راہ بودند عنایت فرمودہ اجازت سلاسل خمسہ، قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ مداریہ، مع سند خلافت و دیگر اعمال نوازش فرمودہ زیادہ از دو روز حکم اقامت نہ فرمودند و از عنایت برزباں روند کہ جائے کہ ذات بابرکات شما استقامت داشتہ طالبان آنجا را بایں صوبہ حاجت نیست"

"تمہاری ذات جملہ امور صوری و معنوی سے معمور ہے اور تمہارا سلوک کمال کی انتہا کو پہنچ گیا ہے تم رخصت ہو اور اپنے مکان میں قیام رکھو تعلیم و تعلم کی حاجت نہیں، پھر ایک دو مقامات جو اس راہ کے معظمات سے تھے عنایت فرما کر اجازت سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مداریہ مع سند خلاف اور دوسرے اعمال عنایت فرما کر دو روز سے زیادہ حکم اقامت نہ فرمایا اور نہایت مہربانی سے فرمایا کہ اسی جگہ تمہاری ذات بابرکات استقامت رہے اور وہاں کے طالبوں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں"۔ (اصح التواریخ)

مارہرہ شریف میں نزول

حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ تمام مقامات فقر کو طے فرمانے کے بعد ۱۱۱۱ھ سے ۱۱۱۷ھ کے درمیان (بعہد حکومت محی الدین اورنگ زیب شہنشاہ دہلی) مارہرہ مقدسہ تشریف لائے، (مارہرہ شریف یوپی کے ضلع ایٹہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے۔ علماء کرام، اولیاء، صوفیائے عظام، اہل علم و ہنر اور صاحبان صنعت و حرفت کی بستی ہے اور اپنی اسی خصوصیت کی وجہ سے اپنے ضلع کے ایک پرگنہ کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے۔ قصبہ مارہرہ شریف کا نام روشن و منور کرنے اور اس کی تاریخ کو عزت و عظمت بخشنے کا اصل سہرا باصفا اولیائے کرم و علماءِ عظام کے سر ہے، ساتھ ہی اس کو تابناک و درخشاں زندگی دینے کا بھی اصل سہرا اسی سلسلہ پاک کے سر ہے جو سلسلہ برکاتیہ کے نام سے مشہور و معروف زمانہ ہے) تو ایک دن آپ چشم سر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضور محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ کو اس جگہ بشارت دی جہاں فی الوقت درگاہ برکاتیہ موجود ہے اور ارشاد فرمایا کہ تم اس جگہ مستقل سکونت

اختیار کرو۔ جس جگہ کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بشارت ونشاندہی کی تھی وہ ایک تالاب کی شکل میں تھی، پھر آپ نے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا، حکم کے بموجب اس جگہ ایک خس پوش مکان حضرت کیلئے بنوادیا گیا اور حضرت اسی مکان میں رہنے لگے، پھر رفتہ رفتہ حضرت نے اپنے اہل وعیال کو وہیں بلوالیا، حضرت کے قیام سے اس جگہ کے لوگ خوشحال ہوگئے اور کشاں کشاں اردگرد آکر بسنے لگے، یہاں تک کہ ۱۱۱۸ھ تک دیکھتے ہی دیکھتے خانقاہ شریف کے اردگرد ایک اچھی خاصی آبادی ہوگئی اور اس کا نام آپ کے تخلص کی بنا پر پیم نگر، برکات نگری رکھا گیا جو صدیوں گذرنے کے بعد آج بھی بستی حسنی پیرزادگان کے نام سے مشہور ہے۔ (اصح التواریخ)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض

حضرت غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے آپ کو بڑی قربت وعقیدت حاصل تھی، یہی وجہ ہے کہ سلسلہ بیعت میں آپ کو سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مداریہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی مگر آپ سلسلہ قادریہ ہی میں بیعت فرماتے اور قادری فیض ہی کی جانب التفات فرماتے۔ چنانچہ بارگاہ غوثیت سے آپ کو آپ کے مریدین و متوسلین کو ایک عظیم فیض بشارت حاصل ہے۔ حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

''میں تمہارے خاندان کے مریدوں، متوسلوں کی شفاعت کا ذمہ دار ہوں، میں جنت میں ہرگز قدم نہیں رکھوں گا، جب تک تمہارے خاندان کے مریدوں، متوسلوں کو جنت میں داخل نہ کرالوں''۔

شیخ سدو خبیث کی حقیقت

آئین احمدی میں حضرت سیدنا شاہ اچھے میاں مارہروی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ سدو انسانی طبقہ میں سے تھا وہ وسط گیارہوں صدی ہجری کے آخری حصہ میں بادشاہ

عادل حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت میں تھا، یہ نواح کلکتہ کا باشندہ تھا، وہ ایک نہایت درجہ پراثر عمل جو اونٹ کے بالوں پر پڑھا جاتا ہے اسی عمل کا عامل تھا۔

خبیث شیخ سدو کا کردار

شیخ سدو چونکہ عادتاً ایک بری خصلت کا خوگر تھا اور اسے گناہوں کا ایسا چسکہ لگ گیا تھا کہ شب و روز عاداتِ ذمیمہ اور افعال قبیحہ کا ارتکاب کرتا تھا، وہ اپنے اس قوی الاثر عمل کے ذریعے اپنی خواہشات نفسانیہ کی آگ کو بجھانے کیلئے ہر روز ایک نئی عورت کے ساتھ منہ کالا کرتا تھا اور اچھی سے اچھی حسن و جمال والی لڑکیوں کو اپنے موکلوں کے ذریعے منگواتا تھا، حالانکہ اس کے موکل اس کے اس خلاف شرع کام کرنے سے راضی نہ تھے، وہ خبیث جب زنا کا ارتکاب کرتا تو اپنے چاروں طرف حصار کرلیا کرتا تھا اور اپنے حصار کے اندر ہی پانی رکھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن جب وہ زنا میں مبتلا تھا اور پانی حصار میں رکھنا بھول گیا تھا، زنا سے فارغ ہونے کے بعد اس نے دیکھا کہ پانی موجود نہیں ہے تو اس نے موکلوں کو آواز دی موکل اسی تاک میں تھے کہ کب موقع فراہم ہو کہ اس خبیث کو ختم کریں؟ فوراً موکلوں نے اس کو پکڑا اور پہاڑ کی بلندی سے گرا کے مار ڈالا ۔۔۔ شیخ سدو چونکہ اپنی قوت تسخیر کی وجہ سے لوگوں کے دل و دماغ پر اپنا نقش بد چھوڑ چکا تھا، اور لوگ اس کے کافی معتقد ہو گئے تھے، بایں وجہ وہ سب سے اپنی پرستش کرواتا اور بھینٹ چڑھواتا تھا، یہاں تک کہ اس کا یہ ناپاک اثر مارہرہ مطہرہ تک پہنچ گیا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مارہرہ کے لوگوں کی رشتہ داریاں شیخ سدو کے دیار و امصار میں تھیں۔

شیخ سدو سے مقابلہ

حضرت صاحب البرکات قدس سرہ جب مارہرہ تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے لوگوں میں ایک عجیب رسم دیکھی کہ کوئی شیخ سدو کی نیاز دلا رہا ہے، کوئی اس کے نام پر کڑھائی پیش کر رہا ہے ۔۔۔ آپ نے لوگوں کو حکم شرعی سے آگاہ فرمایا کہ ایسا کرنا ناجائز

ہے ایک بدکردار شخص سے اپنی عقیدت کا رشتہ توڑ دو اس کام سے باز آجاؤ۔۔۔ آپ کی پُر تاثیر باتیں لوگوں کے دلوں میں اثر کر گئیں، ایک دن شیخ سدو گھبرایا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ تم میرے معتقد نہیں ہو اور لوگوں کو میری طرف سے پھیرتے ہو، تو میں تم سے مقابلہ کروں گا۔ آپ نے نہایت ہی گرجدار آواز میں ڈانٹا جس کی وجہ سے وہ فوراً بھاگ گیا، آپ کا معمول تھا کہ سال میں دو بار اترنے گھیڑہ پر جا کر اربعین کرتے تھے، حضرت حسب معمول ایک مرتبہ اس گھیڑہ پر اربعین میں تھے کہ غسل کی حاجت پیش آئی، حضرت دریا کی طرف اس گھیڑہ سے اتر کر جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ہی اس خبیث شیخ سدو نے آگھیرا اور کہنے لگا آپ نے مجھے بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں اور نہایت اذیتیں دی ہیں، بس میں آپ سے بدلا لوں گا، اور اسی وقت میں آپ کو جلا دوں گا۔ پھر حضرت نے اس کو ڈانٹا اور زجر و توبیخ کی کہ فقیروں سے نہ الجھو۔۔۔ لیکن وہ نہ مانا تو آپ نے فرمایا تو جب جلائے گا، جلائے گا، اب میرا جلانا دیکھ۔ یہ فرما کر حضرت نے غسل فرمایا اور میاں شیخ سدو کو مضبوط حصار کے ذریعے گھیرے میں لے لیا اور حصار تنگ کرتے گئے اور اسے بالکل اپنے قریب کر لیا اور فرمایا، دیکھ میں تجھے آن کی آن میں جلا کر نیست و نابود کرتا ہوں، وہ رونے چلانے لگا اور گڑ گڑا کر، رہائی کی درخواست کرنے لگا، چنانچہ آپ نے اس سے معاہدہ لیا اور اس نے یہ کہا: (۱) میں آپ کے مریدوں اور متوسلوں کو کبھی نہیں ستاؤں گا، (۲) جہاں کہیں آپ اور آپ کی اولاد ہوگی وہاں بھول کر بھی قدم نہیں رکھوں، (۳) اگر میرے داخلے کی جگہ آپ اور آپ کے خاندان کا کوئی صاحبزادہ تشریف لے جائے گا تو میں وہاں سے اپنا عمل دخل اٹھا لوں گا۔ چنانچہ اس معاہدے پر وہ خبیث شیخ سدو آج تک قائم ہے۔ (بیاض اسماعیل)

معاہدے کی پابندی

حضرت حاجی سید شاہ محمد اسماعیل حسن صاحب قادری برکاتی، احمدی سجادہ نشین درگاہ عالم پناہ مارہرہ مقدسہ ارشاد فرماتے ہیں کہ (حضرت میاں صاحب قدس سرہ کے خلیفہ حضرت شاہ بازگل صاحب کی ایک مریدہ تھی جن کا وصال ۱۳۰۱ھ میں ہوا وہ بیان کرتی تھیں کہ) جب

میں ایک سال کا بچہ تھا تو وہ مجھے اپنی گود میں لئے ہوئے ایک پٹھان کے گھر (جن کی بیوی سے ان عفیفہ کا بہنا پا تھا) میں گئیں، خاں صاحب کے یہاں اس دن شیخ سدو کی کڑھائی تھی، بکرا ہو چکا تھا، اور پوریاں ہو رہی تھیں، اور یہ مردود شیخ سدو ان پٹھان کے بیٹے کی جوان بہو کے سر پر چڑھا ہوا تھا، وہ بیچاری بدحواس بے ہوش پڑی تھی اور گلا پھولتا جا رہا تھا، جیسے ہی میری ماں مجھے گود میں لیے ہوئے اس گھر میں پہنچیں وہ جوان عورت ہوش میں آگئیں اور گلا بھی اصلی حالت پر آگیا، گھر والے چھوٹے بڑے سب ہی خوشی میں مچلنے لگے اور کہنے لگے کہ میاں نے کڑھائی قبول کر لی؟ غرض جب تک میں وہاں رہا، اس عورت کو کچھ بھی خلش نہ ہوئی، مگر جب میری والدہ مجھے لیکر وہاں سے چلی آئی تو پھر اس عورت کی وہی حالت ہوگئی، تو اس کے گھر والوں نے شیخ سدو سے پوچھا کہ جب آپ کڑھائی قبول کر چکے، پھر ستانا کیسا؟ اس خبیث نے جواب دیا کہ اس وقت تک ہمیں نہ تمہاری کڑھائی پہنچی نہ بکرا، بات اصل یہ تھی کہ تمہارے گھر میں پیر برکات صاحب کا پوتا آگیا تھا اس وجہ سے میں چلا گیا تھا، اب دوبارہ کڑھائی اور بکرا دو تو اس لڑکی کو چھوڑ دوں گا، مجبوراً ان ناعقلوں نے دوبارہ کڑھائی و بکرا کرکے اس کی نذر نیاز کی، اس کے بعد اس لڑکی کی گلو خلاصی ہوئی، اس واقعہ کے کئی روز بعد جب میری والدہ مجھے لے کر پھر وہاں گئیں تو وہ لوگ میری والدہ پر بہت خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ تمہاری وجہ سے ہمارا بہت نقصان ہوا، نہ بچہ یہاں آتا اور نہ اس دن دوبارہ کڑھائی کا صرفہ برداشت کرنا پڑتا، میری ماں نے جواب دیا کہ اس گھر والوں کے مرید کیوں نہیں ہو جاتے جو ایک مرتبہ کی بھی کڑھائی کا صرفہ برداشت کرنا نہ پڑے اور ہمیشہ ہمیش کو میاں شیخ سدو سے چھٹکارا مل جائے، اگر تم لوگ مرید ہو جاؤ تو بھول کر بھی شیخ سدو تمہاری طرف نہ آویگا۔ غرض کہ وہ تمام گھر کا گھر اس خاندان کا مرید ہو گیا اور اس دن سے اس خبیث نے ان لوگوں کو نہ ستایا۔

قوم گونڈل پر بددعا کا اثر

مارہرہ مطہرہ کی قطبیت کا تاج جب آپ کے فرق مبارک پر جگمگایا اور آپ اس

خطے میں تشریف لائے تو آپ نے اپنے جد بزرگوار حضرت سید عبدالجلیل قدس سرہ کی خانقاہ میں قیام فرمایا، اس وقت اس کے ارد گرد قوم گونڈل کے مکانات تھے، ضلع کا ضلع ہنود سے لبریز تھا اور فطری شر پسندی کے باعث شر انگیزیوں سے باز نہ آتے تھے، سب سے زیادہ یہ کہ اس قوم میں فسق وفجور انتہا کو پہنچ گیا تھا، اور کسی طرح باز نہ آتے تھے، خفیہ طور پر تنگ کرتے تھے، باز پرس ہوتی تو صاف مکر جاتے، کچھ مدت تو آپ نے ان کی زیادتیاں برداشت کیں اور قصبے کے زعماء ورؤساء سے شکایت نہ کی، مگر جب انہوں نے سفل (بھانگ) عین اس وقت جبکہ آپ نماز میں مشغول تھے خانقاہ معلی میں پھینک دی، اس وقت آپ پر جلال طاری ہوا اور ارشاد فرمایا "یہ جواں مردک اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے"۔ حضور صاحب البرکات قدس سرہ کی زبان فیض ترجمان سے ان الفاظ کا جاری ہونا تھا کہ گونڈلوں پر آفات و بلیات کا آغاز ہونے لگا، مصائب وآلام کا دور شروع ہوا اور ایک عرصہ طویل تک یہ حالت رہی کہ ان میں سے جہاں کسی کی عمر تیس سال ہوتی وہ مرجاتا، بہت سے خاندان تو بالکل ہی تباہ وبرباد ہوگئے، آخر حضرت شاہ ظہور اللہ قدس سرہ کو ان کے انتقال کے بعد نور العارفین سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے قدموں پر لاکر ڈال دیا، اور انہیں کی نذر کردی، اس وقت سے ان کے سر سے یہ وبا ٹلی، مگر یہ مفسد قوم آپ کی دعائے جلال سے بالکل تباہ وبرباد ہوگئی۔ (برکات مارہرہ وحیات صاحب البرکات، صفحہ ۲۸)

ذوق شاعری

آپ فن علم وادب وشاعری میں اپنا نظیر ومثیل نہیں رکھتے تھے، عربی، فارسی، اردو کے علاوہ ہندی وسنسکرت پر آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، چنانچہ آپ کی شاعری کے متعلق علامہ آزاد بلگرامی اپنی شہرہ آفاق کتاب مآثر الکرام میں تحریر فرماتے ہیں کہ، شاہ برکت اللہ پیمی نے پیامی شاعر کے حیثیت سے عالمگیر شہرت حاصل کرلی تھی۔

اور "مقدمہ تاریخ زبان اردو" میں ڈاکٹر مسعود حسین خاں تحریر کرتے ہیں: عہد عالمگیر کے مشہور مصنف سید شاہ برکت اللہ پیمی مارہروی کو ہندی، فارسی اور عربی پر کامل عبور

حاصل تھا تصوف سے لبریز انسانیت کے پیغام کو انہوں نے دوہوں اور کبتوں کے ذریعے پہنچایا۔(مآثر الکرام دفتر ثانی ص ۲۴۹، مقدمہ تاریخ زبان اردو ص ۱۶۹) آپ اس ادبی میدان میں اپنا تخلص فارسی اور عربی میں عشقی اور ہندی میں پیمی فرماتے تھے، چنانچہ چند اشعار تبرکاً پیش ہیں۔

یا شفیع الوریٰ سلام علیك یانبی الهدیٰ سلام علیك
اے مخلوق کی شفاعت فرمانے والے آپ پر سلام اے غیب کی خبر دینے والے رہنما آپ پر سلام

خاتم الانبیاء سلام علیك سید الاصفیاء سلام علیك
اے آخری نبی آپ پر سلام اے منتخب نبیوں کے آقا آپ پر سلام

جئت یا مصطفی سلام علیك لك اهلی فدا سلام علیك
اے منتخب آقا میں حاضر ہوں آپ پر سلام ہو میرے اہل وعیال آپ پر فدا ہوں، آپ پر سلام

اعظم الخلق اشرف الشفا افضل الاذکیاء سلام علیك
اے مخلوق میں سب سے عظیم بزرگ ترین سب دانشمندوں میں زیادہ خوبیوں والے آپ پر سلام

طلعت منك کوکب العرفان انت شمس الضحی سلام علیك
آپ ہی سے معرفت کا ستارہ طلوع ہوا آپ دن کا روشن سورج ہیں آپ پر سلام

کشفت منك ظلمة الظلماء انت بدر الدجیٰ سلام علیك
آپ ہی کے سبب جہالتوں کی تاریکی دور ہوئی آپ اندھیری رات کے روشن چاند ہیں آپ پر سلام

احمد لیس مثلك احمد مرحبا مرحبا سلام علیك
اے آقا احمد آپ جیسا کوئی نہیں آپ کا آنا باعث برکت ہوا آپ پر سلام

واجب حبك علی المخلوق یاحبیب العلیٰ سلام علیك
آپ کی محبت ہر مخلوق پر واجب ہے اے ہر بلند مرتبہ کے محبوب آپ پر سلام

مطلبی یا حبیبی لیس سواك انت مطلوبنا سلام علیك
اے میرے پیارے آقا آپکے سوا مجھے کوئی مطلوب نہیں آپ تو ہم سب کے مطلوب ہیں آپ پر سلام

مقصدی یاحبیبی لیس سواك انت مقصودنا سلام علیك
اے پیارے آقا آپ کے سوا میرا کوئی مقصد نہیں آپ ہمارے مقصود ہیں آپ پر سلام
انت مقصدی وملجائی انك المدعا سلام علیك
بیشک آپ ہی تو میرا مقصد اور پناہ گاہ ہیں آپ ہی تو مقصود ہیں آپ پر سلام
سیدی یاحبیبی مولائی لك روحی فدا سلام علیك
میرے سردار، میرے محبوب، میرے آقا آپ پر میری جان قربان آپ پر سلام
مهبط الوحی منزل القرآن صاحب الاهتدا سلام علیك
اے وحی اترنے کی ذات قرآن کی نزول گاہ اے صاحب ہدایت آپ پر سلام
ھذا قول غلامك عشقی منه یا مصطفیٰ سلام علیك
یہ آپ کے غلام عشقی کی عرض ہے اے پیارے مصطفیٰ عشقی کی جانب سے آپ پر سلام

اور ہندی کے چند اشعار دیوان پیم پرکاش سے حاضر ہیں

ابی بکر اور عمر بن، عثمان علی بکھان
ست، نیتی اور لاج اتی بدیا بوجھ سجان

یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے بعد حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعریف بیان کرو، سچائی، عدل، شرم وحیا اور علم بالترتیب ان کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ اور تفضیلیوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں

مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کرم کی چھین
ایک تو چاہیں ادھک کے ایک تو دیکھیں ہین

یعنی بے وقوف لوگ دین و مذہب کی روح تک نہیں پا سکتے اس لئے کہ وہ ایک کو بڑھاتے ہیں اور باقی سب کو گھٹا دیتے ہیں۔

علمی و تصنیفی خدمات

حضرت سلطان العاشقین، صاحب البرکات قدس سرہ عبادت و ریاضت کے علاوہ

میدان علم وفن وفکر وسخن میں ایک عبقری شخصیت کے مالک ہیں، آپ کے تبحر علمی کا اندازہ کسی قدر آپ کی تصانیف کثیرہ کے پڑھنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ مولانا عبد المجتبیٰ صاحب یہاں پر آپ کی تصانیف کی نشاندہی اس طرح کرتے ہیں، جو اہل تحقیق کیلئے بہترین سرمایہ ہیں۔

(۱) رسالہ چہار انواع (۲) رسالہ سوال و جواب (۳) عوارف ہندی (۴) دیوان عشقی (۵) پیم پرکاش (۶) ترجیع بند (۷) مثنوی ریاض العاشقین (۸) وصیت نامہ (۹) بیاض باطن (۱۰) بیاض ظاہر (۱۱) رسالہ تکسیر (۱۲) تفسیر سورہ فاتحہ (۱۳) روائح بزبان اردو (۱۴) رسالہ واردات التوحید (۱۵) ارشاد السالکین (۱۶) رسالہ عقائد صوفیہ (۱۷) رسالہ معمول (۱۸) رسالہ اشارہ ہندی، اعمال و اشغال پر بھی متعدد رسائل موجود ہیں۔

کشف وکرامات

حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی سب سے بڑی کرامت استقامت وتصلب فی الدین وتقویٰ اور آپ کی متشرع زندگی ہے، باوجود اس کے آپ سے بے شمار کرامتوں کا بھی ظہور ہوا ہے۔ چنانچہ حضور احسن العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ حسن میاں صاحب قدس سرہٗ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم شاہ برکات قدس سرہ کے پوتے سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ العزیز نے کاشف الاستار شریف میں حضور شاہ برکات کے چند کرامات لکھنے کے بعد فرمایا کہ، اگر دادا صاحب البرکات کے کرامات وتصرفات پر کچھ لکھا جائے تو ایک دفتر ناکافی ہوگا، اس لئے راقم الحروف (مولانا عبد المجتبیٰ) چند کرامات کو بطور ثبوت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

خطرات دل پر آگاہی

کاشف الاستار شریف میں سراج العارفین حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ روایت کرتے ہیں کہ، ایک بار نواب محمد خاں بنگش والی فرخ آباد کے نوکر شجاع خاں (جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس مبارک مارہرہ شریف میں کرتے تھے) ایک بار

اجمیر شریف گئے اور اسی دوران میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کی تاریخ قریب آگئی، وہ وہاں سے منزل بمنزل طے کرتے ہوئے مارہرہ شریف آئے تاکہ حضور غوثیت مآب کا عرس کریں، شجاعت خاں نے سرائے میں قیام کیا تو وہاں انہیں ایک نور نظر آیا جس کی وجہ سے ان کا دل دنیا سے پھر گیا اور انہوں نے سوچا کہ میں درویشی اختیار کرلوں، اور حضور صاحب البرکات کو صاحب تصرف اس وقت سمجھوں گا کہ وہ مجھے ملاقات کے وقت کچھ کھانے کو دیں۔ یہاں تک کہ عصر کے وقت جب شجاعت خاں آپ سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے تو آپ محفل سرا میں تشریف فرما تھے اور وضو کیلئے باہر تشریف لائے، اس وقت آپ کے دست مبارک میں باجرے کی روٹیاں اور گوشت پڑا ہوا میتھی کا ساگ تھا، شجاعت خاں کو دیکھ کر مسکرائے، تو شجاعت کے پاؤں کپکپانے لگے اور جسم میں لرزہ طاری ہوگیا۔ آپ نے شجاعت خاں کو باجرے کی روٹی اور وہ ساگ عنایت فرمایا اور حکم صادر فرمایا: تجھے درویشی کی حاجت نہیں مخلوق خدا تجھ سے بغیر درویشی کے فیضیاب ہو رہی ہے، آپ کے اس ارشاد سے شجاعت خاں کو آپ کے صاحب تصرف ہونے کا یقین کامل ہوگیا۔

تین دن میں راہ سلوک طے

اہل دل اس بات سے خوب واقف ہیں کہ منازل سلوک طے کرنے میں کتنی دقت ہوتی ہے اور اس راہ کو طے کرنے کیلئے کتنا طویل عرصہ درکار ہے، مگر حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی یہ مشہور کرامت ہے کہ آپ طالب کو تین دن میں راہ سلوک طے کرا دیتے تھے اور بقول حضور سراج العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ کو بعض دفعہ تو صاحب البرکات قدس سرہٗ نے کئی طالبوں کو دو گھڑی میں سالک بنا دیا۔

ہر ایک کی زبان پر ذکر خدا

اسی طرح آپ کی ایک روشن کرامت یہ بھی ہے کہ آپ کے دور میں مارہرہ شریف کے مسلمان کے علاوہ ہندو بھی اپنی زبانوں پر سوائے ذکر خدا کے کچھ نہ لاتے تھے، اور ہر

ایک کے دل پر خوف خدا طاری رہتا تھا، حتی کہ بقول سرکار سید شاہ حمزہ قدس سرہ پرندے بھی کلمہ توحید پڑھا کرتے تھے۔ حضرت شاہ حمزہ قدس سرہٗ اپنے جد مکرم کے دور مبارک کو یاد کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں،

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

شاہان وقت کی نیاز مندی

یہاں تک کہ رفتہ رفتہ آپ کی خانقاہ اور آپ کے روحانی فیضان کا شہرہ ہندوستان کے طول وعرض میں پھیل گیا، دور دور سے آنے والے طالبان حق کا ایک تانتا بندھ گیا اور آپکے روحانی فیض سے مشرف ہوتے رہے، سلاطین مغلیہ میں حضرت اورنگزیب عالمگیر (۱)

(۱) محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر شاہ جہاں شب یکشنبہ ۱۵، ذی قعدہ ۱۰۲۸ھ کو اجین میں پیدا ہوئے، آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت ہے، شاہی ناز و نعم میں پرورش پائی، معقولات کی تعلیم میر محمد ہاشم سے پائی، کلام پاک کا درس ملا موہن بہاری سے لیا امام غزالی کی اکثر کتابیں خصوصاً احیاء العلوم مولانا سید محمد قنوجی سے پڑھیں، تفسیر کا درس ملا احمد جیون امیٹھوی (مصنف نورالانوار) سے لیا، شیخ محمد بخشی مکتوبات در شیخ محی الدین شیرازی کے رسائل برابر مطالعہ میں رکھتے، خط نسخ و نستعلیق کے بہترین خطاط شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی سے شرف بیعت اور شیخ سیف الدین بن محمد معصوم سے اجازت وخلافت حاصل تھی، ۱۰۶۸ھ میں تخت نشین ہوئے، ہندوستان کے زبردست بادشاہوں میں سے تھے، سلطنت مغلیہ کو جتنا عروج آپ کے وقت میں ہوا اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا، نہایت دین دار، متشرع، سخت محنتی، جفاکش، بہترین منتظم مصنف مزاج، عادل اور بارعب شہنشاہ تھے، اپنے وقت کے مجدد تھے، کلام پاک ہاتھ سے لکھنا آپ کا بہترین وظیفہ تھا، چنانچہ ایام شہزادگی میں ایک کلام پاک لکھ کر دیگر تحائف اور خطیر رقم کے ساتھ نذرانہ کے طور پر مکہ معظمہ روانہ کیا، تخت نشینی کے بعد ایک نسخہ مدینہ منورہ بھیجا، جس کی جلد بندی وزیب وزینت پر سات ہزار روپیہ صرف ہوا۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین آپ کا عظیم کارنامہ ہے، کئی سال کی لگاتار محنتوں کے بعد چھ جلدوں میں اسلامی قانون کا عظیم سرمایہ تیار کروایا، جو اپنی گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے اہل علم وبصیرت کیلئے عظیم سرمایہ ہے، بزرگان دین کا بہت شیدائی اور کٹر حنفی مسلک پر آپ اور پورے مغلیہ بادشاہ قائم رہے، بے شمار رفاہ عامہ کے کام انجام دیئے اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے کابل (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہادر شاہ، فرخ سیر، جہاندار شاہ، اور محمد شاہ علیہم الرحمہ اپنے اپنے نیاز نامے آپ کی خدمت عالی گہر میں بھیجنے کو عظیم سعادت سمجھتے تھے۔ آپ کے خلیفہ اول حضرت شاہ عبد اللہ قدس سرہٗ ایک مرتبہ دہلی پہنچ گئے تو محمد شاہ نے آپ کو بلایا مگر تشریف نہیں لے گئے، آخر وہ حاضر ہوا اور ایک گاؤں اور بہت کچھ زر نقد نذرانہ میں پیش کیا۔ حضرت علم ہونے پر سخت ناراض ہوئے تو وہ دوڑے آئے اور معذرت کی، آپ نے ارشاد فرمایا "مانا کہ تمہاری خواہش نہ تھی، مگر جب بادشاہ کے آنے کی خبر ملی تھی تو وہاں سے کیوں نہیں چلے گئے، فقیر تو بدقت تمام اللہ کے نام سے تمہارے دلوں کو روشن کرتا ہے اور تم اپنے دل پر محمد شاہ کا نام ثبت کرتے ہو"۔ آخر کار بڑی سفارش سے ان کو معاف فرمادیا۔ یہاں تک کہ محمد شاہ بادشاہ نے خود ۱۱۴۱ھ میں بڑی اصرار ومنت کے ساتھ خانقاہ برکاتیہ کے خرچ کیلئے موضع راد نپور اور موضع تلو کپور عرف برکات نگر دو گاؤں وقف کئے اور اس وقت تک بڑے بڑے امراء وشہزادے آپ کی غلامی میں داخل ہو چکے تھے، نواب ثابت خاں کولوی، نوب نصرت خاں ناظم اکبر آباد اور نواب جمال خاں جیسے امراء برابر سعی کرتے رہتے، عام مریدین کو سلسلہ جدیدہ کالپیہ میں اور اہل خاندان کو سلسلہ قدیم میں بیعت فرمایا کرتے تھے۔۔۔ نواب غضنفر جنگ فرمانروائے فرخ آباد آپ کی دعا ہی سے اس منصب جلیل پر فائز تھا اور برابر غلامانہ حاضر ہوا کرتا تھا۔

(اصح التواریخ وخاندان برکات ص ۱۰)

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) تک اور کابل سے کشمیر تک سڑکیں بنوائیں، بے شمار کنویں، نہریں، پل، سرائیں، حمام اور مساجد بنوائیں، علماء مشائخ، اماموں وظائف مقرر کئے اس کے علاوہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سالانہ صدقہ کیا کرتے تھے بے شمار جاگیریں غیر مسلم کو بھی دیں مگر اکثر غیر مسلم احسان فراموش آپ کو بدنام کرتے ہیں، غرضیکہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت کے کام انجام دیئے پچاس سال حکومت کرنے کیبعد بانوے سال کی عمر میں اس بادشاہ خدا آگاہ نے ۲۸، ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ مطابق ۲، فروری ۱۷۰۸ء کو وفات پائی، اور حسب وصیت حضرت زین الدین چشتی دولت آبادی قدس سرہ کے جوار میں مدفون ہوئے۔

(ملا احمد جیون اور ان کے معاصر علماء)

عظیم ونادر تبرکات

حضرت علامہ مولانا مفتی سید محمد میاں مارہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت کے وقت میں موئے شریف حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانقاہ میں آئے، یہ موئے مبارک حضرت کے خلیفہ شاہ روح اللہ از اقربائے خیراندیش خاں عالمگیری نے نواب موصوف کے متروکہ سے لاکر حضرت کو دیا تھا، اس موئے مبارک کی سند اور جس طرح سے نواب خیراندیش خاں کو ملا تھا، آثار احمدی اور کاشف الاستار شریف میں مفصل ذکر ہے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ موئے مبارک اس وقت تک بڑی سرکار کے تبرکات مشترکہ میں چاندی کی چھونچھی میں ہے اور عرسوں میں زیارت ہوتی ہے اور پھر خرقہ مرتضوی وموہائے مبارکہ، حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضرت کے پاس تبرکات میں تھے۔

خرقہ

خرقہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ یہ خرقہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہنا، حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے پہنا، پھر ان سے حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی کو اور ان سے حضور بابا فرید الدین گنج شکر کو ان سے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی کو ان سے حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کو ان سے بواسطہ حضرت مخدوم شاہ بڑے مخدوم اور شاہ صفی اور ان سے حضرت میر عبدالواحد بلگرامی سے واسطہ بواسطہ حضور سلطان العارفین قطب عالم سید شاہ برکت اللہ مارہروی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پہنچا۔ مگر اب قدامت کی وجہ سے کافی نازک ہوگیا ہے اس لئے کاندھے پر رکھ لیا جاتا ہے اور اعراس میں اس کی زیارت ہوتی ہے، ان آثار شریفہ کے علاوہ خود حضرت کے بہت سے ملبوس جیسے خرقہ، تاج، عمامہ، سیلی، اور تسبیح وغیرہ تبرکات مشترکہ میں ہیں اور جداگانہ بھی اہل خاندان میں ہر ایک کے پاس موجود ہیں۔

(اصح التواریخ وخاندان برکات صفحہ ۱۰)

عطیۂ غوثیہ

تبرکات مذکورہ بالا کے علاوہ اسی عہد مبارک میں سات منکے اور ایک دستار بھی آئی جس کی روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضور سرکار غوثیت مآب سے حضرت بوعلی شاہ قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ آپ کو عطا ہوئی، آپ کو مراقبہ میں معلوم ہوا تھا کہ حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ انعام واکرام ملے گا، کہ اسی زمانے میں حضرت علاء الدین علی احمد صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱) کے عرس مبارک کا موسم تھا، آپ کی طرف سے ایک

---

(۱) علاء الدین علی احمد صابر والد ماجد کی جانب سے آپ کا سلسلہ نسب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے، والد کا نام عبد الرحیم اور والدہ کا نام ہاجرہ اور جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور، آپ ۱۹، ربیع الاول ۵۹۲ھ کو ہرات میں پیدا ہوئے، پانچ سال کی عمر میں والد کا سایہ اٹھ گیا، والدہ نے تعلیم پر کافی توجہ دی اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی نگرانی میں تعلیم ہوئی، عربی، فارسی کے علاوہ فقہ، حدیث، تفسیر، منطق، معانی میں دستگاہ حاصل کی والدہ کی معیت میں اپنے ماموں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں رہنے لگے، حضرت بابا صاحب نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت آپ کے سپرد کی، آپ نے بارہ سال تک کچھ نہیں کھایا، حضرت کو جب معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا، علاء الدین صابر ہیں، اس روز سے آپ صابر کے خطاب سے مشہور ہوئے، حضرت بابا صاحب نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمائی، دہلی کی ولایت آپ کے سپرد فرمائی اور مہر لگوانے کیلئے جمال الدین کی خانقاہ میں تشریف لے گئے، چراغ گل ہوگیا تو آپ نے پھونک ماری تو فوراً روشن ہوگیا، یہ بات اس کو ناگوار لگی اور آپ کے خلافت نامہ کو پارہ پارہ کردیا، آپ نے بددعا دی کہ تو نے میری مثال کو چاک کردیا تو میں نے تمہارے سلسلہ کو مٹا دیا۔ اس کے بعد بابا صاحب نے آپ کو کلیر کی ولایت سپرد فرمائی۔ رئیس کلیر اور قاضی شہر پر آپ کی رشد و ہدایت کا کئی اثر نہ ہوا، جب سرکشی لوگوں کی حد سے بڑھی تو ضبط کا یارا نہ رہا، ایک روز جمعہ کی نماز ادا کرنے جامع مسجد گئے، پہلی صف میں بیٹھے تھے کہ رئیس کلیر و قاضی شہر کو ناگوار گذری برا کہا اور پہلی صف سے ہٹا دیا، آپ وہاں سے اٹھ کر مسجد سے باہر بیٹھ گئے، جب لوگ رکوع میں گئے تو آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ بھی سجدہ کرے، مسجد گری اور تمام لوگ دب کر مر گئے، والدہ کے، اصرار پر بابا صاحب نے اپنی لڑکی خدیجہ بیگم عرف شریفہ کا نکاح آپ سے کردیا تھا مگر آپ نے فرمایا کہ یہ کیسے ممکن ہو کہ ایک دل میں دو کی محبت کو جگہ دوں، دوسرے کی گنجائش نہیں، معاً حجرے میں آگ نمودار ہوئی اور دلہن کو جلا کر راکھ کردیا، شان جلا بدرجہ اتم موجود تھی، ریاضت، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

درویش کو حضرت صابر کلیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں حاضری کیلئے بھیجا کہ اثنائے راہ میں ایک شخص ملا جو ایک کھیت کی دیکھ بھال کر رہا تھا، انہوں نے اس درویش کو یہ سات منکے اور دستار دیکر فرمایا۔

یہی پیام یہی رسالہ
کہیو برکات مارہرہ والا

اس درویش نے آپ کو یہ سب کچھ پیش کرنے کے بعد آپ سے عرض کیا کہ حضور! یہ کون صاحب تھے، جو یہ چیزیں مجھے دے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا، یہ حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمہ تھے اور یہ عطیۂ غوثیہ ہے جو مرحمت فرما گئے ہیں۔ (خاندان برکات ص ۱۰)

عقد شریف

آپ کا عقد شریف حضرت سید مودود بلگرامی بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی منجھلی صاجزادی وافیہ بی بی سے ہوا۔

اولاد کرام

آپ کی کل پانچ اولاد ہوئیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) برہان الواصلین حضرت شاہ آل محمد و خلیفہ (۲) اسد العارفین حضرت شاہ نجات اللہ قدس سرہٗ، اور تین صاجزادیاں (۱) حضرت بی بی بدھن، آپ کا عقد سید شاہ لطف اللہ بن شاہ لدھا کے صاجزادے سید نور الحق سے ہوا، (۲) حضرت ننھی بی، آپ کا عقد سید عزیز اللہ بن سید غلام محمد بن سید حامد عبد الواحد خورد سے ہوا، (۳) اور تیسری صاجزادی کا عقد سید امان اللہ بن سید غلام محمد بہتہ سے ہوا، جن کی اولاد بلگرام اور آرہ کوات میں ہے۔ (خاندان برکات)

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) عبادت، اور مجاہدہ میں ہمہ تن مصروف رہتے، روزے بکثرت رکھتے، پانی میں ابلے ہوئے گولر نمک ملا کر کھاتے، آپ کی کوئی دعا رد نہ ہوتی، آپ کی بد دعا سے کلیر برباد ہوا، آپ کو شعر و شاعری وادب کا اچھا ذوق تھا، فارسی میں احمد اور ہندی میں صابر تخلص فرماتے، ۱۳، ربیع الاول ۶۹۰ھ کو واصل بحق ہوئے، مزار کلیر شریف میں برکات کا سرچشمہ ہے۔ (سیر الاقطاب)

خلفاء کرام

حضرت کے خلفاء کا شہرہ بھی چاروں طرف پھیلا اور آپ کے فیض سے مشرف ہو کر مثالی کارنامے انجام دیئے جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱): حضرت شاہ عبد اللہ، آپ مارہرہ ہی کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے، ہندی می شاعری کا بھی ذوق تھا، پنچھی تخلص فرماتے، سنہ ۱۱۴۰ھ میں وصال ہوا۔

(۲): حضرت شاہ میم، آپ کے دکن کے باشندے تھے، دکن سے دہلی آئے، فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے، سنہ ۱۱۵۰ھ میں وصال ہوا۔

(۳): حضرت شاہ مشتاق البرکات، آپ حضرت کے نہایت باکمال خلیفہ تھے، ۱۱ صفر ۷ سنہ ۱۱۶ھ میں وصال ہوا۔

(۴): حضرت شاہ من اللہ، آپ علی شیر خان کے نام سے موسوم تھے، شاہ جہاں پور کے باشندے تھے، سنہ ۱۱۷۶ھ میں وصال ہوا۔

(۵): حضرت شاہ راجو، آپ بلگرام کے باشندے تھے اور حضرت سید ابوالفرح کی اولاد میں سے تھے، سنہ ۱۱۴۳ھ میں وصال ہوا۔

(۶): حضرت شاہ ہدایت اللہ، آپ قصبہ کراولی ضلع ایٹہ کے باشندے تھے، سنہ ۱۱۴۹ھ میں وصال ہوا۔

(۷): حضرت شاہ روح اللہ، آپ کا نام محمد مسعود تھا، نواب خیر اندیش خاں عالمگیری کے خاندان سے تھے، فارسی اور ہندی میں شاعری کا اچھا ادبی ذوق تھا، فارسی میں دیوانہ اور ہندی میں اجان تخلص فرماتے تھے، سنہ ۱۱۷۳ھ میں وصال ہوا۔

(۸): حضرت شاہ عاجز، آپ مارہرہ کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے اصلی نام محمد معظم تھا۔

(۹): حضرت شاہ نظر، آپ کا وصال سنہ ۱۱۴۳ھ میں ہوا۔

(۱۰): حضرت شاہ صابر، آپ کا نام غلام علی تھا، مارہرہ کے مقیم تھے، سنہ ۱۱۶۷ھ میں

وصال ہوا۔

(۱۱): حضرت شاہ جمعیت، آپ مارہرہ ہی کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے۔

(۱۲): حضرت شاہ حسین بیراگی، قوم کے سنار اور ہندی میں شعر و ادب کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

(۱۳): حضرت شاہ صادق، آپ حضرت کے بڑے چہیتے خلیفہ تھے، قصبہ بھڑگین ضلع ایٹہ میں وصال ہوا، مزار وہیں ہے۔

(۱۴): حضرت شاہ سید آل محمد قدس سرہٗ، حالات آگے آئیں گے۔

اقوال زریں

جن باتوں کی نصیحت آپ نے اپنے صاجزادگان حضرت سید شاہ آل محمد و سید نجات اللہ کو فرمائی تھی اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی تھی وہ مندرجہ ذیل ہیں،

(۱): خدائے تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہیں۔

(۲): اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کیلئے کسی حاکم سے رجوع نہ کریں۔

(۳): ان لوگوں کے گھر ہرگز نہ جائیں جو دنیا کے لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں۔

(۴): ان لوگوں سے ضرور ضرور ملیں جن کا ظاہر، دین و دیانت سے آراستہ ہو۔

(۵): زیارت قبور کیلئے حاضری ضروری ہے۔

(۶): جہاد اکبر یہ ہے کہ نفس کے ساتھ لڑتے رہیں۔

(۷): مخلوق کے محتاج نہ ہوں، دست طلب ہمیشہ خالق کائنات کی بارگاہ میں دراز کریں۔

(۸): علم و عمل کو اولیت دیں اور ان پر کبھی غرور نہ کریں۔

(۹): مخلوق الٰہی کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔

(۱۰): ہمیشہ یہ تمنا کریں کہ علم خاص اللہ تعالیٰ کی مدد اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیض سے ملے۔ (شاہ برکت اللہ ص ۳۶)

وصال مبارک

آپ دس محرم الحرام ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء کو بوقت صبح صادق ۱۷، برس چند ماہ کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (خاندان برکات ص ۱۲، مآثر الکرام دفتر ثانی ص ۲۴۹، مطبوعہ لاہور)

مزار پرانوار

آپ کا مزار مبارک مارہرہ مقدسہ ضلع ایٹہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر محمد خاں بنگش مظفر جنگ والی فرخ آباد نے باہتمام شجاعت خاں ناظم ایک عالیشان روضہ ۱۱۴۲ھ ہی میں تعمیر کرایا، جواب درگاہ شاہ برکت اللہ کے نام سے مشہور ہے۔

فنافی اللہ شد آں پیر مردم

۲ ۴ ھ ۱ ۱

مفتی محمد مظفر احمد قادری بدایونی، اپنی کتاب ''تذکار سید ۱۲۹۵ھ'' معروف بہ ''حیات صاحب البرکات'' میں فرماتے ہیں :

قادریم نعرۂ یا غوث اعظم می زنم
دم ز شاہِ برکت اللہ قطب عالم می زنم

رب تبارک وتعالیٰ کی رؤف ورحیم ذات کے قربان کہ جس نے انسان کی فلاح و بہبودی کیلئے کیسے کیسے ذرائع پیدا فرمائے، جب جب انسان اپنی شامت نفس واعمال سے صراط مستقیم سے بھٹکنے لگا، اُس نے انسان کو راہِ ہدایت دکھانے کیلئے علم وعمل کے پیکر نورانی پیش کردیئے۔

بنی نوع انسان کی ابتدا ہی اس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنے برگزیدہ نبی حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے فرمائی، اور آغازِ انسانیت ہی میں انسان کی رشد وہدایت کا راستہ واضح فرمادیا، مگر یہ انسان آہ صد آہ جس کی نافرمانی اور کج روی گویا سرشت بن چکی تھی، بار بار بھٹکا اور گم کردہ راہ ہوا، مگر مہربان مالک نے اپنے نافرمان بندوں پر رحم کیا، انہیں ان کے

حال پر نہ چھوڑا، تا آنکہ آفتابِ ہدایت، ماہتاب نبوت، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طلوع تک کثیر تعداد میں نجوم ہائے نبوت کی نورانی تجلیوں سے خاکدانِ عالم کو منور و روشن کر دیا گیا اور انسان کو راہ فلاح کی دعوت دی گئی۔ آخر مشیت ایزدی نے اپنی نعمتوں کو اس کائنات میں مکمل فرمایا اور خورشیدِ رسالت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام عالم میں باطل کی شب دیجور میں حق کی سپیدۂ سحر کا اجالا پھیلا دیا اور تاقیام قیامت سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔

وقت گذرتا رہا مشکوٰۃ نبوت سے بُعد زمانی بڑھتا رہا، اور انسان گرفتار حرص وہوا صراطِ حق سے پھر بھٹکنے لگا۔ مشیت ایزدی پھر ظاہر ہوئی مگر اس آفتاب ختم نبوت کی صورت میں ایسی کرن جس نے عالم گیتی کو درخشاں کر دیا اور ختم رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیضان سلطان العاشقین، برہان الواصلین، قطب عالم، آفتابِ ولایت، امام تصوف، حضور سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے وجود پاک میں ۲۶، جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ میں ظاہر ہوا۔

دیدۂ شوق کو دعوت نظارہ:

برہان الواصلین، سلطان العاشقین، قطب عالم سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ والرضوان، فضل خداوندی اور عشق وعرفان کی ایک ایسی کھلی ہوئی نشانی تھے کہ پہلی ہی نظر میں دیکھنے والوں کا یقین چیخ اٹھتا تھا کہ "ہٰذا ولی اللہ۔ ہٰذا قطب العالم" یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے، یہ عالم کا قطب ہے۔ آپ کی ولایت و خداشناسی کیلئے یہ دلیل سب پر بھاری ہے کہ آپ نے مکمل حیات واستقامت وتصلب دینی میں گذار دی۔ آپ کی ایک نگہ التفات سے دلوں کے بے شمار ویرانے آباد ہوئے۔ روح کے چمنستانوں میں بہار آئی اور لاکھوں بھٹکتے ہوئے انسان "مردانِ خدا" کے گروہ میں شامل ہو گئے۔

مارہرہ مطہرہ:

یو، پی کے ایک ضلع ایٹہ میں شہر ایٹہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلہ پر بجانب

مغرب واقع ہے، یہ مارہرہ مطہرہ قصبہ ہندوستان کے دو بڑے دریاؤں، گنگا اور جمنا کے دو آبہ میں واقع ہے، کوئی بارہ تیرہ ہزار کی آبادی رکھتا ہے، علماء کرام اولیا وصوفیائے عظام، اہل علم وہنر اور صاحبان صنعت وحرفت کی بستی ہے اور اپنی اسی خصوصیت کی وجہ سے اپنے ضلع کے ایک پرگنہ کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے۔

قصبۂ مارہرہ شریف کا نام روشن ومنور کرنے اور اس کی تاریخ کو عزت وعظمت و سربلندی بخشنے کا اصل سہرا باصفا اولیائے کرام وعلماء عظام کو تابناک ودرخشاں زندگی دینے کا اصل اسی سلسلۂ پاک کے سر ہے جو سلسلہ برکاتیہ کے نام سے مشہور ومعروف زمانہ ہے۔

خاندانی حالات اور بزرگان سلسلہ:

حضرت سلطان العاشقین، حضرت سید شاہ برکت اللہ حسینی مارہروی قدس سرہٗ العزیز اپنے وقت کے قطب اور اعاظم اولیائے ہند سے تھے۔ آپ کا نسب بواسطہ سید الاشجعین حضرت سید زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ پہلے آپ کے اجداد میں سراج العارفین حضرت ابوالفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان تشریف لائے اور وصال کیا۔ اس کے بعد ان کے پوتے امام زمانہ حضرت سید شاہ محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عازم ہند ہوئے۔ سلطان شمس الدین التمش نے حضرت سید صاحب کی نہایت عزت کی اور انہیں راجہ بلگرام کے مقابلہ میں ایک فوج دے کر بھیج دیا اور بلگرام آپ نے فتح فرمایا۔

حضرت خواجہ عماد الدین بلگرامی قدس سرہ العزیز نے حضرت سید محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلگرام فتح فرمانے سے قبل اپنی خداداد قوت وطاقت سے اور اپنے مرشدانِ کرام کی باطنی توجہ وفیضان سے اُسے خاک کر دیا۔ جب راجہ بلگرام کو یہ پتہ چلا کہ ایک مردِ خدا یہاں تشریف لا چکے ہیں جن کی خداداد شوکت وقوت کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے ایک اشارہ میں بیل جیسے دیو ملعون کو خاک کر دیا ہے، تو ہماری کیا مجال ہے۔ راجہ نے فوج کشی سے باز آکر اپنے ایک خاص جادوگر کو جو فن ساحریت وجادوگری میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا، بھیج ہی دیا۔ آخر کار جادوگر حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل آنے ہی سے پہلے اقراری مجرم کی طرح

سامنے آیا اور دولت اسلام سے مشرف ہوگیا۔ اور راجہ کے سامنے جا کر کہا: ''راجہ! خاصانِ خدا کی غیبی چارہ گری کا عقیدہ کوئی فرضی کہانی نہیں ہے، ایک زندہ جاوید حقیقت ہے، دل اگر بے یقینی کے آزار میں مبتلا نہیں ہے تو دنیا کی کوئی طاقت بھی اسے شکست نہیں دے سکتی، تو اپنے ارادہ سے باز آ، اور مذہب اسلام کو قبول کر لے، اسی میں تیری بہتری اور سب سے بڑی کامیابی ہے، آج نہیں تو کل ضرور غرور کا نشہ اتر جانے کے بعد تجھے پچھتاوا آئے گا لیکن وہ بے سود و بے فائدہ ثابت ہوگا''۔ راجہ نے غضبناک ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا، چپ رہو بس، تو میرا دیرینہ رفیق ہے ورنہ میں تجھے قتل کروا دیتا۔ راجہ کے مشیر نے راجہ کو سمجھاتے ہوئے کہا'' مہاراج! اس شخص کا مقابلہ کرنا، آپ کے بس کی بات نہیں ہے، ہم نے اپنی پوتھیوں میں لکھا ہوا دیکھا کہ اس زمین میں عنقریب مسلمانوں کا غلبہ ہوگا اور وہ یہاں پر بری طرح سے چھا جائیں گے، ان کا مقابلہ آپ کی ذلت و خواری کا باعث ہوگا، ہم جس بیل دیو پر کودتے اور نازاں تھے، اس نے اس کو دم زدن میں تہہ خاک کر دیا ہے''۔

بلگرام کی فتح:

سمجھانے کے باوجود راجہ نہیں مانا، ادھر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے قدوۃ الواصلین، زبدۃ العارفین، حضرت سید شاہ محمد صغری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کر دیا تھا کہ حضور! بیل دیو ملعون کو تو آپ میں نے تہ خاک کر ڈالا ہے اور اس مغرور راجہ پر فتح کا سہرا آپ کے سر ہے۔ آخر دنیائے کفر کیلئے قہر الٰہی کی بے نیام تلوار حضرت سید محمد صغری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفر کے خرمن پر چمکنے والی بجلی کی طرح حملہ آور ہوئے اور اپنی جبین مقدس میں فتح کی تابندگی لئے واپس آگئے اور اپنے یکبارگی حملہ سے کفر کی دنیا کو تہ و بالا کر دیا اور بڑے بڑے سورماؤں کے جگر پانی کی طرح بہا دیئے اور بلگرام کو اسلام آباد بنا دیا۔

بلگرام فتح ہونے کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے حضرت سید محمد صغری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور جاگیر عطا کر دیا تھا، اور اس کے تمام توابع بھی دے دیئے۔ سید صاحب دہلی جا کر حضرت قطب الاقطاب علیہ الرحمہ والرضوان کے مرید ہو گئے اور اپنے اعزہ کو لے کر

بلگرام چلے آئے۔ (اصح التواریخ وغیرہ)

اسی بلگرام کے متعلق حضرت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

اللہ اللہ عزوشانِ احترام بلگرام — عبدِ واحد کے سبب جنت ہے نام بلگرام
روزِ عرس ادارگانِ دشتِ غربت کیلئے — من و سلویٰ ہیں مگر عبز ادامِ بلگرام
آسماں عینک لگا کر مہر ومہ کی دیکھ لے — جلوۂ انوارِ حق ہے صبح وشامِ بلگرام
تھا بسم انجبت پابلدہ کا پایخ بالکرام — مرکزی دیں بڑھی ٹھہرا یہ نام بلگرام
یادگار اب تک ہیں اس گل کی بہار فیض کے — خندہ ہائے گل رخاں لالہ فامِ بلگرام
لائی ہے اس آفتابِ دیں کی تحویل جلیل — ساغر مارہرہ میں صہبائے جامِ بلگرام

حضرت سید محمد صغریٰ:

یہاں پر فاتح بلگرام حضرت سید محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات پاک پر روشنی ڈالنا بھی باعثِ برکت ہوگا۔ حضرت سید محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سید علی قدس سرہٗ کے صاحبزادے ہیں، آپ کا اسم شریف "محمد" اور لقب مبارک "صاحب الدعوۃ الصغریٰ" ہے، کثرت استعمال سے جزء اول حذف ہو کر جزء آخر "صغریٰ" مشہور و معروف ہوگیا۔

آپ حضرت قطب الاقطاب سیدنا قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید خاص ہیں۔ آپ جامع فضائل صوری و معنوی عارف باللہ، مجاہد فی سبیل اللہ، اعلاء کلمۃ الحق میں قدم راسخ و عزم صادق رکھتے تھے۔ عمل تقویٰ، اخلاق، مجاہدات اور عارفانہ حیات کے اعتبار سے جامعیت مالکہ کے مالک تھے۔ آپ اس درجہ راست باز، مسکین، متواضع اور قناعت پسند تھے کہ دوست تو دوست، دشمن بھی آپ کے اخلاق کریمانہ سے شرمندہ رہے۔ ارباب حاجات اور مصیبت زدوں کیلئے ہر وقت آپ کے کرم کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ غرباء و مساکین کو ہر وقت اپنے سینے سے لگائے رہتے تھے۔ بیماروں کی عیادت، یتیموں کی دلجوئی

اور بیواؤں کی خدمت آپ کی زندگی کا معمول تھا۔ اپنی بزرگانہ شفقت اورعرفان وتقویٰ کے شکوہ کا کبھی اظہار نہیں فرماتے تھے۔ سادگی، مسکینیت جسم کے پیراہن کی طرح زندگی کے ساتھ رہی۔ سفر وحضر میں اپنے جملہ نیازمندوں کا خاص خیال رکھتے، لغزشوں پر نہایت شفقت ونرمی کے ساتھ اشارے کنایے میں تنبیہ فرماتے۔

آپ کا دسترخوان نہایت وسیع تھا، ہمیشہ مہمانوں کی آمد ورفت رہتی، ہر وراد وصادر کے ساتھ نہایت مسرت وتکریم کے ساتھ پیش آتے، اور مطابق طریقہ ارباب کمال سلطان شمس الدین التمش کی رفاقت وملازمت کے پردہ میں اپنے آپ کو نظرعوام سے پوشیدہ رکھا۔

آپ کی وفات:

بلگرام کو فتح فرمانے کے بعد حضرت سید محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکتیس سال بلگرام میں قیام فرما کر، چودہ (۱۴) شعبان المعظم سنہ ۶۴۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا مزار پرانوار بلگرام میں شمال کی طرف ایک باغ میں، جو زمانہ میر آزاد میں سید مبارک کلاں دستاری اولاد سے تعلق رکھتا تھا، مرجع خلائق ہے۔ اس پر قدیم زمانہ میں پتھر کی ایک لوح نصب تھی جس پر آیۃ الکرسی شریف اور تاریخ انتقال پرملال (چہار دہم شعبان روز دوشنبہ خمس واربعین وست مأتہ) کندہ تھی۔ ایک مدت کے بعد وہ پتھر اکھڑ کر گر گیا اور اوائل سنہ ۱۱۵۱ھ میں سید محمد محسن مرحوم معروف بہ سید روشن ابن سید محمد سعید کے مزار شریف کو پھر سے درست کرایا اور قبر اطہر کو چبوترہ سمیت اینٹ اور گچ سے پختہ کرادیا تھا۔ "فقرۂ امام بلگرام وادئ عقبیٰ پیمودہ" سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

امام زمانہ امیر کشور ولایت حضرت سید شاہ عبد الجلیل بلگرامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے واقعہ وفات اور فتح بلگرام کو اپنے نسب نامہ میں یوں منظوم فرمایا ہے۔

جد کلاں محمد صغریٰ کہ تیغ او — بر بلگرام یافتہ فتح و مظفری
شد فتح در زمانہ سلطان التمش — تاریخ آہ زلفظ "خداداد" بشمری

درسال شش صد و چہل و پنج فوت کرد آسودہ بر بساط معلائے عبقری
شعبان روز چار دہم ضحوۂ شیئس کرد از جہاں بملک تقدس مسافری
باشد بہ بلگرام مزارِ مبارکش
برمرقدش کنند ملائک مجاوری

آپ کی اولاد امجاد

آپ کے دو صاجزادے، حضرت سید سالار، اور حضرت سید عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

مارہرہ تشریف آوری

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید شاہ میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی تک بلگرام شریف میں قیام پذیر رہے۔ حضرت میر کے صاجزادے نور العارفین حضرت سید شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ مارہرہ مطہرہ تشریف لے آئے۔

سید شاہ عبدالجلیل

حضرت قدوۃ الاصفیا سید شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ حضرت سید شاہ عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی کی زوجہ اولیٰ سے بڑے صاجزادے ہیں۔

آج دنیا کے گوشے گوشے میں مردانِ خدا اولیائے کرام کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے، جو اپنی جگہ منارۂ حق کے متلاشی اکتساب نور کر رہے ہیں۔ مبدائے برکات آپ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اسی مصدر فیوض سے رشد و ہدایت، علم و فضل کی ساری نہریں مشتق ہیں۔ اسی آفتاب ہدایت سے حق و صداقت کی تابناک شعاعیں پھیلی ہیں۔ اسی بحر بیکراں کے قصر قلب سے محامد و محاسن کے چشمے اور سوتے پھوٹے ہیں۔

ولادت و حالات

آپ کی ولادت باسعادت ۲۰، رجب المرجب ۹۷۲ھ جمعرات کے دن ظہر کے اول وقت بلگرام میں ہوئی۔ سن طفولیت سے زمانۂ شباب تک اپنے والد ماجد حضرت سید میر

عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمہ سے تربیت پاتے رہے۔آپ علوم ظاہری و باطنی کے منتہی تھے، اپنے والد گرامی ہی سے خلافت حاصل کی۔ جذبۂ عشق جو طاری ہوا تو گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مسلسل بارہ سال تک کوہ و دشت اور صحرا و بیابان میں پھرتے رہے، جنگلوں کی سنسان فضاؤں میں سخت سے سخت مجاہدات کئے، کسی کو علم نہ تھا کہ آپ کہاں اور کس جگہ ہیں، اور آپ کو بھی کسی کی کیا، اپنی خبر نہ تھی، اس مدت میں صرف پھلوں اور پتوں پر گزارہ فرماتے رہے، جنات آآ کر برابر سلام کرتے رہتے تھے۔(اصح التواریخ، جلد ۲، صفحہ ۴)

درجۂ قطبیت

آپ پھرتے پھراتے مارہرہ سے تین کوس دور ایک مقام اترنجی کھیڑہ میں پہنچے۔ یہ اترنجی کھیڑہ ایک زبردست راجہ بین کا پایۂ تخت تھا۔ پرتھی راج کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اس کی اطاعت کو قبول نہ کرنے پر اس کے خلاف پرشور زبردست حملہ کرکے قلعہ کو بارود سے اُڑا دیا اور اب تک اسی حالت میں بصورت زمین مرتفع موجود ہے، یہیں پر ایک باکمال بزرگ حضرت حسین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پرانوار ہے، جو اس جنگ میں شہید ہوئے تھے، چنانچہ حضرت سید شاہ عبدالجلیل قدس سرہٗ الخلیل اسی مزار پرانوار کے قریب آکر تشریف فرما ہوگئے۔ یہیں حضرت خضر نے تشریف لاکر آپ کو ''شیر برنج'' کھانے کو مرحمت فرمایا، آپ نے کھایا اور حضرت خضر نے فرمایا ''سید صاحب آپ مارہرہ کے قطب مقرر کیے گئے ہیں، وہاں چلے جائیے، اُدھر اسی شب حضرت خواجہ بدرو حسین رسول کو نین حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودھری وزیر خاں زبیری کمبوہ کو بشارت دی کہ اترنجی کھیڑہ جاکر ''ہمارے شہزادہ اور اپنے قطب'' کو لے آؤ، چنانچہ ۱۰۱۷ھ میں حضرت قدوۃ الاصفیاء، برہان الاتقیاء سید شاہ عبدالجلیل علیہ الرحمہ والرضوان مارہرہ تشریف لے آئے۔ یہ عہد عہدِ جہانگیر تھا۔(اصح التواریخ، جلد ۲، صفحہ ۵)

بعد میں آپ اپنی زوجہ مکرمہ کو بھی بلگرام شریف سے لے آئے اور زبیریوں نے مرید ہوکر مسجد و خانقاہ تعمیر کرادی۔ یہاں برہان السالکین حضرت سید شاہ بدرالدین شاہ ولایت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر سے بھی شادی کرلی۔

وفات

آپ پورے اکتالیس برس مارہرہ شریف میں مصروف ہدایت خلق رہے۔ دور دور تک آپ کا شہرہ ہوگیا۔ آخر پچاسی سال کی عمر شریف میں ۸، صفر المظفر ۱۰۵۷ھ دوشنبہ کو شریعت وطریقت کا وہ خورشید تاباں جس کی ضیابار شعاعوں سے دنیا مستفید ہورہی تھی، غروب ہوگیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ اپنی خانقاہ کے صحن میں مدفون ہوئے جو"درگاہ بڑے پیر" کے نام سے مشہور ہے۔ پیلو کا درخت آپ کے مزار پر انوار کو گھیرے ہوئے ہے جس کے پتوں میں عجیب وغریب اثرات ہیں۔

خواص درخت پیلو

جو آپ کے مزار پر انوار پر سایہ گستر اور حضرت قبلہ کی کرامت میں ہے، اس کی پتیوں میں عجیب وغریب خواص ہیں۔ اس کی اگر چند پتیاں تپ ولرزہ وغیرہ کے مریض کو پلائی جائیں تو بحکمہ تعالیٰ شفایاب ہو۔ (۲): اس کی ڈھائی پتی سیاہ مرچ کے ساتھ پیس کر کھانے پلانے پر، ہر قسم کا آسیب خصوصاً شیخ سدو خبیث کا اثر دفع ہو۔ (۳): اگر کسی عورت کے صرف لڑکیاں پیدا ہوں تو ابتدائے حمل میں تقریباً دو ماہ کے اندر اندر جمعرات کے دن حاملہ غسل کرے، پاک وصاف کپڑے پہنے اور اپنے قبیلے وبرادری کی عورتوں کو جمع کر کے حضرت سید شاہ عبدالجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر کا توشہ کہ چاول کا خشکہ کہ اس پر تھوڑا سا میٹھا دہی اور شکر پڑا ہوتا ہے، تیار کرا کے حضرت سید صاحب قدس سرہ کی فاتحہ دے کر اس درخت کی ڈھائی پتی حاملہ خود کھائے اور وہ توشہ نمازیوں کو کھلائے اور نعت ومنقبت آہستہ آواز میں پڑھیں، انشاء اللہ فرزند نرینہ پیدا ہوگا۔ (اصح التواریخ جلد ۲، صفحہ ۲۰)

آپ کی اولاد امجاد

آپ کی بلگرامی اہلیہ سے چار صاحبزادے (۱) حضرت سید ابوالفتح، (۲) حضرت سید

اویس، (۳) حضرت سید محمد، (۴) حضرت سید محمد رضی اللہ عنہم، اور دو صاجزادیاں تھیں، اور عقد ثانی سے دو فرزند تھے جو جوان ہوئے اور طلب مولیٰ عزوجل و استغراق کی حالت میں کوہستان شمال کی طرف لے گئے اور ان کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ بلگرامی اہلیہ سے جو اولاد تھی اُن میں سے حضرت سید شاہ اویس قدس سرہٗ کی اولاد مارہرہ شریف میں ہے۔ باقی حضرات کی بلگرام وغیرہ میں۔ (اصح التواریخ)

حضرت سید شاہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے زبردست باکمال بزرگ تھے۔ حضرت سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ مارہروی علیہ الرحمہ، حضرت شاہ اویس قدس سرہٗ کے بڑے صاجزادے ہیں جو اپنے والد ماجد کے انتقال پرملال کے بعد مارہرہ مطہرہ تشریف لائے۔

مارہرہ کی وجہ تسمیہ

۵۷۰ھ سے قبل دہلی کا آخری بادشاہ راجہ پتھورہ جس کا ماتحت راجہ بین نام راجپوت یہ تمام مواضعات خاص کر جو مارہرہ شریف کے نام سے مشہور و معروف ہے، اس کے راج میں تھا، اور اس کا دارالحکومت اتر نجی کھیڑہ تھا، آخر عہد سلطنت اسلامی میں یہ علاقہ جاگیر نوابان فرخ آباد لکھنؤ اس پر متصرف رہے۔ قصبہ کی آبادی سے پہلے چوہان قوم سے سروپ کشن نام کا راجپوت یہاں کے چند گاؤں کا زمیندار تھا، اس نے اپنے نام پر ایک گاؤں سروپ گنج کے نام سے مارہرہ شریف کے شرق و شمال میں آباد کیا، اب جس جگہ مارہرہ شریف کی آبادی ہے یہاں جنگل غیر مزرعہ زمین پڑی ہوئی تھی، جو موضع سروپ گنج کے رقبہ میں داخل اور بنجاروں کے پڑاؤ پر مشتمل تھی، چنانچہ اس جگہ اب بھی دو پختہ کنوؤں کی شکل پر جس میں ایک چھبیلا کنواں کے نام سے اور دوسرا دھوبیوں والا کنواں کے نام سے آبادی کے باہر موجود ہیں۔ جب ۶۹۵ھ میں سلطان علاؤالدین خلجی دہلی کے دارالسلطنت پر متمکن ہوا تو اس نے اسی سال کسی وجہ سے اُس کوتہ خاک کروادیا اور اس کے سارے اسباب کو ضبط کرلیا، سروپ گنج میں کوئی زمیندار و حاکم نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے باشندوں نے

ڈکیتی کا پیشہ اختیار کرلیا کہ مبادہ بادشاہ کے لشکری کسی مہم کے تحت اس طرف سے گذرے، ان رہزنوں نے لوٹ مار شروع کردی اور قتل و غارت گری کرکے فرار ہوگئے، جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اس نے گاؤں کو نیست و نابود کرادیا کہ پھر آباد نہ ہوسکا اور کھنڈر کی طرح ہوگیا۔ اسی واقعہ کے قریب ہی سنہ ۶۹۵ھ میں راجہ منی رام نے جو بادشاہ کی طرف سے اس کا حاکم و ضلع دار تھا، اس نے بادشاہ کی اجازت سے بنجاروں کے پڑاؤ کے جنگل میں جو موضع سروپ گنج ویران کے رقبہ میں داخل تھا "مارہرہ" کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ وہ آبادی نیست و نابود ہونے کے بعد ہوئی تھی اس لئے اس کا نام "مارہرہ" بفتح میم و سکون الف رائے مہملہ و فتح ہائے ہوز و رائے مہملہ و سکون ہائے ہوز اس وجہ سے رکھا کہ "مارنے" کے بعد "ہرہ" یعنی سبز ہوا۔ رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے "مَارہرَہْ" بفتح میم و سکون الف و فتح رائے مہملہ و سکون ہائے ہوز و فتح رائے مہملہ و ہائے ہوز ساکن، مشہور و معروف ہوا، گویا کہ اب اس ویرانے میں ایک چمن آباد ہے۔

حضرت مرشدی تاج العلماء سراج العرفاء مارہروی قدس سرہٗ کے والد ماجد برکاتیت حضرت علامہ سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل حسن الملقب بہ شاہ جی علیہ الرحمہ والرضوان فرماتے ہیں۔

مثل مکہ شدہ مارہرہ مقامِ برکات — شہرتے یافت چو طیبہ ز قیامِ برکات
در گہش گشت مطافِ عرفا و کملا — قدسیاں خم پئے تعظیم و سلامِ برکات

مرقدش ہست تجلی گہ نور یزداں
ہمچو مہر ست منور ہمہ بامِ برکات

(اصح التوارخ جلد ۲، صفحہ ۱۰)

علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل

واضح رہے کہ سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ حسینی مارہروی قدس سرہٗ حضرت سید شاہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں، آپ کی ولادت

باسعادت ۲۶، جمادی الآخر ۷۰ اھ میں سر زمین بلگرام ہوئی، علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل بلگرام ہی میں اپنے والد محترم قدس سرہٗ سے کی، و نیز سید العارفین مربی بن سید عبد النبی بن سید طیب و سید غلام مصطفی ابن سید فیروز علیہم الرحمہ والرضوان سے کی۔

بیعت و خلافت

آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ نے اپنے وصال سے پہلے آپ کو سجادہ نشینی اور اپنے خاندان کے اعمال و اشغال وغیرہا اور سلاسل آبائی قدیم چشتیہ و سہروردیہ و قادریہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی تھی، مگر آپ نے اپنے ابن عم مربی بن سید عبد النبی بن سید طیب قدس سرہم سے بیعت فرمائی اور خلافت و اجازت سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ بھی حاصل کی، پھر حضرت سید العارفین سید شاہ لطف اللہ عرف لدھا بلگرامی قدس سرہٗ سے خلافت حاصل کی۔

کالپی شریف کو روانگی اور صاحب البرکات کا خطاب

کالپی شریف اتر پردیش کے ضلع جالون کا ایک مشہور و معروف قصبہ ہے جہاں سادات اولیائے کرام کا مخزن ہے، سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ پر عشق الٰہی غالب تھا، ہر دم "ہل من مزید" کا نعرہ بلند فرماتے تھے، کہ اسی اثناء میں آپ نے حضرت زبدۃ العارفین سید شاہ فضل کالپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ کمال ولایت سنا اور کالپی شریف پہنچے، کچھ عرصہ ان کی خدمت بابرکت میں رہ کر سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و ابو العلائیہ و مداریہ و بدیعیہ میں خلافت و اجازت حاصل کر کے اور اسرار باطنی سے مالا مال ہو کر مارہرہ شریف آگئے اور پھر وہیں مستقل سکون اختیار کر لی۔ چلتے وقت "صاحب البرکات" کا خطاب مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ اب آپ مارہرہ جا کر سجادۂ آبائی پر متمکن ہو جائیے اور طالبان ایزدی کو راہ دکھائیے، معرفت کا سبق پڑھائیے، کسی طالب کو ہمارے پاس نہ بھیجئے کہ آپ خود پورا عرفان حاصل کر چکے ہیں۔

غرض کہ آپ مارہرہ شریف مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوئے، آپ کی ولایت و بزرگی کا پورے ملک میں غلغلہ ہوگیا، جدھر سے گذرتے پروانوں کی بھیڑ لگی رہتی، نگاہ پڑتے ہی دلوں کا نقشہ بدل جاتا، چشم زدن میں دل کی کثافت دور ہو جاتی، جو حلقۂ غلامی میں داخل ہو جاتا آناً فاناً اس کی زندگی کی شام و سحر شریعت و طریقت کے سانچے میں ڈھل جاتے۔

آپ کا علم و فضل

آپ نہ صرف تفسیر و حدیث و فقہ و معانی و ریاضی و منطق و فلسفہ اور تاریخ و سیر میں اپنے عہد کے ایک یگانہ روزگار بزرگ تھے بلکہ ادب و انشاء اور شعر و سخن میں بھی بلند مرتبہ رکھتے تھے، بے مثل شاعر تھے، فارسی میں ''عشقی'' اور ہندی میں ''پریمی'' تخلص کرتے تھے۔

پیم پرکاش کی ایک جھلک

سلطان العاشقین حضرت شاہ سید برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ پیمی کے ہندی دیوان ''پیم پرکاش کا پیغام'' عنوان کے تحت حضرت مخدومی شہزادۂ احسن العلماء مولانا ڈاکٹر سید شاہ محمد امین صاحب برکاتی مارہروی کے مضمون کا ایک ٹکڑا تبرکاً پیش کر رہے ہیں، جو پیم پرکاش دیوان کی عکاسی کو کافی ہے۔

خلفائے کرام کی امتیازی خصوصیت

حضور قطب عالم سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ پیمی مارہروی اپنے دیوان ''پیم پرکاش'' میں فرماتے ہیں۔

ابی بکر اور عمر بن، عثمان، علی بھان
ست، نیتی اور لاج اتی، بدیا بوجھ سجان

ترجمہ: حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے بعد حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعریف بیان کرو، سچائی، عدل، شرم و حیا اور علم بالترتیب ان کی خصوصیات ہیں۔

تشریح: اس دوہے میں سرکار مخدوم برکت اللہ قدس سرہٗ نے خلفائے راشدین کی امتیازی خصوصیات کو ترتیب وار پیش کر دیا ہے، حضرت ابوبکر صدیق کا سچ، حضرت عمر فاروق کا عدل، حضرت عثمان غنی کی شرم و حیا اور حضرت علی کا علم۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

تفضیلیوں کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں، دھرم کرم کی چھین
اک تو چاہیں ادھک کے، اک کو تو دیکھیں ہین

ترجمہ: بیوقوف لوگ مذہب کی روح تک نہیں پہنچ سکتے، وہ ایک کو بڑھا دیتے ہیں اور باقی سب کو گھٹا دیتے ہیں۔

تشریح: اس دوہے میں پیمیؔ نے تفضیلیوں کا رد کر دیا ہے، کہ تفضیلیے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو باقی تین خلفاء سے افضل مانتے ہیں۔

سکونت: حضرت پیمی اپنی سکونت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

ہم باسی سری نگر کے، آئے بسے سب چھور
مارہرہ سے نگع ہوں، جہاں ساہ نہیں سب چور

ترجمہ: یعنی ہم سری نگر کے رہنے والے اپنا سب کچھ چھوڑ کر مارہرہ (شریف) جیسے قصبہ میں آ کر بس گئے، جہاں شریف لوگ نہیں ہیں سب چوروں کی کثرت ہے۔

تشریح: اس دوہے میں پیمیؔ اپنے اصل وطن بلگرام جس کو اس زمانہ میں سری نگر کہا جاتا تھا، اس سے مارہرہ (شریف) ہجرت کرنے کی حالت بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم اپنا گھر بار، مال و جائداد وغیرہ سب چھوڑ کر مارہرہ جیسے قصبہ میں قیام پذیر ہو گئے، جہاں چوروں کی کثرت ہے۔ (از رسالہ اعلیٰ حضرت بریلوی بابتہ ماہ نومبر ۱۹۷۵ء، صفحہ ۲۰)

برکاتی

حضور قطب عالم قدس سرہٗ سے نسبت رکھنے اور اسی سلسلہ میں بیعت ہونے والے ''برکاتی'' کہلاتے ہیں، بریلی شریف و بدایوں شریف و نیز دیگر جگہوں کی نسبت وارداتـ

رکھنے والے سبھی "برکاتی" ہیں، چونکہ ان تمام جگہوں پر اسی دریا کی نہریں ہیں جن سے عوام و خواص مستفیض و مستفید ہیں، اور ہوتے رہیں گے۔

مجاہدات وعبادات

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور سلطان العاشقین صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکمیل حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے خود کی تھی اور تاج قطبیت بھی آپ کے سر پر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے رکھا تھا۔ آپ مسلسل چھبیس (۲۶) برس تک صائم (روزہ دار) رہے، دن بھر روزے سے رہتے اور شام کو صرف ایک کھجور سے روزہ افطار کرتے۔ تین سال تک تو یہ حالت رہی کہ شب و روز میں صرف دو فلوس غذا تناول فرماتے اور چاولوں کا پانی پیتے۔ جذبات واستغراق کا یہ عالم تھا کہ ہفتوں محویت رہتی اور خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ خانقاہ معلی میں کیا ہو رہا ہے، مدت تک رات رات بھر بیدار اور مشغول عبادت رہے۔

معمولات یومیہ

واقعات کے چشم دید راویوں نے شب و روز کا جو معمول نقل کیا ہے اس کا نقشہ ذیل میں ملاحظہ کریں۔

آپ کا معمول تھا کہ نماز ظہر کے بعد تلاوت قرآن پاک فرماتے اور نماز عصر کی اذان ہونے پر اٹھتے، نماز فجر سے لے کر اشراق تک وظائف و اوراد میں رہتے، چاشت کے وقت مدرسہ میں تشریف لاتے اور طلباء اور مریدوں کو علوم کی دولت سے نوازتے اور درس دیتے، مغرب کی نماز کے بعد سے لے کر عشاء کی نماز تک "بادۂ عرفان" کے جام چھلکتے، یہ وقت خاص توجہ اور خاص تعلیم کا ہوتا۔

حیرت انگیز مجاہدہ

مکمل تیس برس تک اپنے سجادہ سے نہ ہٹے اور جس شان سے ریاضات شاقہ کئے ہیں ان کی نظیر مشکل ہی سے ملے گی اور مارہرہ شریف چھوڑ کر کہیں تشریف نہیں لے گئے، مارہرہ شریف ہی کو اپنا مسکن اور انوار و تجلیات کا مخزن بنا دیا، جس کی خاک کے ذروں سے

اللہ والوں کی ایک بڑی تعداد اپنی جبینوں کو کہکشاں بنائے ہوئے ہے۔

اعلیٰ حضرت اور مقام مجددیت

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کی منور و نور آفریں کڑیوں میں ایک اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ کی سیرت وسوانح عمری پر نظر ڈالی جائے تو ایک واقعہ یہ بھی جنت نگاہی کرتا ہوا ملے گا کہ سنہ ۱۲۹۵ھ میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کے موقع پر ایک روز اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مقام ابراہیم میں نماز ادا فرمائی، امام شافعیہ حضرت علامہ حسین بن صالح جمال اللیل کی نظر آپ کے رخ زیبا پر پڑی تو بغیر کسی جان و پہچان کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان لے گئے اور آپ کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''انی لاجد نور اللہ فی ہذا الجبین''، یعنی میں اس پیشانی پر خدا تعالیٰ کا نور دیکھ رہا ہوں، اور دعوت و ضیافت کے بعد آپ کو صحاح ستہ وغیرہ کی سند و اجازت عطا کی اور فرمایا ''اسمک ضیاء الدین احمد''، یعنی تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔ یہی ہیں وہ تجلیات وانوار صاحب البرکات جن کے فیضان سے ایک جہاں معمور ہے اور جن کی اولاد امجاد کی ایک نگاہِ کرم نے اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو ''مجدد'' بنا دیا، تو حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات کا کیا کہنا۔

عمل پاس انفاس

حضور صاحب البرکات قدس سرہ عمل پاس انفاس کے عامل تھے، شام کو ایک سانس اوپر کھینچتے تھے اور صبح کو باہر نکالتے تھے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد صبح کو دوسری سانس کھینچتے اور شام کو باہر نکالتے، غرض دو سانسوں میں پورا دن گذارتے تھے، ایک بار آپ نے صبح کے وقت سانس باہر نکالی اور حاضرین کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

اگر شہید ترا خون دل وفا نہ کند

زخون دیدہ کند سرخروئے میداں را

اس شعر کے سنتے ہی تمام حاضرین مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔

ہندو جوگی کی فرمائش پوری ہوئی

سرکار صاحب البرکات والنجات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں ایک ہندو جوگی حاضر ہوا، اور آپ سے فرمائش کی کہ مجھے کرشن کو عالم ظاہر میں دکھا دیجئے، آپ نے اس جوگی سے کہا تو اپنی آنکھیں بند کر لے کرشن کو تو دیکھ لے گا، چنانچہ اس جوگی نے آنکھیں بند کر لیں اور کرشن کو بخوبی دیکھ لیا، آنکھیں کھولنے کے بعد وہ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

آہ ایک بجلی چمکی، خرمن جلا، اور عشاق کا چمن تاراج ہو کے رہ گیا، وہ شمع گل ہوگئی جس کے سایہ میں پروانوں کو بال و پر ملے تھے۔ آسمانِ ولایت کے خورشید کو خانقاہ سے بفاصلہ شارع عام پر سپرد خاک کیا گیا۔ ویسے میکدے کا در اب بھی کھلا ہے لیکن اب ساقی پس پردہ ہے، پلانے والا نظر نہیں آتا، لیکن لذت کیف سے روح آج بھی سرشار ہو جاتی ہے، کل بادہ نوش ساقی کے روبرو بیٹھے تھے، آج مرقد انور پر بھیڑ لگتی ہے۔ آپ کے مزار پرانوار پر نواب محمد خاں بنگش مظفر جنگ والی فرخ آباد نے باہتمام شجاعت خاں ناظم ایک روضہ عالی شاہ اسی ۱۱۴۲ھ میں تعمیر کرایا، جو اب ''درگاہ شاہ برکت اللہ'' کے نام سے مشہور و معروف ہے۔
(اصح التواریخ، صفحہ ۱۲)

حضور صاحب البرکات کے وجود گرامی سے شروع ہونے والے اس نورانی خانوادہ سے تعلق رکھنے والے عالی گہر، چشم و چراغ، حضرت سید شاہ آل محمد (متوفی ۱۶، رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ)، حضرت سید شاہ حمزہ (متوفی ۱۴، رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ)، ابی الفضل شمس الملت والدین حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں (متوفی ۱۷، ربیع النور ۱۲۳۵ھ)، نور العارفین سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں (متوفی ۱۱، رجب المرجب ۱۳۲۴ھ)، حضرت علامہ سید شاہ اسمٰعیل حسن لقب بادشاہ جی میاں (متوفی ۲۳، شوال المکرم ۱۳۳۰ھ)، تاج العلماء، سراج العرفاء، مرشدی حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں (متوفی ۱۰، جمادی الآخر ۱۳۹۴ھ)، رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی تابانی و درخشانی سے آج تک اس بزم کو ''محفل خورشید درخشاں'' بنا رکھا ہے۔ ان بزرگان دین کے اعراس مبارک کی

تاریخیں ''ہجوم نجوم'' کا جو منظر بھی دکھاتی ہیں کم ہے۔ (حیات صاحب البرکات)

امین ملت، حضرت ڈاکٹر پیر سید محمد امین میاں برکاتی دامت برکاتہم یوں رقمطراز ہیں۔

شاہ برکات و برکات پیشینیاں
نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے (امام رضا بریلوی)
غلام غوث اعظم بے کس و مُضطر نمی ماند
اگر اندیشہ ماند شبے دیگر نمی ماند

اردو میں تصوف کے موضوع اور صوفیائے کرام کی اصطلاحات کی تشریح کے سلسلے میں خاصا کام ہوا ہے، مگر ابھی بہت کچھ لکھے جانے کی ضرورت باقی ہے۔ کوئی علم وفن ایسا نہیں جس کی اصطلاحات وضع نہ کی گئی ہوں، ان اصطلاحات سے واقف ہونے کی بعد ہی کوئی شخص اس علم وفن کی گہرائیوں کا پتہ لگا سکتا ہے، تصوف کی منزلیں طے کرنے میں جو مسائل درپیش ہوتے ہیں وہ محسوسات سے بالاتر ہوتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علوم ظاہری (شریعت) کے ساتھ ساتھ علوم باطنی (طریقت) سے بھی پوری طرح واقف تھے۔ عام طور سے شریعت مطہرہ کی تعلیم مدارس میں ہوتی تھی اور طریقت کی عملی تعلیم خانقاہوں میں ہوتی تھی، بفضلہ تعالیٰ مدارس تو اب بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں مگر وہ خانقاہیں نہیں رہیں، الا ماشاءاللہ۔

صاحب البرکات مخدوم شاہ برکت اللہ قدس سرہ کا شمار برصغیر ہندو پاک کے ممتاز ترین قادری شیوخ میں ہوتا ہے، ان کی اولاد امجاد اور خلفاء نے بھی قادریہ سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ برصغیر ہندو پاکستان میں اولیائے پاکستان اور

صوفیائے عظام نے دین کی اشاعت میں جو محنت کی اور مشقت اٹھائی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، صوفیائے کرام نے مخلوق خدا کو انسان دوستی کا درس دیا اور نیکی کی طرف بلایا۔ بیشتر صوفیاء طریقت کے کسی سلسلے وابستہ ہوتے ہیں۔ طریقت کے چار سلسلے بہت مشہور ہیں (الف) قادریہ، (ب) چشتیہ، (ج) نقشبندیہ اور (د) سہروردیہ۔ ان چاروں سلاسل کے بزرگوں کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ مخلوق کی رسائی خالق تک ہو جائے، اس مقصد کے حصول کے راستے الگ الگ ہیں، مگر مقصود ایک ہی ذات باری تعالیٰ ہے۔

صاحب البرکات مخدوم حضرت سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار ہندوستان کے قادریہ سلسلے کے اہم بزرگوں میں کیا جاتا ہے، گنگا، جمنا، کے میدان یعنی ''دوآبہ'' کے درمیان برج کے اس تہذیبی علاقے میں کوئی صوفی بزرگ شاہ برکت اللہ کے قد کو نہیں پہنچتا، علوم شریعت کے ساتھ ساتھ صاحب البرکات علوم طریقت کے بھی بڑے عالم تھے، انہوں نے علوم ظاہر اور علوم باطن سے متعلق اپنے تجربات و مشاہدات پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ صاحب البرکات کو بیعت اور خلافت اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ اویس سے تھی، والد گرامی قدر نے صاحبزادہ بلند اقبال کو سلاسل آبائی قدیم چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ میں مجاز و ماذون کیا، اس کے علاوہ اپنے چچازاد بھائی سید مربی ابن سید عبد الغنی ابن سید طیب سے بھی سلاسل چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ کی خلافت اور اجازت حاصل ہوئی۔ سید غلام مصطفی ابن سید شاہ فیروز اور سید العارفین سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لڈھا بلگرامی خلیفۂ خاص حضرت میر سید احمد کالپوری نے بھی مخدوم صاحب البرکات کو مجاز و ماذون کیا۔

شاہ برکت اللہ کو سید الاولیا، سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عشق تھا، ظرف عالی کی سیری نہ ہوتی تھی، عشق کی آگ سے بے چین رہتے تھے، اس دور میں کالپی کے بزرگ حضرت سید شاہ فضل اللہ کالپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی، باطنی اشارہ ملنے کے بعد صاحب البرکات کالپی شریف حاضر ہوئے، مدرسہ (خانقاہ محمدیہ، کالپی) کے داخلی دروازے پر شاہ فضل اللہ کالپوی کو منتظر پایا، شاہ کالپی نے صاحب البرکات کو سینے

سے لگایا اور جملہ باطنی علوم منتقل فرمادیئے، علاوہ ازیں سلاسل عالیہ قادریہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، ابوالعلائیہ اور مداریہ بدیعیہ کی خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ صاحب البرکات نے اپنے اہل و عیال کو بلگرام سے مارہرہ بلالیا اور یہاں کی مستقل سکونت اختیار کی۔ قارئین کی معلومات میں اضافہ کرنے اور دلچسپی کیلئے یہاں ان سلاسل کا ذکر کیا جارہا ہے جن میں شاہ صاحب مُجاز و ماذون تھے۔

سلسلہ چشتیہ قدیم (آبائی)

شاہ برکت اللہ، میر سید اویس، شاہ عبدالجلیل، میر عبدالواحد، شاہ حسن، شاہ صفی، مخدوم سعد الدین بدھن، مخدوم شاہ محمد مینا، شیخ سارنگ، سید راجو مخدوم جہانیاں، خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی، حضرت نظام الدین اولیاء، بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ بختیار الدین اوشی کاکی، خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی، خواجہ عثمان ہارونی، حاجی شریف زندنی، حضرت مودود چشتی، خواجہ ناصر الدین ابو یوسف، خواجہ محمد بن احمد، خواجہ ابو احمد ابدال، خواجہ ابوسحاق شامی، خواجہ ممشاد علو دینوری، خواجہ ہبیرہ بصری، حضرت حذیفہ مرعشی، حضرت ابراہیم ادہم، خواجہ فضیل عیاض، خواجہ عبدالواحد زید، خواجہ حسن بصری، امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سلسلہ قادریہ قدیم (آبائی)

شاہ برکت اللہ، میر سید اویس، شاہ عبدالجلیل، میر عبدالواحد، شاہ حسن، شاہ صفی، مخدوم سعد الدین بدھن، مخدوم شاہ محمد مینا لکھنوی، سید راجو مخدوم جہانیاں، شیخ نور الدین علی، شیخ مجذوب صالح، شیخ کمال الدین کوفی، شیخ سعد الدین ابوالفتوح بغدادی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ احمد اسود دینوری، شیخ ممشاد دینوری، شیخ ابوالعباس نہاوندی، شیخ عبداللہ خفیف، شیخ جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، شیخ داؤد طائی، شیخ حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری، امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سلسلہ سہروردیہ قدیم (آبائی)

شاہ برکت اللہ، میر سید اویس، شاہ عبد الجلیل، میر عبد الواحد، شاہ حسن، شاہ صفی، مخدوم سعد الدین بدھن، مخدوم شاہ محمد مینا لکھنوی، شیخ سارنگ، سید راجو مخدوم جہانیاں، شیخ رکن الدین، شیخ صدر الدین، شیخ بہاء الدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیاء الدین ابونجیب، خواجہ وجیہہ الدین ابوحفص، خواجہ محمد، خواجہ ابواحمد اسود دینوری، خواجہ ممشاد علو دینوری، شیخ جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، شیخ داؤد طائی، شیخ حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری، امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سلسلہ قادریہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، میر سید احمد، میر سید محمد، حضرت جمال اولیا، حضرت ضیاء الدین المعروف قاضی جیا، شیخ بھکاری، سید ابراہیم ایرجی، شیخ بہاء الدین، سید احمد جیلانی، سید حسن قادری، سید موسیٰ قادری، سید علی قادریہ، سید محی الدین ابونصر، سید ابوصالح، سید عبد الرزاق، غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی، شیخ ابوسعید مخزومی، سید ابوالحسن علی محمد یوسف القرشی، شیخ ابوالفرح طرطوسی، شیخ عبد الواحد، شیخ ابوبکر شبلی، حضرت جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، امام علی موسیٰ رضا، امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق، امام محمد باقر، امام زین العابدین، سیدنا امام حسین، سیدنا مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سلسلہ چشتیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، میر سید احمد، میر سید محمد، حضرت جمال اولیا، حضرت مخدوم جہانیاں، شیخ بہاء الدین، شیخ سالار بڈھ، شیخ بہاء الدین جون پوری، شیخ محمد عیسیٰ، شیخ فتح اللہ، شیخ صدر الدین حکیم، شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت نظام الدین اولیا، بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ خوجگان حضرت معین الدین چشتی، خواجہ عثمان

ہارونی، حاجی شریف زندنی، خواجہ مودود چشتی، خواجہ ناصر الدین ابو یوسف، خواجہ محمد بن ابو احمد، خواجہ ابومحمد احمد ابدال، خواجہ ابو اسحاق شامی، خواجہ ممشاد علو دینوری، خواجہ ہبیرہ بصری، خواجہ حذیفہ، حضرت ابراہیم ادہم، خواجہ فضیل عیاض، خواجہ عبد الواحد زید، حضرت حسن بصری، سیدنا مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سلسلہ سہروردیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، میر سید احمد، میر سید محمد، حضرت جمال اولیا، شیخ قیام الدین، شیخ قطب الدین، شیخ ادہن جونپوری، شیخ بہاء الدین جونپوری، شیخ علاء الدین جونپوری، سید راجو قتال، مخدوم جہانیاں، سید جلال بخاری، شیخ رکن الدین، شیخ صدر الدین، شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیاء الدین، شیخ وجیہہ الدین، شیخ ابوحفص عمر، شیخ احمد اسود دینوری، شیخ ممشاد علو دینوری، حضرت جنید بغدادی، حضرت سری سقطی، حضرت معروف کرخی، حضرت ابو داؤد طائی، خواجہ حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری، سیدنا مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سلسلہ نقشبندیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، میر سید احمد، میر سید محمد، سیدنا ابو العلاء سید عبد اللہ، خواجہ یحییٰ، خواجہ عبد الحق، خواجہ عبید اللہ احرار، خواجہ یعقوب چرخی، حضرت بہاء الدین نقشبندی، سید امیر کلاں، خواجہ محمد بابا سماسی، خواجہ علی رامتینی، خواجہ عبد الخالق غجدوانی، خواجہ ابو یوسف ہمدانی، شیخ ابوعلی فارمدی، شیخ ابو القاسم گرگانی، خواجہ ابو الحسن خرقانی، حضرت بایزید بسطامی، امام جعفر صادق، امام محمد باقر، امام زین العابدین، سیدنا امام حسین، سیدنا مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سلسلہ مداریہ بدیعیہ جدید (کالپویہ)

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، میر سید احمد، میر سید محمد، شیخ جمال اولیاء، شیخ قیام الدین،

شیخ قطب الدین، سید جلال عبد القادر، سید مبارک، سید اجمل، شاہ بدیع الدین ملقب بہ شاہ مدار، شیخ عبد اللہ شامی، شیخ عبد الاول، شیخ امین الدین، سیدنا علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مخدوم شاہ برکت اللہ کا عقد سید مودود ابن سید محمد فاضل ابن سید عبد الحکیم کی صاجزادی وافیہ بی بی سے ہوا۔ حضرت کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ بڑے صاجزادے سید شاہ آل محمد کی ولادت ۱۸، رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں ہوئی، ان کا عقد چچیری بہن غنیمت فاطمہ بنت سید عظمت اللہ سے ہوا، سید آل محمد کے دو صاجزادے سید شاہ حمزہ اور حضرت شاہ حقانی اور ایک صاجزادی تھیں، سید آل محمد بانی سرکار کلاں تھے، ان کا وصال ۱۶، رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو مارہرہ میں ہوا۔ صاحب البرکات کے چھوٹے بیٹے شاہ نجات اللہ ۲۵، جمادی الاخریٰ ۱۱۱۷ھ کو بلگرام میں پیدا ہوئے، ان کا عقد سید لطف اللہ ابن سید کافی کی صاجزادی سے ہوا، جن سے دو بیٹے سید امام عرف شاہ گدا اور مقبول عالم عرف شاہ سوندھا اور ایک بیٹی بوبو صاجبہ پیدا ہوئے، شاہ نجات اللہ بانی سرکار خورد تھے، ان کا وصال ۲۹، شوال المکرم ۱۱۹۰ھ کو مارہرہ میں ہوا۔ شاہ برکت اللہ کی بڑی بیٹی بی بی بدھن کا عقد سید نور الحسن ابن شاہ لدھا بلگرامی سے ہوا، منجھلی بیٹی ننھی بی بی کا نکاح سید غلام محمد ابن سید حامد ابن سید عبد الواحد خورد سے ہوا، چھوٹی بیٹی کا عقد سید امان اللہ ابن سید جان محمد سے ہوا۔ صاحب البرکات کے بے شمار خلفاء تھے، جن میں سے چند کا ذکر پیش کیا جا چکا ہے۔

علمی کارنامے

شاہ برکت اللہ کا زمانہ علوم وفنون کی ترقی کے لحاظ سے بہت سازگار تھا، اورنگزیب عالمگیر کو علوم اسلامی سے بہت دلچسپی تھی، ''فتاویٰ قاضی خان'' اسی دور کی یادگار ہے۔ صاحب البرکات کا مولد بلگرام علماء ظاہر اور علماء باطن کی آماجگاہ تھا، اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا، شاہ صاحب نے قرآن وحدیث، فقہ، منطق، فلسفہ وغیرہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور دیگر اساتذہ سے حاصل کی، اس کے علاوہ عربی، فارسی اور سنسکرت کے کلاسیکی ادب

کامطالعہ بھی کیا، نیز گیتا، وید، اُپ نشد اور ہندو فلسفے کو بھی اچھی طرح سمجھا، اور یہ اس لئے کہ دوسرے مذاہب کی اہم کتابوں کا مطالعہ اور تفہیم ضروری ہے، ان کے وسیع مطالعے کا اندازہ ہمیں ان کی تصانیف سے ہو جاتا ہے۔

تصانیف

''خاندان برکات'' کے مصنف سید شاہ اولادرسول محمد میاں قدس سرہ نے شاہ صاحب کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے، رسالہ چہار انواع، رسالہ سوال و جواب، عوارف ہندی، دیوان عشقی، پیم پرکاش، ترجیع بند، مثنوی ریاض عشق، وصیت نامہ، بیاض ظاہر، بیاض باطن، رسالہ تکسیر وغیرہ۔

مجھے (ڈاکٹر سید محمد امین) کو بھی ان تصانیف کے مطالعہ کا موقع ملا، اور میں نے ان سے علمی استفادہ بھی کیا، اگلے صفحات میں ان تصانیف کا اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے۔

مثنوی ریاض عشق

یہ مثنوی فارسی میں ہے، تیس صفحات پر مشتمل، اس مثنوی میں پانچ سو ایک اشعار ہیں، داخلی شہادت سے یہ علم ہوتا ہے کہ ۱۰۹ھ سے پہلے لکھی گئی ہے، اس مثنوی میں تمثیلی پیرائے میں تصوف کی تعلیم دی گئی ہے، راہ سلوک کے مسافر کو منزل تک پہنچنے میں جو مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے، اس مثنوی میں اسی کا تذکرہ کیا گیا ہے، حمد کے بعد نعت بیان کی گئی، پھر صحابہ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی منقبت کی گئی ہے، بطور نمونہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بنام آنکہ از ہر مذہب و کیش	لباس تازہ دارد در برخویش
ریاض عشقی از عشقی بکن نام	برائے عندلیباں واکن ایں دام
بہ لیلیٰ حسن ہا امداد کردی	زمجنوں کوہ نجد آباد کردی
بہ مہ رویاں تو ناز آموز باشی	بہ عشاقاں نیاز آموز باشی
شرار عشق در اشعار ناید	بیانش بہ لب گفتار ناید

چو رمز عشق درگفتار بودی
خرد در محفل او یار بودی
عروض و قافیہ جز در خرد نیست
چو عشق آں جا تمیز نیک بد نیست
خدایا تازہ کن بردم بہارش
بحق مصطفی و چار یارش
کجا معنی کہ بے صورت سر آرد
کجا صورت کہ او معنی ندارد
چو معنی رنگ از صورت گرفتہ
ازیں صورت بصورت عشق رفتہ
ولے در حیرتم زیں باغ آتش
بکاغذ چوں نشانم باغ آتش
خداوندا کہ خود بیں است واصل
زخود بینی خدا بینی است حاصل
خودی کز خود بود آں خود نمائیست
خودی کز بے خودی آید خدائیست

دیوان عشقی

شاہ برکت اللہ فارسی میں عشقی میں تخلص کرتے تھے، دیوان عشقی کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر "ریاض عشق" میں جن صوفیانہ افکار کے بارے میں غور و خوض کر رہا تھا، وہ اب پایہ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں، نمونہ کلام پیش خدمت ہے۔

بسوئے دلبر رعنا نگاہے کردہ ام پیدا
زبازوئے گدائے وصل شاہے کردہ ام پیدا
سراغ منزل جاناں نہ دیدم ہر طرف گشتم
بہ چاک سینہ اکنوں طرفہ راہے کردہ ام پیدا
گہے گریم گہے غلطم گہے در کوچہا گردم
بہ سامان محبت دستگاہے کردہ ام پیدا
کجا بادِ صبا گل می کند دلہائے پرخوں را
نسیم غنچہ اش دل راز آہے کردہ ام پیدا
شدم مستغنی از کون و مکاں ہر لحظہ اے عشقی
براہش سر نہادم سر براہے کردہ ام پیدا

گزرداردبہ بلک بےخودی جانے کہ من دارم
زدیروکعبہ بیرونست ایمانے کہ من دارم
بخود چوں می روم جوش تجلی می شود پیدا
کہ دارد درحریم دل چراغانے کہ من دارم

درتن چوتفحص بکنی جاں پیداست | درجاں چوتجس بکنی ایماں پیداست
گرنیک نظر در ایماں عشقی | بینی بینی جمال جاناں پیداست

رسالہ سوال وجواب

اس مختصر رسالے میں تصوف کے مسائل کی تشریح کی گئی ہے۔اس رسالے کا تخاطب مسلمانوں سے ہے۔شاہ صاحب مسلمانوں کے مذہبی مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے توحید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے ہیں،نمونہ پیش خدمت ہے۔

☆ صوفی آں رامی گویند کہ بہ صفا رسیدہ ہیچ کدورد غیر دردل ودیدہ او باقی نماندی

☆ آں جا کہ حسن حقیقی ومرتبہ جمع اہل تفرقہ ازاں آگاہی ندارد

☆ صدق وعدل وحیاوعلم ازیں چہار صفت اگر یکے گزاری انساں نہ باشی ہر کہ صدق را گزارد آدمی نتواں گفت اگر عدل را گزارہیچ نیست۔اگر حیا گزارد واسئے بر زندگی او،اگر علم گزارد حیوان است۔

داخلی شہادت کی بنا پر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رسالہ ۱۰۹ھ کے بعد مرتب کیا گیا۔

ترجیع بند

اس کی تصنیف ۱۰۹ھ سے پہلے کی گئی،اس کے مطالعے سے شاعر کے ذہنی اور روحانی ارتقا کا علم ہوتا ہے،جس حقیقیت کی تلاش میں وہ سرگرداں تھا وہ اسے حاصل ہو چکی ہے اور وہ ذہنی کشمکش سے نجات حاصل کر چکا ہے۔نمونہ کے طور پر چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

سالہا بر درد دل نالہ و افغاں کردم
دیدہ را بہر تمنائے نو گریاں کردم
گاہ در مدرسہ ہا حل معما جستم
گاہ از معبد ہا جلوہ مولیٰ جستم
گاہ از برہمن و گاہ زمومن گفتم
حالت درد ز ہر پیر و ز برنا جستم
قصہ کوتاہ ز کسے عقدہ من حل نہ شدہ
پائے در دامن و دامن زتہ پا جستم
از طفیل دل دیوانہ کہ بیتابی داشت
عشقیا تا ز سر فکر چو خودرا جستم
حالتے رفت کہ پنہاں ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور ز ہر پردو ہویدا گشتہ

عوارف ہندی

یہ چونتیس صفحات پر مشتمل رسالہ ہے، اس میں سن تصنیف ذکر نہیں ہے مگر داخلی شہادت کی بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''عوارف ہندی'' مخدوم صاحب البرکات کی آخری تصنیف ہے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ ان کو مارہرہ میں رہتے ہوئے ایک طویل مدت گزرگئی، اس دوران انہوں نے مقامی باشندوں کی زبانی بہت سی ضرب الامثال سنیں اور ان کے مطالب کو سمجھنے کی کوشش کی، جب انہیں ان ضرب الامثال میں حقائق و معارف کے رموز و اشارے نظر آئے تو انہوں نے صاحبان حال کے وجدان کے مطابق تشریح کر دی، تا کہ پڑھنے والے صحیح راستے پر چلتے رہیں اور گمراہ نہ ہونے پائیں، بلکہ اس کتاب کے مطالعے سے ''حقیقت'' کی منزل پر پہنچ جائیں۔ مصنف کا کہنا ہے کہ صاحبان دل اور اہل معرفت کیلئے ان باتوں کا بیان کرنا فضول ہے، کیونکہ وہ لوگ تو واقف کاروں میں ہیں، لیکن جن لوگوں کی نظروں میں ہستی، موہوم کا مفہوم واضح نہیں ہے، ان کیلئے یہ تشریح فائدہ مند ثابت ہوگی۔

نمونہ: قرباں آں کسم کہ مریم صفت حیات ابدی عیسیٰ وار در کنار کس نمودار است ''بھینسا بھینسوں میں یا کسائی کے کھونٹے میں''، قول عاشق میر دم انیک بحریفاں غیب ومختصر آنکہ ''یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن برآید''۔ ''ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا''، دریں مثل حال مبتدی است صحن امکاں وصف او چہ جسم چہ جاں، جملہ جہاں صورت اوست کج پنداشتہ یعنی غیرا نگاشتہ

وایں نمی داند کہ درما قابلیت رقاص نیست وگرنہ می گفت ''جوئی ناچ نچاوے ناچوں ناچ''

گل شوی بلبلم وسرو شوی فاختہ ام

تشریح: شاہ برکت اللہ فرماتے ہیں کہ قرباں ہوں اس کا کہ مریم صفت ابدی زندگی رکھنے والا عیسیٰ اس کی گود میں ہے، ظاہر ہے کہ بھینسا یا تو بھینسوں میں رہتا ہے یا قصائی کے کھونٹے پر، عاشق کا کہنا ہے کہ میں تو اپنے غیب کے ساتھیوں میں چلا مختصراً یہ کہ یا تو جان محبوب تو پہنچ جائے یا جسم سے نکل جائے۔ ناچ سے ناواقف ہے (مگر بہانہ یہ ہے کہ) آنگن ٹیڑھا ہے، یہ کیفیت ناواقف کی ہے، امکان کا صحن، جو اس کی صفت ہے، کیا جسم کیا جان، پوری دنیا اسی کا وجود ہے، (صحن کو) ٹیڑھا خیال کیا تو یہ خیال غلط ہے، وہ یہ نہیں جانتا کہ اس میں رقص کرنے کی صلاحیت ہی نہیں، ورنہ یوں کہتا کہ وہ جیسا نچائے گا، میں ویسا ہی ناچوں گا، اگر تو پھول ہو جائے تو میں بلبل ہوں اور اگر تو سرو ہو جائے تو میں فاختہ ہوں۔''

عوارف ہندی میں بہت سی ضرب الامثال کی بطرز صوفیاء تشریح کی گئی ہے، ان میں چند ملاحظہ فرمائیں۔ (الف) کھچڑی کھائے دن بہلائے، (ب) دمڑی کی چنی نرالے ٹھاٹھ، (ج) ماری بھٹیاری روو ے کوتوال، (د) من چنگا تو کٹھوتی گنگا، (ھ) اندھا ملا چھوٹی میت، (و) دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا، (ز) ناحق چوٹ جلاہا کھائے، کرگھا چھوڑ تماسیں جائے، (ح) ننگی نہائے تو کیا نچوڑے، (ط) پاؤ سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ، (ی) بلی کے بجتوں چھینکا ٹوٹا، (ک) اپنا دام کھوٹا تو پرکھیا کا کیا دوش، (ل) مرے پوت کی بڑی بڑی آنکھیں، (م) شرکت کی ہانڈی ہزاروں پھوڑی، (ن) ملا کی دوڑ مسجد تائیں، (س) چھٹ پڑا وہ سونا جاسوں ٹوٹے کان، (ع) سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے، (ف) ٹاٹ کا جامہ موبخ کی بخیہ، (ص) مانگ کھانا میت مون سونا۔

پیم پرکاش

پیم پرکاش کا مطلب ہے عشق کی روشنی۔ شاہ برکت اللہ کی تصانیف میں پیم پرکاش کا درجہ بہت اونچا ہے، یہ شاہ صاحب کی ہندی شاعری کا مجموعہ ہے، جو ۱۱۰۹ھ (مطابق ۱۶۹۸ء)

میں مکمل ہوا۔صاحب البرکات ہندی میں پیمی تخلص کرتے تھے جس کے معنی ہیں عاشق ،شاہ صاحب نے اپنی تصانیف میں عشق حقیقی پر بہت زور دیا ہے،ہمارے پاس جو پیم پرکاش کا قلمی نسخہ ہے اس کی کتابت ربیع الآخر ۱۱۷۳ھ میں مکمل ہوئی ہے ۔صاحب البرکات کے پوتے سید شاہ حمزہ کی تصنیف ''کاشف الاستار'' جو خود مصنف کی تحریر میں ہے کہ یہ نسخہ شاہ حمزہ کا لکھا ہوا ہے۔''پیم پرکاش'' کی شاعری کو ہم تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں، پہلے حصے میں ہندی کے دوسو چھ (۲۰۶) دوہے (شعر) ہیں، دوسرے حصے میں کبت (نظمیں) ہیں جن کی تعداد ایک سو بارہ ہے اور تیسرے حصے میں پانچ ریختے اور دس دوہے سوال و جواب کی شکل میں ہیں۔

پیم پرکاش ہندی زبان کی برج بھاشا میں لکھی گئی ہے، مگر اس کا گہرائی سے مطالعہ کرنے پر علم ہوتا ہے کہ اس میں اودھی، پانچالی اور بندیلی بولیوں کے اثرات بھی موجود ہیں، تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فارسی میں شعر کہنے والا شاعر ہندی میں شعر کیوں کہہ رہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ برج بھاشا مارہرہ اور اس کے گردونواح میں عام بول چال کی زبان تھی، شاہ صاحب کی زندگی کا ایک حصہ بلگرام (اودھ) میں گزرا اور اپنے پیر و مرشد سے ملنے وہ برابر کالپی (بندیل کھنڈ) کے سفر کرتے رہے، اودھ کے علاقے میں اودھی اور بندیل کھنڈ کے علاقے میں بندیلی بولیاں عوام میں رائج تھیں، اپنے پیغام کو عوام تک پہنچانے کیلئے مخدوم صاحب البرکات نے مقامی بولیوں میں شعر کہنا مناسب سمجھا، کیونکہ سرکاری اور درباری زبان (فارسی) ایک خاص طبقے میں رائج تھی، اس کے برخلاف عوامی بول چال کی زبان سے واقف لوگوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، اسی لئے پیم پرکاش میں برج، اودھی اور تبدیلی بولیوں کے اثرات موجود ہیں، مآثر الکرام کے مصنف میر غلام علی آزاد بلگرامی کا خیال ہے کہ پیمیؔ نے پیامی شاعری کی حیثیت سے ملک گیر شہرت حاصل کرلی تھی۔

شاہ برکت اللہ کی ہندی شاعری کو سمجھنے کیلئے ان کی فارسی شاعری کا مطالعہ بھی ضروری ہے، اُن کی فارسی اور ہندی شاعری میں جگہ جگہ ''تشبیہہ'' اور ''تنزیہہ'' کا استعمال ہوا ہے، صوفیائے کرام کے نزدیک تشبیہہ سے مراد ظاہر اور تنزیہہ سے مراد باطن ہے، ان الفاظ کی مفصل تشریح علامہ سعد الدین محمود شبستری (م ۷۲۰ھ) کی تصنیف ''گلشن راز'' میں کی

گئی ہے، گلشن راز میں مسئلہ وحدت الوجود پر بھی عالمانہ گفتگو کی گئی ہے۔ مخدوم صاحب البرکات نظریۂ وحدت الوجود کے قائل تھے جس کا ثبوت ان کی تصانیف سے ملتا ہے۔ شاہ صاحب شاعری کو تخلیقی فن سمجھتے ہیں، شاعر تخیل کی مدد سے ان باطنی حقائق کو پیش کرسکتا ہے جسے عام آدمی سمجھ نہیں سکتا۔ صوفیائے کرام کی شاعری کو شاہ برکت اللہ قابل قدر سمجھتے ہیں، وہ اسے شاعری کی اعلیٰ قسم بتاتے ہیں جو طرز زندگی کو بہترین طریقے سے گزارنے کا پیغام دیتی ہے۔

شاہ صاحب کی ادبی تنقید کے اصولوں کی روشنی میں یہ بات بھی اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ انہوں نے تصوف کو اتنی اہمیت کیوں دی اور ''حق'' کی تلاش پر اتنا زور کیوں دیا۔ سچا شاعر ''تلمیذ الرحمن'' کہا جاتا ہے، شاہ صاحب کے کلام میں فکر کی بلندی، خیالات کی وسعت، نیت کا خلوص اور اخلاقی اقدار بہترین طور پر پیش کی گئی ہیں، وہ انسان کو رجائیت کا پیغام دیتے ہوئے خوش آئند مستقبل کی پیش گوئی کرتے ہیں۔

صاحب البرکات عربی، فارسی، ہندی اور سنسکرت کے بہت بڑے عالم تھے۔ ان زبانوں کی معیاری شاعری ان کے پیش نظر تھی، دقیق خیالات اور جذبات کو شعر کے قالب میں ڈھال دینا ان کیلئے معمولی بات تھی، وہ خداداد شعری صلاحیت کے مالک بھی تھے، وہ اپنے دور کے سیاسی، سماجی، علمی، ادبی، مذہبی اور شعری ماحول سے بخوبی واقف تھے۔ ان کا مشاہدہ کائنات بہت وسیع تھا، انہوں نے شاعری کی افادیت کو بھی مدنظر رکھا۔ تصوف اور مذہبی تعلیمات کی مدد سے انہوں نے عوام کے خیالات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے، ان کی شاعری میں یکسانیت پیدا کرنے والی اکتاہٹ نہیں ہے، بلکہ رنگا رنگی ہے، جو زندگی کے زندہ اور رواں دواں ہونے کی آئینہ دار ہے۔

پیمیؔ نے اپنی نثری اور شعری تصانیف میں ایسی تعلیم دی جو ایک مثالی سماج کی تعمیر میں مددگار ہو، سماج کی بنیادی اکائی یعنی آدمی ایک دوسرے سے مل جل کر رہیں اور ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ ''پیم پرکاش'' کا بنیادی موضوع عشق ہے۔ حمد، نعت، مناقب اہل بیت اور مدح صحابہ کے بعد شاعر نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی منقبت لکھی ہے، اس کے بعد شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر کے دور کا تذکرہ کیا ہے اور

پھر اپنے ذاتی خیالات پیش کیئے ہیں۔اپنی نظموں (کبتوں) میں شاعر نے ان تجربات کا بیان کیا ہے جو انہیں راہ سلوک میں پیش آئے۔ان کی نظموں میں موسیقیت ہے، ترنم ہے۔ان کی نظموں کا بنیادی موضوع عشق حقیقی ہے۔

شاعر کے ''ریختے'' فارسی اور ہندی زبانوں کا مرکب ہیں۔ریختوں سے اس حقیقت کی ترجمانی بھی ہوتی ہے کہ دو اجنبی تہذیبیں کس طرح ایک دوسرے میں ضم ہو جاتی ہیں۔شاہ صاحب نے جس دور میں ہندی شاعری کی وہ دور ادبی تقسیم کے اعتبار سے روایت پرستی کا دور تھا،اس دور کی شاعری کا بنیادی مقصد عوام کی اصلاح تھا۔خیالات کی تازگی اور توانائی، احساسات کی رنگا رنگی، پیکر تراشی کا انداز مناسب ترین الفاظ کا استعمال، طرز ادا کا بہترین ڈھنگ اور جذبے کی گہرائی نے، جو تخیل کو حقیقت کے روپ میں پیش کرتا ہے، ان سب کے امتزاج نے پیم پرکاش کو شاعری کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز کر دیا ہے۔

شاعر کے الفاظ اس کے خیالات کے ترجمان ہوتے ہیں۔پیمیؔ کی شاعری کا تسلسل اور صنائع و بدائع کا مناسب استعمال ان کی شاعری کو مزید جاندار بنا دیتا ہے۔ان کی نظموں کا مطالعہ کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خیالات ایک دریا موجزن ہے، یا کوئی جھرنا اپنی پوری توانائی کے ساتھ بہہ رہا ہے۔صوفیائے کرام کا عشق، عشق حقیقی ہوتا ہے، ان کی تصانیف میں ملنے والے عشق مزاجی کا آخری سرا عشق حقیقی سے وابستہ ہوتا ہے، صوفیاء کے مسلک میں بندے کی خدا تک معرفت معراج کا درجہ رکھتی ہے۔وہ بندے کو قطرہ اور روح مقید سمجھتے ہیں۔عشق الٰہی میں سب کچھ قربان کرنے کے بعد ہی اسے قرب الٰہی کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔پیمیؔ کی تعلیم بھی یہی ہے کہ عشق حقیقی میں خود کو فنا کر دو، تاکہ بقا کی منزل پر پہنچ سکو، وہ معرفت ذات کو ضروری سمجھتے ہیں۔وہ آفاقی محبت کے علم بردار ہیں۔وہ عشق کو آفاقی حقیقت بتاتے ہیں، ان کے نزدیک عشق حقیقی زندہ رہنے کی وقت کے ساتھ ساتھ راہِ خدا میں مر مٹنے کا حوصلہ بھی عطا کرتا ہے۔انہوں نے اپنے عالمانہ اور فلسفیانہ خیالات کو اپنی شاعری میں سمو دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری مسرت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی عطا کرتی ہے۔

رسالہ چہار انواع

شاہ برکت اللہ کی اہم تصانیف کے اجمالی جائزے میں رسالہ ''چہار انواع'' کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ یہ رسالہ اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے، اور اس کی تاریخ تصنیف، ۴ ذی الحجہ جلوس بہادر شاہی (۱۱۷۱ء) بروز بدھ ہے۔ یہ رسالہ چار ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں صوفی کے روزے، نماز، حج اور زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں صوفی کے کھانے، گفتگو کرنے، سونے اور مخلوق الٰہی سے تعلقات کی نوعیت کا بیان کیا گیا ہے، تیسرے باب میں صوفی کے دیکھنے، سننے، سخاوت اور خاموشی کا تذکرہ ہے، چوتھے باب میں درویش، فقیر، عوام، عابد، سالک اور کاہل کی بطرز صوفیا تشریح کی گئی ہے۔ چوتھے باب کے بعد مصنف نے اپنے صاحبزادگان سید آل محمد اور سید نجات اللہ کو نصیحتیں کی ہیں اور ان پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ نصائح ایک صحت مند عوامی زندگی کیلئے بہترین ہدایت نامہ ہیں۔ میں اس مصرع کے ساتھ آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔

''سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کیلئے''

علامہ سید آل رسول حسنین نظمی میاں علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں

دین و دنیا کے ہمیں برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

سلطان العاشقین قدوۃ السالکین حضرت سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت، ۲۶، جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ، کو قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی میں ہوئی، اپنے والد بزرگوار حضرت میر اویس قدس سرہ کی حیات تک آپ کی عمر کا حصہ بلگرام ہی میں گزرا۔ بعد وفات والد ماجد کالپی تشریف لے گئے، اور وہاں حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب سجادہ سے بیعت کی۔ پھر مارہرہ تشریف لائے۔ آپ کے فضل و کمال کا شہرہ تھوڑے ہی عرصے میں آویزۂ گوش آفاق ہوا۔ اگرچہ آپ کو اسناد خلافتِ سلاسل خمسہ آبا عن جد حاصل تھیں، مگر آپ نے زیادہ تر رواج سلسلہ عالیہ قادریہ کو دیا۔ آپ کے روزمرہ کے اوقات منضبط تھے۔ دن بھر آپ وظیفے میں رہتے، حد سے زیادہ خشوع و خضوع نماز میں فرماتے تھے۔

قدوۃ العارفین، اسوۃ الواصلین

حضور الشاہ ابوالبرکات سید آل محمد مارہروی رضی اللہ عنہ

۱۸، رمضان المبارک پنجشنبہ ۱۱۱۱ھ ـــــ ۱۶، رمضان المبارک دوشنبہ ۱۱۶۴ھ

بے خود او باخدا آلِ محمد مصطفیٰ
سید احق واجدا یا مقتدا امداد کن
(اعلیٰ حضرت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلیھم وعلی المولی السید الشاہ آل

محمد رضی اللہ تعالیٰ عنه

حب اہل بیت دے آل محمد کیلئے

کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

ولادت شریف

آپ کی ولادت شریف ۱۸، رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بروز پنجشنبہ بلگرام میں ہوئی ۔آپ کے والد مکرم نے آپ سن کا تولد "ظہور" سے نکالا اور سید خیر اللہ بلگرام نے مندرجہ ذیل ابیات میں آپ کی تاریخ ولادت کہی ہے۔

از بسکہ زشادیش بیالد ہر کس　　چپاں شدہ جامہائے مردم ببدن

تاریخ تولدش چو جستم از دل　　"حق حافظ او باد" خرد گفت بمن

(تاریخ خاندان برکات ص ۱۴)

اسم گرامی

آپ کا اسم گرامی ابوالبرکات سید شاہ آل محمد قدس سرہ ہے۔

والد ماجد

آپ کے والد گرامی کا نام نامی واسم گرامی سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ ہے۔

تعلیم وتربیت

آپ کی تعلیم وتربیت والد گرامی کی آغوش میں ہوئی اور والد مکرم ہی سے شرف بیعت وخرقہ خلافت واجازت حاصل تھا، اور ساتھ ہی سید العارفین میر شاہ لطف اللہ لدھان قدس سرہ نے بھی مثال خلافت سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔

فضائل

قدوۃ العارفین، اسوۃ الواصلین، حضور الشاہ ابو البرکات سید آل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے چونتیسویں امام و شیخ طریقت ہیں، آپ اپنے والد گرامی کے نہایت چہیتے فرزند تھے، والد ماجد کو آپ کی جدائی شاق گزرتی تھی۔ آپ کی پوری عمر بزرگوں کے زیر سایہ گزری اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے، عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت میں آپ درجۂ کمال پر تھے، اور اخلاق و عادات میں اپنے اسلاف کے صحیح ترجمان تھے، والد ماجد نے اپنی حیات مبارکہ ہی میں آپ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا، اور جب کوئی طالب آپ کے پدر بزرگوار شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچتا تو ارشاد فرماتے کہ آل محمد کے پاس جاؤ، اس نے میرے سر سے بہت سا بوجھ ہلکا کر دیا ہے اور راحت بخشی ہے۔ پھر والد گرامی نے تمام خدمات راہ سلوک و معرفت آپ ہی کے سپرد فرما دیں، اور آپ کا بیشتر وقت کتب تصوف خصوصاً والد بزرگوار کی مصنفات کے مطالعہ میں گزرتا تھا۔

شانِ عبادت و ریاضت

آپ عبادت الٰہی میں ہمہ تن مصروف تھے، اٹھارہ برس تک ریاضت میں مصروف رہے اور کامل تین سال تک اعتکاف میں خلوت گزیں رہے اور جو کی روٹی سے افطار فرماتے تھے، ان ایام میں اعمال و اوراد و مراقبہ و اذکار و اشغال ہر طریقہ کے جاری رہے۔ جس سے فضائل و انوار و تجلیات بے حد و شمار حاصل ہوتے، پھر حبس نفس کی طرف آپ متوجہ ہوئے اور اس کو درجۂ کمال تک پہنچایا۔ ان ایام میں تین مہینے تک پیسے بھر پانی پیتے اور باجرہ کی خشک روٹی تناول فرماتے، بیان کیا گیا ہے کہ ریاضت کی وجہ سے آپ کے سر مبارک میں گڑھا پڑ گیا تھا اور تالو تک گر گیا تھا، یہاں تک کہ آپ نے حبس نفس کے سلوک مشکلہ کو بھی تمام فرما دیا۔

درس سلوک

والد گرامی نے طالبان و سالکان کی خدمت و تعلیم و تعلم آپ کے حوالے کر دیا تھا،

بایں وجہ آپ کی خدمت میں جو شخص آتا، اس کو ظاہر و باطن میں پورا پورا شریعت مطہرہ سے آراستہ ہونے کی وصیت و تاکید فرماتے اور ناخواندہ مبتدی کو الف سے شروع کرا کے سبق باطنی کا ہمراز بھی بنا دیتے تھے، یہی نہیں بلکہ ہر ایک کی صفائے ضمیر پر روشنی بھی عطا فرما کر اس کو منزل مقصود تک پہنچاتے تھے اور مآثر الکرام میں ہے کہ حضرت آل محمد امراض قلبی کے ازالہ میں شانِ مسیحائی رکھتے تھے۔

شانِ بے نیازی

آپ کی شان بے نیازی و استغناء کا یہ عالم تھا کہ بادشاہوں اور نوابوں سے اکثر دور رہتے اور ان کو اپنے پاس تک آنے نہیں دیتے، چنانچہ نواب نجیب الدولہ و نواب علی محمد خان، نواب غازی الدین خاں عماد الملک اور نواب عبد المنصور خاں صفدر جنگ شاہان عہد نے ہر چند کوشش کی کہ انہیں قدمبوسی یا کم از کم نذرانے بھیجنے کی اجازت مل جائے، مگر آپ صاف کہدیا کرتے کہ "فقیر یہیں سے دعا کر رہا ہے، آنے کی ضرورت نہیں البتہ نواب احمد خاں غالب جنگ والی فرخ آباد ساختہ پرواختہ اسی سرکار کا تھا، اس لئے وہ دعا کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

آپ کی دعا سے بادشاہی ملی

آپ اپنی خدمت میں کسی بھی حکمراں یا نواب کو باریابی کا موقع نہیں دیتے تاہم نواب احمد خاں غالب جنگ والی فرخ آباد، اس کے والی و بادشاہ ہونے کا کسی کو گمان تک نہ تھا، ایک مرتبہ وہ بہزار کوشش آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرانے میں کامیاب ہو گیا، حضور سید شاہ آل محمد رضی اللہ تعالیٰ نے نواب مذکور کے حق میں دعا فرمائی، جس دعا کے اثر سے وہ فرمانروائے فرخ آباد ہوا۔ احمد خاں غالب جنگ نے ۱۱۸۵ھ میں شاندار درگاہ اور خانقاہ تعمیر کرائی اور بارہ مسلم گاؤں خانقاہ کے اخراجات کیلئے وقف کر دیئے، اور مزید چار سو سالانہ نذرانہ بھی مقرر کر دیا، یہاں تک کہ ۱۱۸۹ھ میں شاہ عالم بادشاہ نے اپنی طرف سے پانچ اور گاؤں کا اضافہ کر کے نذرانے میں پیش کئے، غرض ۲۵ گاؤں مختلف اوقات میں سلاطین و

امراء نے نذر میں پیش کئے، تاکہ ان کی آمدنی سے درگاہ وخانقاہ شریف کے اخراجات پورے ہوں اور امور دینیہ کی انجام دہی میں معاشی دشواریاں حائل نہ ہوں۔

(خاندان برکات ص ۱۴)

تصانیف

آپ کی تصانیف کے متعلق حضرت علامہ شاہ سید محمد میاں قادری مارہروی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت سید شاہ آل محمد صاحب قدس سرہٗ کی تصنیف سے فقیر نے نہ کوئی کتاب دیکھی نہ سنی، صرف آپ کے دست وقلم کی تحریر فرمائی ہوئی دو دعائیں فقیر کے پاس ہیں اور حضرت شاہ حمزہ قدس سرہٗ نے آپ کی مولفہ ایک بیاض کا بیاض دہلی کے نام سے حوالہ دیا ہے، اور اس کے اعمال وغیرہ اپنے مجموعہ اعمال میں نقل فرمائے ہیں جو حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ (خاندان برکات ص ۱۴)

اولاد کرام

حضرت کا عقد اپنے چچا سید شاہ عظمت اللہ صاحب کی صاجزادی غنیمت فاطمہ سے ہوا جن کے بطن سے دو صاجزادے اور ایک صاجزادی ہوئیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں:

(۱): حضرت قطب الکاملین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ، آپ کے حالات آگے آرہے ہیں۔

(۲): حضرت سید شاہ حقانی، آپ کی ولادت غالباً سن گیارہ سو پینتالیس ہجری میں اور وصال سترہ ذی الحجہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ سنہ ۱۲۱۰ھ میں مارہرہ شریف میں ہوا، آپ کو عمارت اور باغ کا بہت شوق تھا حصار پختہ جو ہر چہار جانب بستی پیرزادگان کے ہے وہ آپ ہی کا بنایا ہوا ہے، اور ایک عالی شان دیوان خانہ سرکار کلاں میں بھی آپ کا تعمیر کردہ تھا، اس کے علاوہ کئی مکانات پختہ اور بھی بنائے تھے، اور حصار باغ پختہ مع امکنہ وحمام وغیرہ بھی آپ ہی کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے علمی و تصنیفی خدمات بھی انجام دیں، چنانچہ آپ کی تصنیف میں تفسیر قرآن اردو مسمّٰی "عنایت رسول کی" اور ترجمہ اردو لباب الاخبار مسمّٰی "نعمت رسول کی" اور ایک بیاض فوائد متفرقہ حضرت شاہ محمد میاں مارہروی کے کتب خانے میں موجود ہے۔ حضرت شاہ حقانی نے شادی نہیں کی تھی۔

(۳): ایک صاحبزادی تھیں، جن کا نکاح آپ کے ہمشیر زادہ حافظ سید محمد رضا بن سید امان اللہ بن قبیلہ بہتہ سے ہوا، جن کی اولاد آرہ کوات بلگرام مارہرہ میں ہے۔ (خاندان برکات ص ۱۴)

خلفاء کرام

آپ کے مشاہیر خلفاء کے نام یہ ہیں، جنہوں نے آپ کی تعلیمات و مشن کی ترویج و اشاعت کی، (۱) حضرت قطب الکاملین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ، (۲) شاہ ظہور اللہ کشمیری، (۳) حضرت شاہ واصل، (۴) حضرت شاہ عبد الہادی، (۵) حضرت شاہ شہباز کنبوہ سنبھلی (۶) حضرت شاہ فخر الدین احمد ملقب شاہ باقی باللہ پنجابی وصال سنہ ۱۱۵۴ھ، (۷) حضرت شاہ فقیر اللہ عرف شاہ عارف باللہ، (۸) شاہ بزرگ مارہروی وصال سنہ ۱۱۴۹ھ، (۹) حضرت شاہ مکن، (۱۰) حضرت شاہ انور، (۱۱) حضرت شاہ رحمت اللہ، (۱۲) حضرت شاہ مولوی غلام نبی اترولوی، (۱۳) حضرت شاہ حفیظ اللہ، (۱۴) حضرت شاہ اسرار اللہ، (۱۵) حضرت شاہ نادر العصر سنہ ۱۱۶۹ھ، (۱۶) حضرت شاہ بیرنگ مجذوب، (۱۷) حضرت شاہ رفیق، (۱۸) حضرت شاہ شیدا، سنہ ۱۱۶۳ھ، (۱۹) حضرت شاہ بوعلی، (۲۰) حضرت فضل اللہ، (۲۰) حضرت شاہ محبوب اللہ شاہ، (۲۱) حضرت مفتی جلال الدین، (۲۲) حضرت شاہ محمد شاکر مصنف قاسمیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (نور مدائح حضور مطبع امیر اقبال بدایوں ص ۳۸)

وصال مبارک

آپ نے ۱۶، رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۴ھ آخری شب دوشنبہ کو اس خاک دانی گیتی سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (خاندان برکات ص ۴)

مزار مبارک

آپ کا مزار شریف مارہرہ مطہرہ میں والد بزرگوار کے روضہ میں بجانب مشرق واقع ہے۔

قطعہ تاریخ

چراغ آلِ عبا شمع دودمان علا
فزودہ جلوۂ او رونق حریم بہشت
انادہ کرد بہ من سال رحلتش ہاتف
نصیب آل محمد بود نعیم بہشت

۱۱۶۴ھ (خاندان مارہرہ ص ۱۳)

علامہ سید آل رسول حسنین میاں علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

استاد المحققین حضرت شاہ آل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلف سیدنا شاہ برکت اللہ مشاہیر مشائخین کرام سے ہیں۔ ۱۸، رمضان سنہ ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں پیدا ہوئے۔ مرید وخلیفہ وصاحب سجادہ حضور صاحب البرکات کے تھے۔ طالبعلموں کو علوم ظاہر و باطن دونوں کے سبق خود پڑھاتے تھے۔ آپ سا مجاہدہ خانوادہ برکاتیہ میں کسی بزرگ نے نہیں کیا۔ اٹھارہ برس کامل ریاضات میں مشغول رہے۔ تین سال ایک اعتکاف میں خلوت گزیں رہے۔ روزہ نان جوین خشک سے افطار فرماتے۔ کثرت یبس سے تالو مبارک گر گیا، اور سر میں گڑھا پڑ گیا تھا۔ بادشاہ اور وزراء اور والیان ملک اس آستانہ عالی کی زیارت میں کوشش کرتے اور اجازت باریابی نہ ہوتی تھی۔

دو فرزند سید شاہ حمزہ اور سید شاہ حقانی ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۶، رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۴ھ کو ہوئی۔ مارہرہ شریف میں مزار مبارک ہے۔

تاریخ رحلت:

شاہ آل محمد از دنیا
نقل فرمود سوئے دار جناں
گفت تاریخ وصل ہاتف غیب
شمس گردید زیر ابر نہاں

شہزادۂ صاحب البرکات

حضرت سید شاہ نجات اللہ

رحمۃ اللہ علیہ

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۱۱۸ھ ۔۔۔ ۲۹ شعبان ۱۱۹۰ھ

آپ حضور صاحب البرکات کے چھوٹے صاحب زادے ہیں۔ ۲۵، جمادی الاخریٰ ۱۱۱۸ھ میں بلگرام میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔

تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی، والد کے وصال کے بعد اپنے برادر گرامی کی مرضی سے سجادہ نشین بھی ہوئے اور اپنی مسند سجادیت الگ بنائی جو"چھوٹی سرکار" کے نام سے جانی جاتی تھی اور اس میں مسجد و خانقاہ بھی بنائی۔

علامہ آزاد بلگرامی لکھتے ہیں: "سید برکت اللہ کے صاحب زادے سید نجات اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اندر بہت سے فضائل اور کمالات کو جمع کرنے والے، اچھی عادتوں کے مالک، بڑے اخلاق والے اور سخاوت کرنے والے تھے۔ شروع سے آخر تک معرفت کے پھل والد ماجد سے لیتے رہے، روحانی ذوق سے پورا حصہ پایا۔ سید العارفین کی بارگاہ میں خط بھیج کر خلافت مانگی، حضرت نے اپنی عطا سے خلافت نامہ اور دستار مبارک سے نوازا۔ سرکار نجات اللہ صاحب مارہرہ میں ہدایت کا جھنڈا بلند کیے ہوئے، دلوں کو زندہ کرنے میں مسیحا ہیں۔ آپ کے لطف و کرم سے ٹوٹے دلوں کو سکون حاصل ہوا۔ اچھی طبیعت اور عمدہ ذوق رکھتے تھے، اچھی شاعری کرنے میں مہارت حاصل تھی۔ اس دیار کی ایک دنیا آپ سے مرید ہو کر فائدہ اٹھا رہی ہے"۔

آپ کا نکاح سید لطف اللہ بن سید کافی کی تیسری صاحب زادی سے ہوا جس سے آپ کے دو صاحبزادے سید شاہ ایمان عرف شاہ گدا اور سید شاہ مقبول عالم عرف شاہ سوندھا اور ایک صاحبزادی بوبو صاحبہ ہوئیں، جو اپنے بڑے چچا کے صاحبزادے شاہ حقانی سے منسوب تھیں مگر نکاح کی نوبت نہ آئی اور طبعی عمر کو پہنچ کر انتقال کیا۔

سید ایمان عرف شاہ گدا صاحب آپ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۱۳۸ھ میں ہوئی۔ آپ کا نکاح سید عظیم الدین بن سید نجات بن سید عبداللہ کی بیٹی سے ہوا اور دو صاحبزادے سید شاہ برکات بخش بھکاری صاحب اور سید شاہ نجات بخش فقیر صاحب پیدا ہوائے۔

سید شاہ مقبول عالم عرف شاہ سوندا آپ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ ولادت ۱۱۴۰ھ میں ہوئی اور وصال ۱۹، شعبان ۱۱۱۳ھ میں ہوا۔ آپ کا نکاح سید محمد یحییٰ بن سید محبوب اللہ کی تیسری صاحبزادی سے ہوا۔ جن سے ایک صاحبزادے سید مخدوم عالم پیارے صاحب ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔

سید شاہ نجات اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۹، شعبان ۱۱۹۰ھ میں ہوا اور اپنے بڑے بھائی حضرت سید شاہ آل محمد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(تذکرہ مشائخ مارہرہ، از جناب احمد مجتبیٰ)

اسد العارفین، قطب الکاملین

حضور الشاہ سید

حمزہ مارہروی رضی اللہ عنہ

۱۴، ربیع الآخر سنہ ۱۱۳۱ھ ----- ۱۴، محرم الحرام سنہ ۱۱۹۸ھ

اے حریم کلیبۂ توحید را کوہ احد
یا جبل یا حمزہ یا شیر خدا امداد کن
(اعلیٰ حضرت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلیھم وعلی المولی السید الشاہ

حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنه

حب اہل بیت دے آل محمد کیلئے

کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

ولادت شریف: آپ کی ولادت مقدسہ مارہرہ مطہرہ میں ۱۴، ربیع الآخر ۱۱۳۱ھ میں ہوئی۔ (انوار العارفین، عمدۃ الصحائف وکاشف الاستار شریف)

اسم شریف: آپ کا نام نامی اسم گرامی شاہ سید حمزہ قدس سرہٗ ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی الشاہ ابو البرکات آل محمد قدس سرہ ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے اپنے والد ماجد ہی کی خدمت باعظمت میں جملہ علوم ظاہری وباطنی کی تکمیل کی نیز مقامات سلوک وبیعت وخلافت بھی اپنے والد ماجد ہی سے پائی اور انہیں کے فیض تربیت سے آپ نے جملہ مقامات رفیعہ کی تکمیل فرمائی، والد گرامی کے علاوہ حضرت شمس العلماء مولانا محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علوم ظاہری حاصل فرمائی اور فن طب علماً وعملاً حکیم عطاء اللہ صاحب سے حاصل فرمایا اور شیخ ڈھڈھا لاہوری سے بھی متعدد درسیات کو حاصل فرمایا۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت وخاندان برکات ص ۱۴)

فضائل: اسد العارفین، قطب الکاملین، الشاہ، سید حمزہ قدس سرہٗ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے پینتیسویں امام وشیخ طریقت ہیں۔ آپ علم وفضل میں یکتا، مایہ ناز مصنف، عدیم النظیر عارف، اولیاء اکابرین سے تھے، آپ صاحب کرامت وتصرف تھے اور بڑے بڑے مجاہدات کی منزلوں کو آپ نے طے فرمایا۔ آپ نہایت ہی ذہین تھے۔ گیارہ سال کی عمر شریف میں آپ نے جملہ علوم وفنون کو حاصل کرلیا تھا اور گیارہ سال کی مدت تک اپنے جد امجد حضرت سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کی تربیت میں رہ کر فیوض وبرکات حاصل کئے، یوں تو حضرت نے اپنے کلاہ مبارک کو آپ کے سر پر چار سال کی عمر ہی میں رکھ دیا تھا اپنی سیلی آپ کے کمر میں

باندھی۔حضرت شیخ الشیوخ محی الدین (۱) عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات سے خاص ذوق تھا،خود اکثر ملاحظہ فرماتے اور خاص خدام کو ان کا درس دیتے،آپ کی علمی جلالت کا اندازہ آپ کی تصنیفات خصوصاً فص الکلمات سے باآسانی مل سکتا ہے۔یہ کتاب دنیا بھر کے علوم پر حاوی ہے اور پھر کسی کتاب سے اخذ وخلاصہ نہیں۔اصول وفن اور کلیات وضروریات مسائل عجب دلکش انداز سے تحریر فرمائے گئے ہیں،جس کی دو جلدیں ہیں۔آپ کی شان بڑی نرالی ہے،کبھی آپ ایک عالم دین پرور ہیں کہ ہمہ تن حمایت شریعت میں محو ہیں،کبھی ایک شہنشاہ و بیکس نواز ہیں کہ سراپا رعیت پروری میں مشغول ہیں،کبھی ایک شیخ عارف ہیں کہ ہزاروں بندگان خدا آپ سے فیضیاب ہیں،کبھی ایک طبیب مسیحانفس ہیں کہ صدہا مریض شفا پارہے ہیں، کبھی ایک کریم دریادل کہ سائلوں کی تلاش میں مستغرق ہیں،کبھی ایک مدبر شجاع ہیں کہ بڑے بڑے عقلاء امور مشکلہ میں حضور سے تدابیر پوچھ رہے ہیں،اور بڑے بڑے امور سلطنت،حضور کے اشاروں سے فیصل ہورہے ہیں،پھر ہر شان میں شان وحدت وعینیت ہویدا تھی،واقعی جمع دنیا و دین،فقیری وشہنشاہی بہت دشوار ہے،مگر یہ حضور ہی کا خاصہ ہے،دس برس کی عمر شریف سے نمازِ تہجد شروع فرمائی تو وصال شریف تک کبھی قضا نہ ہوئی۔

---

(۱) محی الدین ابن عربی ملقب بہ شیخ اکبر،فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے مصنف،بہت سے علوم بالخصوص تصوف اور فلسفہ کے زبردست عالم،اندلس کے شہر مرسیہ میں ۱۷، رمضان ۵۶۰ھ کو پیدا ہوئے، کثیر التصانیف،آزاد،نڈر اور نہایت صاف بیان شخص تھے۔آپ نے ۶۳۸ھ میں بمقام دمشق رحلت کی اور میدان قاسیون میں دفن ہوئے۔آپ کی تصنیف لطیف فصوص الحکم بے شمار صوفیائے کرام کے درس میں رہیں۔آپ وحدۃ الوجود کے قائل تھے جن پر اکابر اولیاء بھی گذرے،ہندوستان کی تمام خانقاہیں اسی تصور پر تھیں۔حضرت مجدد الف ثانی،شاہ محب اللہ الہ آبادی،حضرت سرمد،شاہ ولی اللہ،شاہ عبدالعزیز،مولانا امداد اللہ چشتی صابری،غرض تمام اولیائے کرام نے اسی مسلک کی اشاعت کی ہے اور وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے دو نظریئے،ایک نصب العین پر چلے۔ (خاندان برکات ونور مدائح حضور ص ۴۰، ۴۱)

عادات وصفات: آپ کے عادات وصفات اپنے اسلاف کرام خصوصاً والد معظم کے نقش قدم پر تھے، جود وسخا، اخلاق ومروت میں اپنی مثال آپ تھے، ہمہ وقت تلقین وہدایت اور مخلوق خدا کی تعلیم وتربیت میں صرف ہوئے عبادت وریاضت میں یگانہ عصر تھے، دس برس کی عمر شریف سے آپ نے تہجد کی نماز شروع فرمائی، جو روز وصال تک بلاناغہ جاری وقائم رہا، اشاعت اسلام واصلاح مسلمین کیلئے آپ کی مساعی وقف تھی۔ (خاندان برکات)

مسند خلافت: آپ کے فرق انور پر ۳۴، سال کی عمر شریف میں تاج خلافت رکھا گیا اور والد معظم کے عرس چہلم میں مشائخ کرام کے مقدس ہاتھوں سے دستار فضیلت سے سرفراز کئے گئے، آپ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''۳۴ برس ہوئے کہ میں نے اس مکان میں اقامت اختیار فرمائی اور اب میری عمر ۶۳ برس کو پہنچی''۔ (خاندان برکات)

آپ اپنے وصف کو ہمیشہ اخفا میں رکھتے اور اظہار سے پرہیز فرماتے، اور اپنی نسبتِ خاندان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''ایک روز فقیر کو خیال آیا کہ نسبت ظنی سے ہر چندکہ سیادت سادات بلگرام مشہور ومسلم ہے، لیکن یقین ووثوق نہیں، معاً دیکھتا ہوں کہ حضور مولی المسلمین، امیر المومنین، سیدنا ومولانا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تشریف فرماہیں اور دونوں بازو چوکھٹ سنگی کے جو خانقاہ برکاتیہ میں نصب ہے، تھامے کھڑے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ تم ہمارے بیٹے ہو اور پیارے بیٹے ہو۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک''۔

(نور مدائح حضور ص ۶۰)

جود وسخا: آپ جود وسخا وبخشش وعطا میں یگانہ عصر تھے، اور اپنے والد ماجد کے عرس میں مہمانوں کی خاطر ادری کی ایک ایسی مثال چھوڑی ہے کہ اپنے وقت کا شہنشاہ بھی ایسی پر تکلف دعوت شاید ہی کر سکے۔ چنانچہ مارہرہ شریف کے عرس میں بیک وقت بے شمار آدمیوں کا ہجوم ہوتا تھا، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک سال عرس میں باغات آستانہ کے بیر اور آم تقسیم ہوئے سب کو ایک ایک بیر دیا گیا، جب اس کا شمار کیا گیا تو چوبیس ہزار کی تعداد معلوم ہوئی اور عرس مبارک اس شان واہتمام سے منایا جاتا تھا کہ

ہندوستان بھر میں اس عرس مبارک کی شہرت تھی، آپ عرس مبارک میں بلامبالغہ سوقسم کے کھانوں سے زائرین کی مہمان نوازی فرماتے، اور آخری وقت میں حضرت نے مصارف عرس میں بہت ہی تخفیف کردی تھی، پھر بھی مہمانوں کو ۲۵، اقسام کے کھانے ہر سال برابر تقسیم ہوتے تھے، جس میں امیر وغریب، شاہ وگدا کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ (خاندان برکات)

شانِ بے نیازی: حضور قطب الکاملین الشاہ سید حمزہ قدس سرہ کی ذات اپنے اسلاف کی آئینہ دار تھی اور بڑے بڑے امراء وسلاطین وقت اپنے خدام وفوج ولشکر کے ساتھ آپ کی خدمت میں مارہرہ شریف پہنچتے، مہینوں خانقاہ میں قیام رہتا، اور انواع واقسام کے کھانوں سے ان لوگوں کی مہمان نوازی کی جاتی مگر حضرت کبھی بھی ان لوگوں کو باریابی کی اجازت نہیں دیتے بلکہ اپنے معمولات مقررہ میں مصروف رہتے۔

زیارت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منقول ہے کہ ایک پشاوری باکمال درویش نے آپ کی خدمت مبارکہ میں ایک درود شریف نذر کیا، حضرت نے اسے پسند فرما کر اس کو رکھ لیا، اور اسی شب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور ارشاد فرمایا، ”صاحبزادے اٹھو! اور درود شریف پڑھو!“، حضرت بیدار ہوئے، غسل فرمایا، عطر لگایا، بخور وغیرہ روشن کئے اور اس درود شریف کا ورد شروع کیا، ہنوز درود شریف ختم بھی نہ کیا تھا کہ زیارت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتے ہیں، اور آپ نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی تو اس وقت آپ تعظیماً کھڑے ہوگئے اور درود شریف کے بقیہ اعداد پورے کئے، درود شریف تمام ہونے تک آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف فرما رہے، پھر حضرت نے چند اشعار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور سنائے جنہیں سرکار نے پسند فرمایا اور کونین کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا، یہ وصیت مع اشعار کے حضرت شاہ مہدی حسن وحضرت سید شاہ کے دعاخوانوں میں موجود ہے، مذکورہ پشاوری درویش کا نام مولوی محمد مکرم مرید شاہ پشاوری ہے، جو ۱۱۷۶ھ میں احمد شاہ درانی کے ساتھ ہندوستان آئے

اور باریاب خدمت ہو کر مذکورہ درود جسے صلوٰۃ الختام کہتے ہیں، پیش فرمایا۔

(نور مدائح حضور ص ۵۹،۶۰)

آپ کی خانقاہ عظمت پناہ سے الفت

۱۱۸۵ھ میں ایک بڑی فوج مرہٹہ کی مارہرہ شریف پہنچی، حضرت سید شاہ نجات اللہ صاحب قدس سرہٗ معہ صاجزادوں اور عمائدین شہر کے پہلے سے مارہرہ مطہرہ سے تشریف لے گئے تھے، لیکن حضور اسد العارفین الشاہ حمزہ قدس سرہٗ مع چند فقراء خانقاہ برکاتیہ میں مقیم تھے، ایک شب باشارہ غیبی حضرت نے شہاور کا قصد فرمایا، مفتی جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باوجود اطلاع، اصرار عزیزان قبل واقعہ، قیام اور بعد معرکہ سفر، کی وجہ دریافت کی، مفتی صاحب خود سرکار کے مرید اور راز دار تھے، جواب میں تحریر فرماتے ہیں "فضائل دستگاہ، حقائق آگاہ سلمہ اللہ تمہارا خط جو واردات وحالات زمانہ پر مشتمل تھا پہنچا، الحمد للہ کہ ناموس اور میری جان حافظ حقیقی کی حفاظت میں محفوظ ہے اور باطنی طور پر احباب کی خاطر داری ملحوظ تھی کہ بادشاہ جب بھی کسی دیہات میں داخل ہوتا ہے فساد پھیلاتا اور وہاں کے باشندوں کی عزت و آبرو کو ختم کر دیتا ہے، اور فقیر کو اپنے اسلاف کرام سے حرکت کرنے وجانے کی اجازت نہ تھی اور اسی اقرار کا پابند ہے اور یہاں ہے"

ذوقِ شاعری: آپ کا ادبی اور شاعری ذوق بھی بہت عمدہ تھا اور برجستہ اشعار کہا کرتے تھے، چنانچہ آپ کے اشعار اردو فارسی میں اکثر ملتے ہیں، میدان شعر وشاعری میں آپ اپنا تخلص عینی فرماتے تھے، چند اشعار تبرکاً پیش کئے جاتے ہیں:

غزل

وقت آں آمد کہ عزم لامکاں بریاں کنم ‌ ‌ ‌ ایں جہاں و آں جہاں درہم و شیدا کنم

وقت آں آمد کہ از یاراں تن باشم جدا ‌ ‌ ‌ عزم سوئے دوستانِ عالم بالا کنم

نکتۂ اول باآخر میرسانم اے فلاں ‌ ‌ ‌ دورۂ قوسین را اقرب باو ادنیٰ کنم

بعد وہمی را بقرب وسوسہ سازم بہم ‌ ‌ ‌ ایں خیالات توہم را بخود، رسوا کنم

صورت تن از ہیولائے قفس آرم بروں
طائر قلہ نشیں راما دۂ عنقا کنم

بیخود آ، تا با خدا اے خویش گردم ہم عنا
بے خدا شو از خدا تا با خدا یکتا کنم

ہمزہ قطعی بوصل جان کنم عیسیٰ نما
دورہ ہائے مرکز اللہ را یغما کنم

(نور مدائح صفحہ ۴۵،۴۶)

اور ایک دوسری مشہور نظم جو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہے وہ اس طرح ہے،

منقبت (حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

غوث اعظم بمن بے سرو ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

مظہر سر ازل گوشتہ چشمے کرمے
مہط فیض ادب وقف پنہاں مددے

گشتہ ام برگ خزاں دیدۂ آشوب جہاں
اے بہار کرم گلشن امکاں مددے

نہ بود در دو جہاں جز تو مددگار مرا
مدد اے سرورِ سر کردۂ پاکاں مددے

ذرہ ام چند طپد در شب ظلمت بے نور
صبح رحمت کرے مہر درخشاں مددے

ما گدائیم تو سلطان دو عالم ہستی
از تو داریم تمنا شہہ جیلاں مددے

خاک بغداد بود سرمۂ بینائی من
دیدۂ ام را چہ کند کحل صفاہاں مددے

مددے کن بمن اے بادکش بزم حضور
ساقی میکدۂ عالم عرفاں مددے

بلبل مدح سرائے تو ام اے اشکِ بار
گل روئے سید عالم امکاں مددے

انتظار کرم تست بعینی مارا
اے خدا بین خدا جو، وخداداں مددے

کاسگنج بارونق ہوگیا:

دنیا کو شاید علم نہ کہ وہ کاسگنج جو آج ہندوستان کا جنکشن اور مشہور تجارتی مرکز اور پر رونق قصبہ ہے، جو پہلے ایک صحرائے ویران اور رہزنوں کا مسکن تھا، حضرت ہی کے حکم سے ایک مرید خاص سردار یاقوت خان نے آباد کیا تھا، جس کی وجہ سے ضلع ایٹہ کے اندر پٹیالی، سہاورگنج، ڈنڈواڑہ، اور جلیسر وغیرہ میں جو اسلام کی شعاع پھیلی اور لوگ حلقہ بگوش اسلام

ہوئے، وہ آپ ہی کی ذات بابرکات کا ثمرہ ہے۔ (خاندان برکات ص ۱۵)

نواب احمد خاں کی عقیدت: نواب احمد خاں بنگش والی فرخ آباد نے ۱۱۷۵ھ میں بارہ مواضعات کو درگاہ معلی خانقاہ برکاتیہ کیلئے وقف کر دیا۔ موصوف کو حضور الشاہ سید حمزہ مارہروی قدس سرہ سے بھی کافی عقیدت تھی، جس عقیدت کا اظہار اس طور پر کیا کہ بارہ مواضعات سے نصف حضور شاہ حمزہ قدس سرہ کی خدمت میں نذر کیا اور نصف مواضعات بنام حضرت شاہ نجات اللہ صاحب سرکار خورد کی خدمت میں پیش فرمایا، جن کے نام اس طرح ہیں:

(۱) حیات پور (۲) فتحپور (۳) کوٹینہ (۴) نبی نگر (۵) عمر پور بھوڑیا (۶) لاپور (۷) رتن پور (۸) سندھاوی (۹) رشید پور (۱۰) عبد اللہ پور (۱۱) قاضی کھیرہ (۱۲) قاسم پور پرگنہ مارہرہ۔ ان گاؤں میں چند کو چھوڑ کر تمام کی زمینداری بعد کے متولیان نے بیع و رہن وغیرہ کر کے تلف کر ڈالیں اور بعض متولیوں نے اپنے حقوق معافی دار بھی رہن کر دیئے۔ (خاندان برکات ص ۲۱، ۲۲)

تصنیفی و علمی خدمات:

حضرت کا گھرانہ علمی و روحانی اعتبار سے تاریخ ساز گھرانہ ہے، جس کے اثرات آپ کے اندر بھی بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ کو مطالعہ کا خاص ذوق تھا اور جو کتابیں مطالعہ فرماتے اول سے آخر تک دیکھتے اور پسندیدہ فوائد اس کے اول یا آخر یا حاشیہ پر تحریر فرما دیتے۔ حضرت کے پاس ایک بہت ہی بڑا کتب خانہ تھا۔ جس میں ہزاروں جلدیں کتب، مختلف علوم و فنون کی جمع تھیں، جس کی تعداد سولہ ہزار کے قریب تھی،، بہت سی کتابیں جو نادر و نایاب ہوتیں اس کو خود اپنے دست مبارک سے اور دوسرے کاتبوں سے لکھوا کر کتب خانہ میں داخل فرماتے، جس میں آپ کی مندرجہ ذیل تصنیفات ہیں، جن سے آپ کی عبقری شخصیت کا کماحقہ معرفت و ادراک ہو سکتا ہے۔ ان کتابوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کاشف الاستار شریف (۲) فص الکلمات، یہ کتاب دنیا بھر کے علوم و فنون پر شامل ہے، جلد اول الہ آباد میں اور جلد ثانی مارہرہ شریف میں ہے۔ (۳) مثنوی اتفاقیہ (۴)

قصیدہ گوہر بار اردو (۵) رسالہ عقائد۔ (منکرین آپ کے نام سے ایک کتاب خزینۃ الاولیاء لکھ کر عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں، خبردار خبردار جو بھی یہ جھوٹی تاریخ بیان کرتا ہے وہ وقت کا سب سے بڑا دھوکہ باز ہے، آپ نے کوئی کتاب اس نام کی تصنیف نہیں فرمائی ہے، یہ صرف ایک جھوٹے کا افتراء ہے)۔ اس کے علاوہ چند بیاض میں اعمال واشغال واوراد واذ کار تحریر فرمائے ہیں۔

اولاد کرام: حضرت کا عقد سید محمد حسن بلگرامی عرف سید محمد روشن بن سید محمد سعید خیر اللہ کی صاجنزادی دیانت فاطمہ سے ہوا، جن سے چار صاجنزادے سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ، سید شاہ برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ، سید شاہ آل حسین سچے میاں صاحب قدس سرہٗ، حضرت سید اعلیٰ قدس سرہٗ (آپ کا وصال صغر سن ہی میں ۲۲، صفر کو ہوا)، اور ایک صاجنزادی وافی بی بی عرف بوبو صاحبہ تھیں، جن کا عقد حضرت کے ہمشیر زادہ سید امیر علی بن سید محمد احسن بن سید محمد رضا سے ہوا۔ ان کی اولاد آرہ کوات وغیرہ میں ہیں۔

خلفائے کرام: حضرت کے مشہور خلفائے کرام کے نام مندرجہ ذیل ہیں، جنہوں نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور دین ومذہب کی عظیم خدمات انجام دیں۔

(۱): حضرت ابوالفضل آل احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہٗ (۲): حضرت شاہ مسیح اللہ قدس سرہٗ (۳): حضرت شاہ عین الحق (۴): شاہ علی شیر (۵): شاہ حفیظ اللہ (۶): حضرت شاہ رحیم اللہ (۷): حضرت شاہ سیف اللہ سہاوی (۸): حضرت شاہ رمضان اللہ (۹): حضرت شاہ مولوی غلام محی الدین (۱۰): حضرت شاہ دیدار علی از احفاد (۱۱): حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری (۱۲): حضرت شاہ شامل (۱۳): حضرت شاہ خیرات علی (۱۴): حضرت شاہ رسولی (۱۵): حضرت شاہ عابد (۱۶): حضرت شاہ ماجد (۱۷): حضرت شاہ عزت اللہ (۱۸): حضرت شاہ نور اللہ (۱۹): حضرت شاہ کرم علی (۲۰): حضرت شاہ عبد الرشید (۲۱): حضرت شاہ محفوظ (۲۲): حضرت شاہ غلام رسول (۲۳): حضرت شاہ میر حسین ملقب شاہ حسین (۲۴): حضرت شاہ عبد الغنی (۲۵): حضرت شاہ عبد الحکیم (۲۶): حضرت شاہ تحقیق (۲۷): حضرت شاہ نصیر الدین (۲۸): حضرت شاہ زاہد (۲۹): حضرت شاہ مکن

(۳۰): حضرت شاہ بزرگ (۳۱): حضرت شاہ دیدار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اکثر خلفائے کرام سے سلسلہ جاری ہے۔

وصال مبارک: آپ نے ۱۴، محرم الحرام ۱۱۹۸ھ بروز چہار شنبہ بعد نماز مغرب ایک گھڑی رات گذرے اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مزار شریف: آپ کا مزار مقدس مارہرہ شریف میں وسطِ برآمدہ مشرقی، مقبرہ قدیم میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

تاریخ وصال:

ادخلی فی جنتی

۱۱۹۸ھ

آثار مقدسہ: حضرت سید الشاہ حمزہ قدس سرہ کو موئے شریف حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قدم شریف اور نعلین شریف حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاجی جمال الدین کی معرفت جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ان کے بھائی کی اولاد میں تھے، ملے، جو بفضلہ تعالیٰ اس وقت موجود ہیں اور تبرکات مشترکہ سرکار کلاں میں ہیں جس کی زیارت اعراس میں ہوتی ہے، اور ایک پارچہ سنگ خیبری جس سے ریشم نکلتا ہے اور جو ظہور کرامت مرتضوی ہے اور ایک خشت فرش مزار اقدس مرتضوی بھی آئی جو تبرکات مشترکہ میں اور پارچہ سنگ کی زیارت اعراس میں ہوتی ہے اور ایک بسم اللہ شریف حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور مرقعہ بزرگان دین بھی آیا ہے، یہ دونوں حضور سید محمد میاں قدس سرہٗ کے والد محترم کے پاس موجود ہیں۔

حضرت سید آل رسول نظمی میاں رقم طراز ہیں:

محبوب العاشقین اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ۱۴، ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ بمقام مارہرہ مطہرہ پیدا ہوئے، چار برس کی عمر میں حضرت صاحب البرکات قدس سرہٗ سے کلاہ مبارک اور سیلی اور بڑے میاں کا خطاب مل گیا۔ گیارہ برس زیر تربیت و تعلیم اپنے جد امجد حضور صاحب البرکات کے۔ اپنے والد ماجد سید شاہ آل محمد سے اخذ فیض ظاہری و باطنی

فرماتے رہے۔کتب درسیہ مولانا شیخ ڈھڈھالاہوری اور مولوی سید محمد باقر سے اور طب کی درسیات حکیم عطاء اللہ صاحب اکبرآبادی سے حاصل فرمائیں۔آپ کی تصنیف فص الکلمات دنیا بھر کے علوم پر مشتمل ہے۔اس کی دو جلدیں ہیں۔دوسری بیاض شریف کتاب کاشف الاستار ہے، جو خاندان کے اعلیٰ اسرار پر مشتمل ہے۔مکاتیب ہیں، جو عجیب حقائق سے بھرپور ہیں۔حضرت کا وصیت نامہ دنیا و دین کی خوبیوں سے مالا مال ہے۔فارسی میں عینی تخلص فرماتے تھے۔

غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

یہ قصیدۂ غوثیہ آپ کا زبان زدخاص وعام ہے۔وہ شانِ غنا کہ اسباب ظاہر کی قلت کے باوجود نوابان ممالک اور وزرائے سلطنت مع فوج خدم حضور کے مہمان رہتے اور روزانہ اقسام اقسام کے کھانے اور تحائف سب کو مرحمت ہوتے۔آپ کے لنگر سے سو قسم کا کھانا بٹتا تھا۔دس برس کی عمر سے نمازِ تہجد شروع فرمائی اور الیٰ یوم الوصال ستاون برس میں ایک شب قضا ہوگئی، وہ شب شبِ عقد تھی۔ابر و باراں اور ہجوم مہماں کی وجہ سے حضور وقت مقررہ پر بیدار نہ ہوئے۔اس ایک شب کی قضائے تہجد سے تین سال تک آپ نے عروس سے التفات نہ کیا۔ ریاضت کا یہ حال کہ بارہ برس تک اپنے آپ کو کنویں میں لٹکا کر صلوٰۃ معکوس پڑھتے رہے، چنانچہ پیر میں رسی کے نشان بن گئے تھے۔سجادہ نشینی کے بعد ۳۴ سال تک سجادہ سے نقل و حرکت نہ فرمائی۔حضور اقدس کا نکاح سید شاہ محسن بلگرامی کی دختر سے ہوا۔اولاد امجاد میں چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔صاحبزادوں میں حضرت شاہ شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں خلف اکبر، شاہ آل برکات ستھرے میاں، سید شاہ آل حسین سچے میاں، خلف اصغر سید اعلیٰ صاحب نے صغرسن میں انتقال فرمایا۔سید شاہ حمزہ کا وصال ۱۴، محرم الحرام ۱۱۹۸ھ کو مارہرہ میں ہوا۔اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے "ادخلی فی جنتی" سے تاریخ وصال نکالی۔

عالم ربانی، برکات ثانی

حضرت سید شاہ محمد حقانی

رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۴۵ھ ۔ ۱۷، ذو الحجہ ۱۲۱۰ھ ۔ ۱۷۹۴ء

حضرت سید شاہ محمد حقانی میاں، سرکار کلاں حضرت سید شاہ آل محمد کے چھوٹے صاجزادے تھے۔خانقاہی برکتوں سے مالا مال گھرانے میں ۱۱۴۵ھ کی کسی مبارک صبح کو مارہرہ شریف میں پیدا ہوئے۔والد ماجد سید شاہ آل محمد، والدہ ماجدہ غنیمت فاطمہ اور برادر معظم سید شاہ حمزہ جیسے مینار ہدایت آپ کی تربیت، علم کی فراہمی اور شخصیت سازی کے لیے آپ کے پاس نعمت خداوندی کے طور پر موجود تھے۔ان کی رہنمائی اور شفقتوں میں آپ نے خود کو سجایا، سنوارا۔قرآن، حدیث، تفسیر اور اصول فقہ کے ساتھ ساتھ تمام رائج فنون کی تعلیم اپنے بزرگوں سے حاصل فرمائی۔لیکن روحانی تربیتیں خصوصی طور سے اپنے والد ماجد سے حاصل کیں۔آپ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا جس لے لئے گھر کا کتب خانہ ہی کافی تھا۔جس میں مختلف علم وفن کی ہزاروں کتابیں موجود تھیں۔بچپن ہی میں والد کا وصال ہوگیا، تو ساری نگرانی آپ کے بڑے بھائی سید شاہ حمزہ ہی نے فرمائی۔آپ اپنے بھائی کا لحاظ ایک استاد، نگراں اور مرشد کی مانند فرماتے تھے۔

حضرت حقانی میاں صاحب اپنے چچا کی صاجزادی سے منسوب تھے۔ان سے نکاح نہ ہوسکا تو آپ نے ساری زندگی شادی نہ کرنے کا فیصلہ فرمایا۔حضرت شاہ حقانی خانقاہی نظام سے جڑے ہوئے تھے اس لیے عملیات اور وظائف کے ساتھ ساتھ خانقاہی انتظام اور نگرانی میں بھی خود کو مصروف رکھتے۔یادالٰہی سے جو وقت مل جاتا اس میں عزیزوں کی خبر گیری، خاندانی معاملات کی دیکھ بھال، کتابوں کا پڑھنا اور خانقاہ کے آمد وخرچ کا حساب وغیرہ پورے طور سے ملاحظہ فرماتے۔

حضرت حقانی کے اخلاق وکردار کا بیان کرتے ہوئے حضرت اسد العارفین سید شاہ حمزہ عینی فرماتے ہیں: ''میرا حقیقی بھائی شاہ حقانی فقیر سے ۱۴،سال چھوٹا ہے۔حضرت والد ماجد کے وصال کے وقت اس کی عمر ۲۰،سال تھی۔کریم الاخلاق ہے اور ہر شخص کی خدمت کا جذبہ رکھتا ہے۔حضرت والد ماجد سے اسے جن اعمال واشغال کی اجازت ہے، ان پر پابندی سے عمل کرتا ہے، مخلوق خدا کے ساتھ سخاوت کا معاملہ کرتا ہے اور اس فقیر سے بہت نیازمندانہ پیش آتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلوص کا پیکر بنایا تھا۔آپ خدا کے ان بندوں میں سے تھے جن کی ہر سانس اللہ کی رضا اور آخرت کی فکر کے لیے ہوا کرتی ہے۔خانقاہ عالیہ برکاتیہ کے تمام انتظامی معاملات آپ کے سپرد رہتے۔خاص طور سے تعمیرات کا کام تو آپ ہی کے ساتھ خاص تھا۔آپ ان کاموں کو نہایت ذمہ داری سے نبھاتے،معاملات کا فیصلہ کرتے،صلہ رحمی اور ایک دوسرے کے حق کا لحاظ رکھنے میں اپنی مثال آپ تھے۔عزیز و اقارب بھی آپ کی اس ذمہ دارانہ دیانت کی وجہ سے آپ پر اعتماد کیا کرتے تھے۔

شاہ حقانی علیہ الرحمہ کو عمارت بنانے اور باغ لگانے کا بہت شوق تھا۔بڑے باغ کو پکے احاطے کے ساتھ تعمیر کرایا،اس باغ میں طرح طرح کے پھل اور میوے پیدا ہوتے تھے۔

حضرت شاہ حقانی کے بارے میں حضرت شرف ملت سید محمد اشرف میاں صاحب قبلہ نے حقانیت پر مبنی ایک جملہ ارشاد فرمایا:

''حضرت حقانی خاندان برکات کے شاہجہاں تھے''۔

خانقاہ برکاتیہ کی اکثر قدیم عمارتیں حضرت حقانی کی تعمیر کرائی ہوئی ہیں۔دیوان خانہ،حویلی سجادگی،مختلف مکانات اور بستی پیرزادگان خصوصی طور پر تعمیر کرائے۔

حضرت شاہ حقانی علم وفن کے شناور اور قلمی فضل وکمال کے مالک تھے۔آپ نے دو اہم قلمی یادگاریں چھوڑیں۔''عنایت رسول کی''،''نعت رسول کی''۔

عنایت رسول کی:

۹۰۰ صفحات پر قرآن حکیم کی تفسیر آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں صرف چار مہینے میں تصنیف فرمائی۔اس کی جدید اشاعت حضرت امین ملت کے دست مبارک سے ہوئی ہے۔

نعت رسول کی:

حدیثوں کے انتخاب ''کتاب الاخیار'' کا ترجمہ ہے۔اس میں ۴۰۰،حدیثیں جمع ہیں۔

شاہ حقانی کا وصال ۱۷،ذی الحجہ ۱۲۱۰ھ مطابق ۱۷۹۶ء میں جمعہ کے دن ہوا۔

حضرت شاہ حقانی خاندان برکات کے وہ بزرگ ہیں جنہوں نے نہ کسی کو مرید کیا اور نہ ہی خلافت سے نوازا۔(تذکرہ مشائخ مارہرہ از احمد مجتبیٰ)

شمس الدین، ابوالفضل

حضرت سید شاہ آل احمد **اچھے میاں** مارہروی رضی اللہ عنہ

۲۸، رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۰ھ ..... ۱۷، ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ

یا ابوالفضل آل احمد حضرت اچھے میاں
شاہ شمس الدین ضیاء الاصفیاء امداد کن

نامے سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کاموں
دیکھو میرے پلّے پر وہ اچھے میاں آیا

نام وکام وتن وجان وحال ومکان
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام (اعلیٰ حضرت)

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے (امام احمد رضا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارك عليه وعليهم وعلى المولى السيد الشاه

ابی الفضل شمس الملۃ والدین آل احمد اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر

اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

ولادت شریف: آپ کی ولادت باسعادت ۲۸، رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۰ھ میں ہوئی جس کا مادۂ تاریخ ''سلطان مشائخ جہاں'' ہے۔

اسم شریف ولقب: آپ کا اسم گرامی سید آل احمد اور لقب شریف اچھے میاں قدس سرہٗ ہے۔

والد ماجد: آپ خلف رشید وسجادہ نشین حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ کے ہیں۔

ولادت کی بشارت: حضور صاحب البرکات، سلطان العاشقین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ نے یہ بشارت دی تھی کہ مجھے بفضل الٰہی چار واسطوں کے بعد ایک لڑکا عنایت ہوگا جس سے رونق خاندان دوبالا ہوگی، بعدہٗ حضور صاحب البرکات کے بڑے شہزادے، نے حضور اچھے میاں قدس سرہٗ کو تسمیہ خوانی کے وقت گود میں بٹھا کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہی شہزادے ہیں جن کی بشارت والد ماجد نے دی تھی۔

تعلیم وتربیت: آپ نے علوم ظاہری وباطنی ومنازل سلوک کی تکمیل اپنے والد ماجد سے فرمائی اور آپ کے روحانی معلم حضور سیدنا غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے فن طب باقاعدہ کلیم نصر اللہ صاحب مارہروی سے حاصل فرمایا تھا مگر اس علم سے سوائے ستر تصرفات کام نہ لیا جاتا تھا، بظاہر مریض کو معمولی دوا یا کسی درخت کے پتے تجویز فرماتے، مگر حقیقتاً خود چارہ سازی فرماتے

فضائل: قدوۃ الکاملین، قطب العارفین، عاشق خدا، معشوق سرکار مصطفیٰ، مظہر جناب غوثیت

مآب، سید فخر الاولیاء، شمس الدین، ابو الفضل حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ، سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے چھتیسویں امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ بڑے باکمال و عارف باللہ تھے، کرامات و تصرفات میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، علوم ظاہر و باطن میں بے ہمتا تھے، آپ نے سخت ترین ریاضتیں کیں اور مجاہدات و سلوک میں ایک خاص شان کے حامل تھے، غلاموں کی حفاظت و کفالت، خود فرماتے اور اخلاق نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیکر تھے۔ عام مخلوق پر آپ کی نظر مہربانی ہوتی ہی تھی لیکن خدام، ساکنان بدایوں پر آپ کی خاص نوازشیں تھیں، اور ارشاد فرماتے کہ "بدایوں ہمارا جاگیر ہے، جو جاگیر ہم کو حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عطا ہوئی ہے"۔ آپ علوم ظاہر و باطن کے بہترین عالم تھے۔ اکثر علماء۔ فضلاء، آپ کے خدام تھے۔ علماء کے دقیق و مشکل مسائل ایسی خوبی سے حل فرما دیتے کہ عقلیں حیران رہ جاتیں۔ ایک بار حضرت کے آخری عہد میں حضرت مولانا شاہ عبد المجید (۱) عین الحق

---

(۱) حضرت مولانا شاہ عبد المجید عین الحق بدایونی قدس سرہٗ، حضرت شاہ عبد المجید عثمانی المتوفی ۱۲۳۲ھ کے بڑے صاحبزادے ہیں، ۲۹، رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ کو پیدا ہوئے، ظہور اللہ تاریخی نام تجویز ہوا، بزرگ خاندان اور والد ماجد کے پھوپھا بحر العلوم حضرت مولانا شاہ محمد علی عثمانی اور اپنے ماموں حضرت مولانا محمد عمران خطیب اور پھوپھا حضرت مولانا شاہ عبد الغنی قدست اسرارہم سے پڑھنے کے بعد لکھنؤ میں حضرت مولانا ذو الفقار علی دیوادی سے تکمیل علوم کی۔ باشارۂ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت شاہ اچھے میاں مارہروی قدس سرہ کے دست حق پرست پر مرید ہوئے، بیعت کے بعد آپ نے شب و روز شیخ کی خدمت میں حاضری کا التزام کرلیا، بدایوں سے طلبی کا کوئی خط آجاتا اور حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کو خبر ہوجاتی تو حضرت وطن جانے کی تاکید فرماتے، آپ اچھا کہہ کر حکم والا کی تعمیل کا قصد فرماتے لیکن دل جدائی پر راضی نہ ہوتا تھا، ادھر ادھر پھر کر حاضر دربار ہوجاتے یہاں تک کہ حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ خود ہی سواری کا انتظام فرما کر جانے کا حکم فرماتے، مجبوراً بدایوں جاتے اور دو چار دن رہ کر واپس آجاتے، آثار احمدی میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ نے آپ کے بارے میں نہایت بلند کلمات تحریر فرمائے ہیں، حضرت نے تکمیل مراتب کے بعد آپ کو خلافت عطا کی اور شاہ عین الحق کے خطاب سے عزت افزائی فرمائی، ۱۲۵۱ھ میں شیخ کے وصال کے بعد مستقل بدایوں رہنے لگے، ۱۲۵۶ھ میں آپ نے زیارات حرمین شریفین کا شرف حاصل فرمایا، یوں تو بدایوں کا خاندان عثمانی ہمیشہ سے علم و معرفت میں مشہور چلا آتا ہے، مگر آپ کے زمانہ میں اس نے کافی شہرت پائی اور آپ کی ذات بابرکات (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اجلہ خلفاء میں حکم فرمایا، معاً حضرت شاہ عین الحق پر مسائل کی تحقیق وارد ہوئی اور فرمایا کہ فقیر پر ہدایات سے ہیں، نے عرض کیا کہ مسئلہ قرطاس میں ہر چند علماء نے جواب دیئے ہیں لیکن حضور میری تسکین فرمادیں۔ حضرت نے دوات قلم کا شافی مل چکے ہیں اور حضرت کے فضائل و مناقب حضرت شاہ عبد العزیز (۱) محدث دہلوی قدس سرہٗ

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) سے بے شمار خلائق نے راہ ہدایت پائی۔ سہ شنبہ ۱۷، محرم الحرام ۱۲۶۳ھ میں پچاس سال تین ماہ اٹھارہ ان کی عمر پا کر واصل بحق ہوئے، "داد رونق بخلد بریں" تاریخ وصال ہے۔ حضرت آل رسول مارہروی قدس سرہٗ، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی، دآپ کے نامور شاگرد ہیں، اور حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی آپ کے صاحبزادہ و جانشین تھے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۳۵، ۱۳۶)

(۱) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ ۱۱۵۹ھ، ۱۷۴۲ء سال ولادت "غلام علیم" تاریخی نام، والد ماجد سے تکمیل علوم کی، سولہ برس کی عمر میں فاتحہ فراغ پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے، آپ کی عمر کا ستر ہواں برس تھا جب حضرت شاہ ولی اللہ نے ۱۱۷۶ھ میں انتقال کیا، شاہ عبد العزیز اپنے بھائیوں میں باعتبار علم و فضل کے بڑے تھے، اس لئے والد کے جانشین ہوئے، سوم کے دن آپ کی دستار بندی کا جلسہ ہوا، حضرت مولانا شاہ فخر الدین محمد چشتی نے آپ کے سر پر دستار باندھی اور بطور ہدایت بزرگانہ ارشاد فرمایا، آپ کے والد سے جو غلطیاں ہوگئی ہیں ان کو مٹانے کی کوشش کیجئے گا، حضرت شاہ عبد العزیز نے مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر درس و تدریس میں مصروفیت اختیار کی، شائقین علم نے دور دور سے آکر آپ سے اکتساب علم کیا، آپ کا سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہوا، ہندوستان کے تقریباً تمام علماء کا سلسلہ حدیث آپ ہی سے وابستہ ہے، حضرت شاہ صاحب ہر جمعہ اور منگل کو پرانے مدرسہ کوچہ چیلان میں وعظ فرماتے تھے، حضرت مخدوم آل رسول مارہروی، حضرت مولانا مفتی صدر الدین خاں، حضرت شاہ غلام علی برادر زادہ، مولانا مخصوص اللہ اور مولانا فضل حق خیر، مولانا فضل حق آبادی، مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی، حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی، حضرت شاہ ابو سعید مجددی، مولانا شاہ ظہور الحق پھلواروی، مولانا شاہ عبد الغنی پھلواروی قدست اسرارہم آپ کے مشہور اور نادرۂ روزگار تلامذہ میں سے ہیں، آپ کا پورا گھرانہ سلاسل اربعہ کے مشائخ کے نقش قدم پر تھا۔ غیر مقلدین کا جو نظریہ ہے اس کے سخت مخالف تھے، مقلد ہی رہے اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی تمام نامور ہستیاں مقلد ہی تھیں، جن کی پیروی کرنے والوں میں بڑے بڑے فقہاء، محدثین و نابغہ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں۔ بروز یکشنبہ، شوال المکرم ۱۲۳۹ھ، ۱۸۲۴ء میں حضرت کا وصال ہوا، تصانیف میں تفسیر عزیزی اور روافض کے رد میں تحفہ اثنا عشریہ مشہور کتابیں ہیں۔ آپ عربی کے بہترین شاعر بھی تھے، اور اس میدان شعر و ادب میں بھی آپ نے کمال حاصل کیا تھا، سچ تو یہ ہے کہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کے ''ملفوظات عزیزی'' میں بلند کلمات کے ساتھ موجود ہیں۔

مسئلہ وحدۃ الوجود: واقعہ یوں ہے کہ ایک شخص نے حضرت نقیب الاشراف بغداد قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر مسئلہ وحدۃ الوجود سمجھنا چاہا، تو حضرت نے ہندوستان کے سفر کی ہدایت فرمائی، وہ صاحب علماء مشائخ سے ملتے ہوئے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی خدمت میں پہنچے، عرض مدعا کیا مگر تشفی نہ ہوئی، حضرت محدث دہلوی نے فرمایا کہ آپ مارہرہ میں حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کی خدمت میں جائیے وہ آپ کی تسکین فرما دیں گے۔

عبادت و ریاضت: حضرت عبادت و ریاضت میں بہت بلند مرتبہ کے حامل تھے، آپ ہمیشہ اکتساب واذکار و مراقبات واشغال میں مصروف رہتے، یہاں تک کہ فرائض پنج وقتہ کے علاوہ حبس کبیر، صلوٰۃ معکوس وصوم ونوافل اور مجاہدات قویہ، و ریاضات باطنیہ اور اشغال کا التزام رکھتے تھے اور طاعات پر طاعات بجا لاتے تھے۔

عادات و معمولات: حضور قدوۃ السالکین سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ کے معمولات روز و شب اس طرح سے تھے: آپ آخر شب میں اٹھ کر حوائج ضروریہ سے فارغ ہوتے، پھر وضو فرما کر تہجد ادا کرتے، بعدہٗ دست مبارک اٹھا کر دین کی ترقی اور متوسلین کیلئے دعائے مغفرت فرماتے، جب دعا سے فارغ ہو جاتے تو فقراء گیارہ بار ذکر کلمہ شریف بآواز بلند کرتے، اس وقت دروازہ بند ہو جاتا تھا اور کسی غیر کو خلوت خاص میں باریابی کی مجال نہ ہوتی، بعدہٗ محل سرا میں تشریف لے جاتے، تھوڑی دیر بعد برآمد ہو کر خانقاہ میں رونق افروز ہوتے اور

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) ادب ہمیشہ ان مشائخ سلاسل سے ہی دنیا کو ملے اور شعور دینی بیدار ہوا، کسی دنیا دار، درم دینار پر شاعری کرنے والے نے مذہب و دین سے آگاہ نہیں کیا بلکہ انہوں نے مذہب و دین کو مجروح کیا، یہی وجہ ہے کہ اس وجود دنیا سے مٹ گیا۔ ادبی تاریخ میں مشائخ وقت نے ہی نمایاں کردار ادا فرمایا ہے اور قوم کو دین و مذہب کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کا سبق دیا ہے۔ (تذکرہ علمائے اہلسنت ص ۱۴۱، ۱۴۲)

درویشوں کو طلب فرما کر استفسار و ارادت فرماتے اور بقدر حوصلہ ہر ایک کی اصلاح فرماتے، پھر درگاہ شریف جا کر پہلے اپنے والد ماجد کے مزار پر فاتحہ و قدم بوسی کیلئے حاضر ہوتے اور پھر والدہ ماجدہ، جد امجد و عم مکرم کے مزارات پر فاتحہ خوانی کرتے، اکثر اوقات درگاہ معلی سے متصل پائیں باغ میں تشریف لے جاتے اور جامن کے درخت کے نیچے دری بچھا کر جلوہ افروز ہوتے، وہاں سے اٹھ کر خانقاہ تشریف لے جاتے، اس وقت دربار عام ہوتا، ہر ایک اپنا اپنا مطلب عرض کرتا، آپ اپنے خدام کو سخت محنت و ریاضت سے بچاتے، اہل حاجات کو بھی وظائف و اعمال بہت کم مرحمت فرماتے، زبانی عرض یا عرضی پر حکم ہوتا اور پورا ہو جاتا، اپنے اکابر کی طرح تصرفات میں پوشیدگی فرماتے، دوپہر کے وقت کھانا طلب ہوتا تو گیہوں کی دو یا تین ہلکی چپاتیاں، شوربہ یا مونگ کی دال کے ساتھ تناول فرماتے، پھر قیلولہ کرتے بعدہٗ حاجات ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو فرماتے اور ظہر کی نماز ادا فرماتے، بعدہٗ تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوتے، پھر خانقاہ میں جلوہ افروز ہو کر درود کا وظیفہ پڑھتے، پھر نماز عصر مسجد میں ادا کر کے خانقاہ میں رونق افروز ہوتے، پھر نماز مغرب مسجد میں باجماعت ادا فرماتے، بعدہٗ فقرا ختم خواجگان کرتے بعدہٗ خانقاہ میں حاضر ہوتے، اس وقت خدام و دیندار دست بستہ مجرا اور آداب بجالاتے، حضرت قبلہ سجادہ پر رونق افروز ہو کر تسبیح درود شریف کا وظیفہ پڑھتے، پھر نماز عشاء مسجد میں باجماعت ادا فرماتے اور بعد عشاء دروازے مغلوق ہو جاتے تھے۔

تصانیف و علمی خدمات: آپ کی تصانیف کے بارے میں سیدی مرشدی حضرت علامہ مولانا شاہ مفتی سید محمد میاں مارہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت کی تصنیف و تالیف سے سب سے بڑی ضخیم کتاب آئین احمدی ہے، سنا ہے کہ اس کی چونتیس و بروایتے ساٹھ جلدیں بہت مبسوط علوم و فنون مختلفہ میں تھیں، اپنے نزدیک علوم متداولہ میں سے کوئی علم و فن ایسا نہیں چھوڑا جو اس میں نہ ہو، اس کی بہت سی جلدیں تلف ہو گئی ہیں، اب فقیر کے کتب خانہ میں چند جلدیں ہیں جن میں ایک عقائد و فقہ میں بطور متکلمین و صوفیہ اور بقیہ اشغال و اوراد وغیرہ میں ہیں، اور کچھ جلدیں حضور سیدی مہدی حسن عم مکرم کے کتب خانہ میں بھی تھیں، اور کچھ جلدیں

مدرسہ قادریہ بدایوں میں حضرت مولانا فضل رسول بدایونی (☆) قدس سرہٗ کے کتب خانے

(☆) حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی کے بڑے صاحبزادے، فضل رسول نام، ماہ صفر ۱۲۱۳ھ میں ولادت ہوئی، دادا بزرگوار حضرت شاہ عبدالمجید بدایونی نے "ظہور محمدی" تاریخی نام رکھا، صرف ونحو کی کتابیں دادا سے پڑھیں، ۱۲۲۵ھ میں بغیر اجازت بارادۂ تعلیم براہ شاہجہاں پور چوتھے دن فرنگی محل لکھنؤ پہنچے، مولانا شاہ نورالحق بن مولانا انوارالحق فرنگی محلی کے درس میں شریک ہو کر کامل تین برس تک کسب علوم کیا، استاذ کے حکم کے بموجب حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق رودولوی کے عرس میں حاضر ہوئے، ۱۷، جمادی الاخریٰ ۱۲۲۸ھ کو صبح کے وقت مواجہہ مزار میں مجلس علماء کی موجودگی میں آپ کی دستاربندی ہوئی، واپسی میں مولانا نورالحق نے مولانا کو اپنے والد ماجد مولانا شاہ انوارالحق کی رونمائی کیلئے پیش کیا، انہوں نے آپ کو قریب بلا کر خیر و برکت کی دعا دی اور فرمایا صاحبزادے! ایک دن وہ آنے والا ہے کہ جب حفاظت دین کا سہرا تمہارے سر سجایا جائے گا، تو مسند فقر و عرفان تمہاری ذات سے فروغ پائے گی۔ فرزندارجمند مولانا نورکا، نور علم تمہارے دم سے فیض بخش عالم ہوگا۔ والد ماجد کی زبان سے یہ کلمات خیر سن کر مولانا نورالحق بہت مسرور ہوئے۔ سیف المسلول تحصیل علم کے بعد مولانا نور صاحب کے حکم سے وطن آئے، دادا بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالحمید کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے تکمیل علم کی سند ان کے روبرو رکھ دی، ان کے حکم سے اپنے قدیم آبائی مدرسہ محمدیہ کو مدرسہ قادریہ کے نام سے منسوب کر کے درس وتدریس میں مشغول ہو گئے، بہت جلد حضرت کے درس کی شہرت دورونزدیک پہنچ گئی اور آپ علوم ظاہری و باطنی کے مرجع قرار پائے۔ حضرت طلبہ پر نہایت شفیق تھے۔ ان کی تھوڑی سی پریشانی سے بے چین ہو جاتے تھے۔ اسی دوران راجہ بنارس کی لڑکی کے علاج کیلئے تھوڑے دنوں بنارس مقیم رہے، وہاں سے واپسی کے کچھ دنوں بعد مفتی عدالت رہے، ساڑھے تین سال سہوان میں سررشتہ دار رہے، دوبار حج وزیارت سے مشرف ہوئے، پہلے حج میں حضرت علامہ محمد عابد سندھی مدنی المتوفی ۱۲۵۷ھ سے سند حدیث حاصل کی، حضرت مولانا عبداللہ سراج مکی نے مکہ مکرمہ میں سند خاص عطا فرمائی، یہ سفر دہلی سے پاپیادہ طے ہوا تھا، دوسرا حج والد ماجد کی معیت میں کیا، خدمت وسعادت کے صلے میں معین الحق کے خطاب سے سرفراز ہوئے، ۱۲۷۸ھ میں سرکار بغداد کا سفر کیا، یہ حضرت نقیب الاشرف مولانا سید علی قادری کا زمانہ تھا، انہوں نے بہت اکرام کیا، اور تعظیم کی، اور اپنے صاحبزادہ مولانا سید سلیمان علی قادری کو تلمذ و اجازت حاصل کرنے کا حکم دیا، بسلسلۂ رشد وہدایت حیدرآباد دکن میں بھی قیام رہا، نیز بسلسلۂ طبابت بریلی میں بھی مقیم رہے، حضرت نے فتنۂ وہابیت کے انسداد کیلئے بڑی کوشش فرمائی، مولوی رضی الدین بسمل بدایونی نے تذکرۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ آپ حضرت قطب صاحب کے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

میں موجود ہیں، (۲) بیاض عمل و معمول دوازدہ ماہی، (۳) آداب السالکین مطبوعہ، (۴) مثنوی اشعار تصوف میں، (۵) دیوان اشعار فارسی وغیرہ۔

کشف و کرامات: آپ کے کشف و کرامات بھی بے حد ہیں، جس کو تحریر میں لانا دشوار ہے۔ راقم السطور یہاں پر چند کرامات کو بطور تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

برص زدہ اچھا ہوگیا: جناب شیخ رسول بخش بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک برص زدہ سپاہی حاضر ہوا، اور دور ہی کھڑا رہا۔ حضرت نے فرمایا، بھائی آگے آؤ؟ وہ عرض کرنے لگا، حضور میں اس قابل نہیں ہوں، فرمایا، آگے آؤ، وہ شخص آگے آیا، تو جس جگہ سفید داغ تھا حضرت نے اپنے دست مبارک کو ارشاد فرمایا، یہاں تو کچھ نہیں ہے۔ بعدہٗ سپاہی نے دیکھا تو داغ بالکل غائب تھا۔

راہِ سلوک درود شریف سے طے: آثار احمدی میں لکھا ہے کہ بخارا کا رہنے والا ایک شخص مارہرہ شریف حاضر ہوا، اور نماز ظہر ادا خانقاہ شریف میں پڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: حضرت کا نام سن کر طلب حق کے واسطے یہاں آیا ہوں، کیونکہ مجھ میں مجاہدہ کرنے کی طاقت نہیں ہے حضور کی توجہ سے بے محنت اس عظیم فیض سے مشرف ہونا چاہتا

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) مزار شریف پر معتکف تھے، عین مراقبہ میں دیکھا کہ حضور خواجہ صاحب رونق افروز ہیں اور دونوں دست اقدس پر قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب نظر آتی ہے، آپ نے عرض کیا: اس قدر تکلیف حضور نے کس لئے گوارا فرمائی، ارشاد مبارک ہوا کہ: تم یہ بار اپنے ذمہ لے کر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو، اس ارشاد کے بعد آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اسی ہفتہ کتاب مستطاب بوارق محمدیہ تالیف فرمائی، یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیف اللہ المسلول صف اول کے ان ممتاز علماء و مشائخ میں سے تھے، جنہوں نے فتنۂ نجدیت کے سد باب کیلئے کوشش بلیغ فرمائی ،آپ کی اور علامہ فیض حق خیر آبادی کی ذات قدسی صفات کی وجہ سے اہل باطل کے مقابلہ میں بدایونی و خیر آباد کے لقب سے پکارے جاتے تھے، مولانا مفتی اسد اللہ الہ آبادی، المتوفی ۱۳۰۰ھ، مولانا مفتی عنایت رسول چریا کوٹی، مولوی خرم علی وہابی، مولانا شاہ احمد سعید مجددی، مولوی کرامت علی جونپوری وغیرہ مشہور تلامذہ ہیں۔ بروز پنجشنبہ، ۲، جمادی الاولی ۱۲۸۹ھ کو وصال ہوا، درگاہ قادری بدایوں میں مرقد مقدس ہے۔
(تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۲۰۸ تا ۲۱۰)

ہوں، حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا کہ اتنی بڑی دولت اس قدر جلدی چاہتے ہو؟ حاضرین میں سے ایک شخص نے طعنہ دیا کہ یہ بھی کوئی حلوہ ہے، جو تمہارے منہ میں رکھ دیا جائے؟ حضرت نے فرمایا ایسا نہ کہو، خدا سے کیا بعید ہے؟ پھر اس نوجوان کو ایک درود شریف معہ ترکیب تعلیم فرما کر کہا کہ آج رات پڑھنا۔ اس نے حسب حکم پڑھا، درود شریف پڑھنے کی حالت میں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور ایک حالت اس پر طاری ہوگئی، جس سے اس کا عقدۂ باطنی کھل گیا، صبح کو حضرت کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا، سبحان اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہر صدی کے بعد میری امت میں ایک شخص ایسا ہوگا جو میرے دین کو زندہ کرے گا تو وہ ذات مقدس آج اس صدی میں حضور آپ کی ہے۔

تین اولاد کی بشارت: خلیفہ محمد ارادت اللہ بدایونی آپ کے مرید تھے، جو ہمہ وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ ایک بیٹا عطا فرمائے، ایک مرتبہ حضور صاحب البرکات کے عرس میں اپنے مرشد کے روبرو کھڑے تھے، سخاوت عرفانی جوش پر تھا، ارشاد فرمایا، ارادت اللہ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ غلام کو کوئی فاتحہ خواں نہیں ہے؟ حضرت نے فرمایا رب کریم ہمارے ارادت اللہ کو فرزند دیدے۔ اس کے بعد فرمایا، خلیفہ! پہلے بیٹے کا نام کریم بخش رکھنا، دوسرے کا رحیم بخش اور تیسرے کا الٰہی بخش رکھنا، خلیفہ موصوف قدموں میں گر پڑے اور عرض کرنے لگے کہ حضور مجھ کو امید نہیں، تو حضرت نے اپنے سر مبارک کا کلاہ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا، کہ خدا کی ذات سے مجھ کو امید ہے۔ خلیفہ ارادت اللہ واپس ہوئے، جلد ہی خدا کی قدرت ظاہر ہوئی، بعد مدت معمول کے بیٹا پیدا ہوا، خلیفہ نے اس کا نام کریم بخش رکھا، یہاں تک کہ تین سالوں میں تین بچے پیدا ہوئے اور تینوں کے نام حضرت کے حکم کے بموجب رکھے گئے، بعنایت الٰہی تینوں بیٹے جوان و عاقل ہوئے، دو بیٹوں نے اپنا آبائی پیشہ حجامت اختیار کیا اور کریم بخش نے علم حاصل کیا اور علوم مروجہ سے فراغت حاصل کر کے انگریزی گورنمنٹ کے ملازم ہوئے، کریم اللغات انہیں کی تصنیف کردہ ہے۔

لاتعداد مریدین کی پہچان: گلشن ابرار میں حضور اچھے میاں قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے خلیفہ مولوی ریاض الدین سہسوانی تحریر فرماتے ہیں کہ: ایک دیہاتی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا، بعدہٗ عرصہ دراز تک دربار اقدس میں حاضری کی سعادت کا موقع نہ ملا، اتفاقاً ایک سال حضور سیدنا حمزہ قدس سرہٗ کے عرس مبارک میں حاضر ہوا، جہاں ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا، اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ حضرت کے ہزاروں مریدین ہیں، اور روزانہ ایک گروہ آکر مرید ہوتا ہے، بھلا حضرت کو کیا یاد ہوگا کہ ہمارا یہ مرید ہے؟ کچھ دیر کے بعد وہ دیہاتی بھی باریاب ہوا، سلام وکلام کے بعد حضرت نے خصوصیت سے ان کو قریب طلب فرمایا، خیریت پوچھی، گاؤں کا حال دریافت فرمایا اور ارشاد فرمایا، میاں تم اپنے مویشی کے ساتھ گاؤں والوں کے جو چوپائے جنگل میں لے جاتے ہو، ان میں اپنا اور پرایا کیسے پہچان لیتے ہو؟ انہوں نے کچھ عرض کیا، اس کے کہنے پر حضرت نے ارشاد فرمایا، میاں! فقیر بھی اپنے گلہ کو اسی طرح خوب پہچانتا ہے، ان کے گلے میں ایک محبت کا ڈورا بندھا ہوتا ہے۔

(نور مدائح حضور ص: ۶۴)

بادشاہوں کے نذرانے: بادشاہ عالی گہر شاہ عالم نے اپنے فرمانبردار نواب آصف الدولہ والی لکھنو کے ذریعے ۱۱۹۸ھ میں متعدد گاؤں خانقاہ برکاتیہ کے اخراجات کیلئے وقف کیے، جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ صورت پور، اسلام پور، پہلی پرگنہ مارہرہ بصیغہ آل تمغا، رحمت پور، وبسورہ خورد، پرگنہ بدام، ان تمام گاؤں کو بصیغۂ جاگیر خرچ خانقاہ کیلئے وقف کیے۔

خزانۂ غوثیہ: حضرت کی تحویل میں ایک چھوٹا سا خزانہ تھا جسے غلۂ غوثیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کی وسعت کی کوئی انتہا نہ تھی، ہزار ہا روپے کے انعام وعطیات اسی خزانہ عامرہ غوثیہ سے ہوتے، صدہا خدام تھے جن کی کفالت خود حضرت فرماتے تھے اور اسی خزانہ سے آستانہ کے حاضرین خدام کی جملہ آسائش کا سامان منگواتے باوجود ان اخراجات کے عطیہ غوثیہ میں کمی نہ ہوتی، جو حضرت کی ایک عظیم کرامتوں میں سے ایک زندہ کرامت تھی۔

اولاد کرام: حضرت کا عقد شریف سید غلام علی سلہڑوی بلگرامی کی صاحبزادی فضل فاطمہ سے

ہوا، جن سے ایک صاجزادی اور ایک صاجزادے تولد ہوئے۔(۱) صاجزادی، ۱۱، ربیع الاول ۱۱۹۶ھ کو انتقال کرگئیں، (۲) حضرت سائیں صاحب، جو حضرت کے صاجزادے تھے، موصوف مادرزاد ولی تھے، جو منہ سے نکل جاتا اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمادیتا، تقریب تسمیہ خوانی کے بعد بخار آیا، اسی سبب تیرہ ربیع الاول ۱۱۹۶ھ کو وفات پائی اور درگاہ شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ میں بچوں کے حظیرہ میں دفن ہوئے۔ (خاندان برکات، ص:۱۷)

خلفائے کرام: آپ کے خلفاء چار دانگ عالم میں تھے اور آپ کے مریدین کی صحیح تعداد نہیں بتائی جاسکتی، ایک اندازے کے مطابق قریب دو لاکھ کی تعداد پہنچتی ہے، اور خلفائے کرام کے نام حسب ذیل ہیں، جنہوں نے مذہب اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔

(۱) حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی (۲) حضرت پیر بغدادی صاحب، صاجزادہ حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت شاہ خیرات علی نبیرہ و سجادہ نشین مخدوم سید شاہ فضل اللہ کالپوری (۴) حضرت مولانا عبد المجید عین الحق بدایونی (۵) حضرت مولانا عبد المجید عثمانی بدایونی (۶) حضرت حافظ سید غلام علی شاہجہانپوری (۷) حضرت مولوی ریاض الدین سہسوانی (۸) حضرت مولانا فخر الدین عثمانی بدایونی (۹) حضرت مولانا ذکر اللہ شاہ صاحب فرشوری بدایونی (۱۰) حضرت سید احمد شاہ شاہجہانپوری (۱۱) حضرت سید شاہ میرن بریلوی (۱۲) حضرت غلام جیلانی بدایونی (۱۳) حضرت مولانا ابو الحسن عثمانی بدایونی ثم بریلوی (۱۴) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب عباسی بدایونی (۱۵) حضرت مولانا محمد بہاء الحق عباسی بدایونی، حضرت سید محمد علی صاحب ملقب غلام درویش لکھنوی (۱۶) حضرت مولانا فضل امام رائے بریلوی (۱۷) حضرت شاہ محمد غلام غوث بدایونی ثم زمانیہ غازیپوری (۱۸) حضرت شاہ گل (۱۹) حضرت میاں حبیب اللہ شاہ بدایونی (۲۰) حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب عباسی بدایونی (۲۱) حضرت میاں شاہ عالم (۲۲) حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ بدایونی ثم کانپوری (۲۳) حضرت میاں شاہ حسن (۲۴) حضرت شاہ حسین مغل

(۲۵) حضرت مولانا محمد افضل صدیقی بدایونی (۲۶) حضرت مولانا غلام عباس بردوانی (۲۷) حضرت خواجہ کلن قاضی سرونج (۲۸) حضرت علامہ محمد اعظم سہوانی (۲۹) حضرت حافظ مراد شاہ (۳۰) حضرت مولانا نور محمد (۳۱) حضرت شاہ غلام قادر (۳۲) حضرت شاہ شہاب الدین مست (۳۳) حضرت چودھری نیار علی کمبوہ مارہروی (۳۴) حضرت مولانا بدرالدین بخاری (۳۵) حضرت مولانا شیخ احمد دہلوی (۳۶) حضرت مولانا عبد الجبار شاہجہان پوری (۳۷) حضرت مولانا عبد القادر داعستانی (۳۸) حضرت شاہ بے فکر (۳۹) حضرت خواجہ غلام نقشبند خاں دہلوی (۴۰) حضرت میاں جی عبدالملک انصاری بدایونی (۴۱) حضرت قاضی ظہیر الدین صدیقی بدایونی (۴۲) حضرت سید قدرت علی شاہجہانپوری (۴۳) حضرت شاہ نجف علی شاہ (۴۴) حضرت سید منور علی شاہ جحیری (۴۵) حضرت حافظ محمد محفوظ آنولہ (۴۶) حضرت مولانا عبد العلی فرشوری بدایونی (۴۷) حضرت شاہ الہ یار شاہجہانپوری (۴۸) حضرت میاں جی شہاب الدین ککھالہ بدایونی (۴۹) حضرت سید شاہ فضل غوث بریلوی (۵۰) حضرت حافظ مراد شاہ پنجابی (۵۱) حضرت دیندار شاہ رامپوری (۵۲) حضرت شاہ عبد الحق شاہجہانپوری (۵۳) حضرت مولانا عبادت اللہ صدیقی بدایونی (۵۴) حضرت نعمت اللہ شاہ عرف کوارے میاں ساکن کانٹ (۵۵) حضرت لطف علی شاہ (۵۶) حضرت شیخ بارک اللہ صدیقی بدایونی (۵۷) حضرت شیخ اشرف علی انصاری منداوری (۵۸) حضرت منشی ذوالفقار الدین بدایونی (۵۹) حضرت شیخ مبازرالدین بدایونی (۶۰) حضرت سید رفعت علی شاہ (۶۱) حضرت مولانا قاضی عبد السلام عباسی بدایونی (۶۲) حضرت قاضی امام بخش صدیقی بدایونی (۶۳) حضرت میاں عبداللہ شاہ صحرائی بدایونی (۶۴) حضرت اصالت خاں (۶۵) حضرت سید محمود مکی (۶۶) حضرت جلال الدین پوربی (۶۷) حضرت مولانا نصیر الدین عثمانی بدایونی (۶۸) حضرت شاہ خاموش قدس اللہ تعالیٰ سرہم (نورمدائح، صفحہ نمبر ۷۰، ۷۱)

ملفوظات : حضور سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہٗ کی تصنیف کردہ کتاب ’’آداب

السالکین''، جس کا اردو ترجمہ ''رہنمائے مسترشدین'' کے نام سے حضرت علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری مارہروی قدس سرہ نے کیا، تبرکاً بخوف طوالت چند ضروری حصوں کو راقم السطور نقل کرتا ہے، جو تصوف کے موضوع پر بڑی مفید کتاب ہے، تفصیل کیلئے اصل کتاب مطبوعہ سے استفادہ کریں۔

ان آداب کے بیان میں کہ اگر ان پر سالک اپنی سمجھ کے موافق مرشد کی حضوری میں ہمیشہ عمل درآمد کرے تو ان کیفیتوں سے اپنی قوت آخذہ جلد قوی ہو جائے، اس کو نمبر دار بارہ ادبوں میں تحریر فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

(۱): یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے خدا سے خدا کے سوا نہ طلب کرے، جب اللہ عزوجل اس کا ہو گیا تو سب خلق اس کی ہو گئی۔

(۲): یہ ہے کہ کبھی کوئی حرف ایسا زبان پر نہ لائے کہ نیاز و بندگی وعجز وسرافگندگی کے سوا دوسرے معنی کا ابہام واحتمال بھی رکھتا ہو، حضرات محبوبان خدا کا مقام بہت ارفع واعلیٰ ہے کہ ان سے برضاء حق سبحانہ وتعالیٰ مرتبہ محبوبیت میں کچھ ناز ومحبت کا کلام صادر ہوتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو پسند آتا ہے۔

(۳): یہ ہے کہ اپنے نفس کو آثار نعمت الٰہی جل وعلا کے ظہور سے اختفاء میں رکھے، یعنی قرب الٰہی کا ہر مرتبہ خواہ وہ قرب نوافل سے ہو یا قرب فرائض سے چھپا رہے۔

(۴): یہ ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ جل وشانہ کو بالذات اپنے ظاہر و باطن کے سب احوال پر مطلع جانے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کو بھی بعطائے الٰہی اسی طرح اپنے احوال ظاہری و باطنی مطلع جانے، اس صورت میں اس سے خدا جل وعلا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت نہ ہو سکے گی، بلکہ مطابق الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اپنے شیخ کو بھی عنایت الٰہی جل وعلا کا پرتو اور حضرات انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہے، اپنے ظاہر و باطن احوال پر دانا و بینا جانے کہ مخالفت شیخ کی عین مخالفت خدا و رسول ہے، وہ بھی اس سے نہ ہو سکے۔

(۵): یہ ہے کہ حضرت جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہر چھوٹے بڑے کام میں بہت کوشش سے اپنے اوپر لازم جانے کہ محبوبی کا درجہ اسی کو ملتا ہے۔

(۶): یہ ہے کہ وہ حضرات جو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں، جیسے ساداتِ کرام اور مشائخ عظام اور علماء اعلام ان کو جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب جان کر ان کی تعظیم واحترام میں دل وجان سے کوشش کرے۔

(۷): یہ ہے کہ اپنے پیر ومرشد کو اپنے حق میں کل جہان کے شیوخ سے افضل جانے کہ اس کا حکم اس کے حق میں بحیثیت تبلیغ عین حکم نبوی ہے اور اس کے قول وفعل کو ہرگز ضعیف وحقیر نہ سمجھے۔

(۸): یہ ہے کہ مرید اپنا اختیار اپنے پیر ومرشد کے ہاتھوں میں رکھے اور خود اس کے سامنے ایسا ہو جائے جیسے میت نہلانے والے کے ہاتھوں میں اور کوئی کام ظاہر کا ہو یا باطن کا بغیر حکم مرشد نہ کرے۔

(۹): یہ ہے کہ جذبہ ورود تجلیات کی وجہ سے کیسا ہی جوش باطن اس کے فہم ووہم سے باہر ہو، اس میں پیدا ہو پھر بھی اپنے مرتبہ کو پہچانتا رہے، اس سے قدم کو آگے نہ بڑھائے اور بزرگان دین سے ہمسری نہ چاہے، بلکہ اس کے حق میں بہتر وانسب یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھے اور یہ کمالِ انسانی کا مرتبہ ہے۔

(۱۰): یہ ہے کہ اپنے کل امور میں خواہ وہ نفس کے ورغلانے سے ہو یا قلب وروح کے قوت دینے سے، بہر حال تمام وقتوں میں خود کو حوالہ بخدا کرنا چاہیے۔

(۱۱): یہ ہے کہ خلق سے خلوت اور اپنے نفس سے عزلت اختیار کرے یعنی خلق سے تنہائی اختیار کرے، اور اپنے نفس سے غرور اور گھمنڈ نکال ڈالے۔

(۱۲): یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے کم کھانے اور کم سونے کی کوشش کرے اس میں بہت سے فائدے ہیں، پھر حضرت نے مسئلہ فنا کی نشاندہی فرمائی ہے جو اس طرح ہے۔

یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ فنا تین طرح کی ہے اور ہر ایک کیلئے ایک امر معین

ہے، جب تک کہ تینوں فنا حاصل نہ ہوگی بقا سے کچھ نہ پاؤ گے۔

پہلی فنا: فنافی الشیخ ہے یعنی اپنے آپ کو تصور مرشد میں ایسا فراموش اور ایسا گم کردے کہ اپنے آپ کو غیر مرشد نہ سمجھے، مطلب یہ ہے کہ اپنی ہستی بالکل بھلا دے اور اپنے بجائے صرف مرشد کو ہی موجود جانے اور اعضاء سے جو کچھ حرکات وسکنات ظاہر ہوں یہی جانے کہ یہ اعضاء مرشد کے ہیں اور ان کی حرکت وسکون باختیار مرشد ہے، اپنے آپ کو بدن شیخ کے مفہوم یا معقول یا موہوم کے مانند تصور کرے اور وجود صرف فہم وہم وعقل شیخ کیلئے جانے اور اپنے سب اطوار میں بسر موئے وجود نہ جانے، نہ حقیقتاً نہ فرضاً۔

دوسری فنا: فنافی الرسول ہے، یہاں ان سب کے اوپر لکھی ہوئی باتوں کو پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مطہر سے سمجھے اور قطعاً اپنا وجود وہم میں نہ لائے، یہ فناء اول سے حاصل ہوتی ہے، اس لئے کہ سالک اول اپنے شیخ میں فانی ہوا ہے اور شیخ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فانی ہے، بس یہ فنا بسہولت میسر ہو جاتی ہے۔

تیسری فنا: فنافی اللہ تعالیٰ ہے، اور جب یہ فنا انتہا پر پہنچتی ہے تو بقا کی ابتداء ہوتی ہے، جب یہ فنا حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوئی تو فرمایا کہ میں تو چالیس برس سے اپنے خدا سے کلام کر رہا ہوں اور خلق سمجھتی ہے کہ ہم سے کلام کر رہے ہیں، اور اسی طرح اور بہت سے بزرگوں کے اقوال ہیں، اس لئے کہ اس کا طور اسی طرح کے اور بہت سے بزرگوں کے اقوال کا ہوتا ہے، اور اس فنا کے حصول کے بعد سالک موحد بالذات ہوتا ہے کہ شرک وجود کا دریا بھی باقی نہیں رہتا۔ (آداب السالکین ص: ۲ تا ۹)

وصال مبارک: آپ نے ۱۷، ربیع الاول ۱۲۳۵ھ بروز پنجشنبہ بوقت چاشت بعمر ۷۵ سال بعارضۂ سرطان اس جہان فانی سے سفر آخرت فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (خاندان برکات ص: ۱۷)

مزار مبارک: آپ کا مزار مقدس حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی مزار مبارک کے دائیں جانب مرجع خلائق ہے۔

سید آل رسول نظمی میاں رقمطراز ہیں:

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

"سلطان مشائخ جہاں" مادۂ تاریخ ولادت ہے۔ آپ نے اخذ فیض اپنے والد ماجد اسد العارفین سید شاہ حمزہ سے فرمایا۔ سخت ریاضتیں کیں۔ مجاہدات سلوک میں ایک شان خاص تھی۔ مرشد کے علاوہ آپ کے مربی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ حضور اچھے میاں میں غایت فنافی الغوث کی یہ شان تھی کہ اپنے پیارے بھتیجے سید شاہ غلام محی الدین سے اس نام پاک کی عظمت سے خاص محبت فرماتے تھے۔ پہلے صاحبزادے کو کھلاتے پھر خود تناول فرماتے تھے۔ صدہا خدام تھے جن کی کفالت بحکم خدا خود حضور فرماتے تھے۔ آپ کو تصنیف وتالیف سے دلچسپی نہ تھی۔ آپ نے اپنے کتب خانے سے متفرق علوم وفنون کی کتب کا انتخاب فرما کر ہر فن کا خلاصہ مرتب کروایا۔ ایک مجموعہ جو تقریباً تیس اور بروایئے ساٹھ جلدوں پر مشتمل تھا، مکمل ہوا اس کا نام آئین احمدی رکھا گیا۔ اسی میں بیشتر اکابر کے متون اور چھوٹے چھوٹے رسالے نقل ہیں۔

حضور کا عقد سید شاہ غلام علی بلگرامی کی دختر سے ہوا۔ قبل سجادہ نشینی ایک صاحبزادے حضرت سائیں میاں صاحب اور ایک دختر تولد ہوئیں۔ دونوں ہی سن طفولیت میں انتقال کر گئے۔ حضور اچھے میاں صاحب کا وصال ۱۷، ربیع الاول ۱۲۳۵ھ، بعمر ۷۵ سال بعارضہ سرطان، مارہرہ میں ہوا۔ وہیں مرقد پرانور زیارت گاہ خلائق ہے۔

دل کو اچھا، تن کو ستھرا، جان کو پرنور کر
ستھرے پیارے نورِ حق شمس الضحیٰ کے واسطے

سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلف دوم حضور سید شاہ حمزہ، کی ولادت ۱۱۶۳ھ کو بمقام مارہرہ، ہوئی۔ "پیر مشائخ" مادۂ تاریخ ولادت ہے۔ مرید وخلیفہ اپنے والد ماجد کے تھے۔ اپنے اخ معظم اچھے میاں صاحب کی رحلت کے بعد

سجادہ نشین ہوئے۔آپ بہت کم کلام فرماتے تھے۔اکثر اوقات درود و وظائف میں مشغول رہتے۔ہزاروں قرآن شریف تلاوت فرمائے۔روزانہ دس پارہ پڑھنا معمول تھا۔فن تکسیر اور طب میں دستگاہ خاص تھی۔آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔زوجہ اولیٰ دختر سید شاہ محمد احسن بن سید محمد رضا بلگرامی تھیں۔ان کے بطن سے صرف حضرت سید آل امام عرف جما میاں صاحب پیدا ہوئے۔دوسری شادی دختر سید غلام شاہ حسین خلف قاضی غلام الاولیاء سے ہوئی۔ان کے بطن سے تین صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔حضرت ستھرے میاں صاحب شعر بھی فرماتے تھے۔آشفتہ تخلص تھا۔آپ نے نوے برس کی عمر میں، ۲۶، رمضان المبارک سنہ ۱۲۵۱ھ کو اول وقت ظہر مارہرہ میں وفات پائی۔وہیں مدفن ہے۔

دونوں عالم میں ہو مجھ پر تیری رحمت کا نزول
شہ امیر عالم اہل صفا کے واسطے

☆☆☆☆☆

نام نامی جن کا ہے حضرت غلام محی الدین
بخش دے مجھ کو تو ان کے اتقا کے واسطے

شمس العرفاء، سراج الکملا حضرت سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ

چھوٹے فرزند حضرت شاہ ستھرے میاں صاحب کے ہیں۔سنہ ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوئے۔اپنے عم معظم حضور اچھے میاں کے منظور نظر تھے۔ابتدائی تعلیم مولوی شاہ عبدالمجید اور مولوی شاہ سلامت اللہ سے حاصل کی اور خود حضور اچھے میاں کی تعلیم میں رہے۔علم ظاہری مولوی ولی اللہ صاحب فرخ آبادی سے پڑھا۔علوم باطنی کی تعلیم عم مکرم اور آپ معظم سے پائی۔بیعت والد ماجد سے تھی۔خلافت و اجازت حضور اچھے میاں صاحب اور حضور ستھرے میاں صاحب دونوں سے حاصل کی۔اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد اپنے دونوں حقیقی بھائیوں شاہ آل رسول احمدی اور شاہ اولاد رسول کے ساتھ سجادہ نشین سجادۂ احمدیہ برکاتیہ ہوئے۔آپ کا عقد صیانت فاطمہ دختر سید سعادت علی صاحب ابن سید منتخب حسین صاحب بلگرامی سے بلگرام میں ہوا۔تین

فرزند شاہ نورالحسین، شاہ نورالحسن اور شاہ نور المصطفیٰ اور ایک دختر سکینہ فاطمہ بیگم تھیں۔ حضرت کا وصال ۵، شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ بدھ کے روز لکھنؤ میں ہوا۔ مارہرہ میں تدفین حسن وصیت ہوئی۔

مجھ کو اولادِ رسولِ باصفا کا رکھ غلام
شاہ اولادِ رسول باضیا کے واسطے

سید العابدین حضرت سید شاہ اولادِ رسول صاحب قدس سرہ منجھلے صاحبزادے حضرت سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہ کے تھے۔ پندرہ شعبان ۱۲۱۲ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش اور تربیت حضور اچھے میاں نے فرمائی۔ بیعت وخلافت اور اجازت عطا فرمائی۔ فن طب اپنے والد ماجد سے سیکھا۔ آپ کا عقد میر سعادت علی ابن سید منتخب حسین صاحب کی دختر قدرت فاطمہ سے ہوا۔ چار صاحبزادے شاہ محمد صادق، شاہ محمد جعفر، شاہ محمد باقر اور شاہ محمد عسکری اور چار صاحبزادیاں اولاد فاطمہ، غنیمت فاطمہ، محب فاطمہ اور خاتون فاطمہ زندہ رہیں۔ ۲۶، ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ کو مارہرہ میں انتقال فرمایا۔ حضرت والا کو فن تکسیر اور روحانیات وسلب امراض میں ید طولیٰ تھا۔ چند رسال طب اور حالات خاندان و بیان میلاد مبارک میں ہیں۔

قول وفعل وحال سب میں مجھ کو تو سچا ہی رکھ
شہ محمد صادقِ مردِ خدا کے واسطے

خاتم الاسلاف، افتخار الاخلاف حضرت سید شاہ محمد صادق قدس سرہٗ بڑے صاحبزادے حضور سید شاہ اولاد رسول کے تھے۔ ۷، رمضان المبارک ۱۲۴۸ھ کو پیدا ہوئے۔ تربیت وتعلیم اپنے والد ماجد سے پائی۔ بیعت وخلافت اپنے عم مکرم سید شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہٗ سے تھی۔ عم اعظم حضور خاتم الاکابر اور والد ماجد سے بھی اجازت وخلافت تھی۔ اپنے اسلاف کے کمالات ظاہر و باطن کے سچے وارث تھے۔ ابتدائے ہوش سے آخر عمر تک پابندیٔ اوقات ومعمولات خاندانی کبھی ناغہ نہ ہونے دیئے۔ فن طب اپنے والد ماجد اور عم مکرم

سید شاہ آل رسول صاحب سے اور کچھ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی سے حاصل کیا۔ سیتا پور میں تقریباً ۴۵ برس قیام کیا۔ آپ کی مرتب کردہ دو بیاضیں نسخہ جات طلب کی ہیں۔ آپ کا عقد اپنے عم و مرشد شاہ غلام محی الدین کی دختر سکینہ بیگم سے ہوا۔ دو صاجنرادے سید شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن الملقب بہ شاہ جی میاں اور سید شاہ ابوالکاظم محمد ادریس حسن ستھرے میاں اور پانچ دختر امداد فاطمہ حیدری بیگم، طفیل فاطمہ ابرار بیگم، احتشام فاطمہ سیدہ بیگم، اور رامۃ الفاطمہ اور انظار فاطمہ تھیں۔ حضرت والا نے شب پنجشنبہ ۲۴، شوال ۱۳۲۶ھ میں سیتا پور میں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

حضرت ڈاکٹر سید امین قادری برکاتی رقمطراز ہیں:

کسی لکھنے والے کو جب ایسی شخصیت کے بارے میں لکھنا ہو جس سے اسے محبت بھی اور عقیدت بھی، ساتھ ساتھ نسبت بھی ہو تو یہ اس کے امتحان کی گھڑی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ اس شخصیت کے بارے میں تفصیل لکھے تو قارئین مبالغہ کا الزام لگا سکتے ہیں اور اگر لکھنے میں کوتاہی کرے تو خود اس کا ضمیر ملامت کرے۔ میں بھی آج اسی کشمکش میں مبتلا ہوں، ''آداب السالکین'' کے مصنف سید شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مجھے عقیدت بھی ہے اور محبت بھی، اسی کے ساتھ ساتھ ان سے ایسی نسبت ہے جو یہاں سے وہاں تک ہے۔ میں بہت احتیاط سے کام لیتے ہوئے میانہ روی اختیار کرتا ہوں اور حضرت والا کے حالات زندگی اور تعلیمات کو احاطہ تحریر میں لانے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں نسباً زیدی تھے ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: سید شاہ آل احمد ابن سید شاہ حمزہ ابن سید آل محمد ابن سید برکت اللہ ابن میر سید اویس ابن میر عبدالجلیل ابن میر عبدالواحد ابن سید ابراہیم ابن سید قطب الدین ابن سید ماہ رو ابن سید بڈھا ابن سید کمال ابن سید محمد صغریٰ جد قبائل سادات بلگرام ابن سید علی ابن سید حسین ابن سید ابوالفرح ثانی ابن سید ابوفراس ابن سید ابولفرح واسطی جد اعلیٰ جماعت سادات زیدیہ بلگرام و بارہ وغیرہما ابن سید داؤد ابن سید حسین ابن سید یحییٰ ابن حضرت زید سوم ابن سید عمر ابن سید زید دوم

ابن سید علی عراقی ابن سید حسین ابن سید علی ابن سید محمد ابن سید عیسیٰ المعروف بموتم الاشبال ابن حضرت زید شہید ابن امام زین العابدین ابن سید امام حسین ابن سیدنا مرتضیٰ علی زوج سیدۃ النساء فاطمہ زہرا بنت سید الانبیاء محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

حضور اچھے میاں کے جد اعلیٰ سید علی عراقی بادشاہان وقت کے مظالم سے پریشان ہو کر مدینہ طیبہ سے عراق کے شہر "واسطہ" تشریف لے آئے (سنا ہے کہ عراق میں یہ شہر "حسینیہ" کے نام سے اب بھی موجود ہے)، ان کی اولاد میں سید ابوالفرح واسطی مع چار صاحبزادگان، سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں واسطہ سے غزنی آگئے۔ ان کے صاحبزادے سید ابوفراس نے "جاجنیر" (ہندوستان) میں سکونت اختیار کی۔ سید ابوفراس کی اولاد میں سے میر سید محمد صغریٰ نے سلطان شمس الدین التمش کے حکم سے سری نگر کے راجہ سری پر لشکرکشی کی اور ۶۱۴ھ میں فتح حاصل کرنے کے بعد سری نگر کا نام بلگرام رکھا اور وہیں مع اہل وعیال سکونت اختیار کی۔ سلطان التمش نے بلگرام اور آس پاس کی جاگیریں سید محمد صغریٰ کو نذر کر دیں۔ میر سید محمد صغریٰ کی اولاد میں میر سید عبدالواحد بلگرام میں قیام پذیر رہے۔ ان کے بڑے صاحبزادے میر سید عبدالجلیل (ولادت ۲۰، رجب ۹۷۲ھ، وصال ۸، صفر ۱۰۵۷ھ) ۱۰۱۷ھ میں بلگرام سے مارہرہ آگئے۔ قانون گوئے وقت چودھری وزیر خان نے ان سے بیعت کی اور قیام کا انتظام کیا۔ حضرت والا کا وصال مارہرہ میں ہوا۔ میر عبدالجلیل کے صاحبزادے میر سید اویس کبھی مارہرہ میں رہتے اور کبھی بلگرام چلے جاتے۔ ۲۰، رجب المرجب ۱۰۹۷ھ کو ان کا بلگرام میں وصال ہوا اور مزارِ پاک بھی وہیں ہے۔ میر سید اویس کے بڑے صاحبزادے مخدوم شاہ برکت اللہ کی ولادت ۲۶، جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ کو ہوئی، اپنے والد ماجد کی حیات تک وہ بلگرام میں رہے اور ۱۰۹۷ھ کے بعد مارہرہ تشریف لے آئے اور مستقل سکونت اختیار کر لی۔ صاحب البرکات کا وصال ۱۰، محرم الحرام ۱۱۴۲ھ کو مارہرہ میں ہوا اور مارہرہ میں ہی مزارِ پاک ہے۔ آپ امام سلسلہ عالیہ برکاتیہ ہیں۔ شاہ برکت اللہ کے بڑے صاحبزادے سید شاہ آل محمد کی ولادت ۱۸، رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں ہوئی اور ۱۶، رمضان

المبارک ۱۱۶۴ھ کو مارہرہ میں وصال ہوا۔ شاہ آل محمد کے بڑے صاحبزادے سید شاہ حمزہ کی ولادت ۱۴، ربیع الآخر ۱۱۳۱ھ کو ہوئی اور ۱۴، محرم الحرام ۱۱۹۸ھ کو مارہرہ میں وصال ہوا۔

"آداب السالکین" کے مصنف سید شاہ آل احمد اچھے میاں سید شاہ حمزہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کی ولادت ۲۸، رمضان ۱۱۶۰ھ کو ہوئی۔ علوم ظاہری کی تعلیم والد ماجد اور دادا سے حاصل کی۔ باطنی علوم کی تکمیل بھی والد اور دادحضرت نے کرائی۔ آپ اپنے والد سے بیعت تھے اور خلافت بھی حاصل تھی۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ "خاندان برکات" کے مصنف شاہ اولاد رسول محمد میاں نے تحریر فرمایا کہ آپ مظہر غوث اعظم تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی۔

حضور اچھے میاں کے خلفاء بھی کافی تعداد میں ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر سلسلے کے فروغ میں مصروف تھے۔ ان کے مشہور خلفاء میں عین الحق مولانا شاہ عبدالمجید عثمانی بدایوانی (م ۱۲۶۳ھ) مولوی قاضی امام بخش بدایونی، مولوی غلام غوث شہید، شاہ غلام حسین مراد آبادی اہمیت کے حامل ہیں۔ خاندان میں آپ نے اپنے چھوٹے بھائی سید آل برکات ستھرے میاں اور ان کے بڑے صاحبزادے خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول وغیرہ کو خلافت سے نوازا۔

شاہ اچھے میاں کا عقد سیدہ فضل فاطمہ دختر سید غلام علی بلگرامی سے ہوا جن سے ایک صاحبزادی اور ایک صاحبزادے سید آل نبی سائیں صاحب پیدا ہوئے۔ ان دونوں کا کم سنی میں انتقال ہوگیا۔

والیان فرخ آباد حضور اچھے میاں اور ان کے اجداد کرام کے دیرینہ معتقد تھے، بادشاہ دہلی شاہ عالم نے ۱۱۹۸ء میں سورت پور اسلام پور پیلی، رحمت پور بھوسرہ بطور جاگیر حضرت والا اور خانقاہ کے اخراجات کے لئے نذر کئے۔

حضور اچھے میاں کے والد ماجد سید شاہ حمزہ نے ایک شاندار کتب خانہ ترتیب دیا تھا جس میں شعر وادب، حکمت، فقہ، تفسیر اور تصوف کے موضوعات پر ہزاروں کتابیں موجود تھیں

حضور اچھے میاں نے مختلف علوم وفنون میں ''آئین احمدی'' مرتب فرمائی۔شاہ اولادرسول محمد میاں کے مطابق آئین احمدی کی چونتیس جلدیں تھیں جن میں بہت سی ضائع ہوگئیں ۔چند جلدیں اب بھی مارہرہ کے کتب خانے میں میں محفوظ ہیں جن میں ایک جلد عقائد وفقہ میں بطور متکلمین اورصوفیاء ہے چند جلدیں مدرسہ قادریہ بدایوں کے کتب خانہ میں ہیں ان کے علاوہ ایک بیاض ''عمل معمول دوازدہ ماہی'' ہے جس میں ہرماہ سے متعلق اعمال واورادو اشغال واذکار ہیں۔''خاندان برکات'' کے مصنف کوحضور اچھے میاں کی ایک مثنوی کا بھی علم ہوا تھا جوتصوف کے موضوع پرتھی اور بدایوں کے ایک صاحب کوحفظ تھی۔

مارہرہ کے کتب خانے میں فارسی کاایک دیوان ہے جس کی نسبت سیدشاہ محمد میاں کاخیال ہے کہ وہ حضور اچھے میاں کی تصنیف ہے۔

حضوروالا کارسالہ ''آداب السالکین'' جس کااردوترجمہ الگ سے،قارئین کی نذرہو چکا ہے۔تصوف اورسلوک پرایک بہترین تصنیف ہے۔اس رسالے میں سالک کے لئے ہدایات تحریر ہیں اوراس میں دن رات گزارنے کے طریقے تعلیم کئے گئے ہیں''آداب السالکین'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۵ء میں مطبع ادبی لکھنؤ سے شاہ اولادرسول محمد میاں قادری برکاتی نے شائع کیااس ایڈیشن میں فارسی متن اوراس کااردوترجمہ ہے۔دوسرا ایڈیشن اراکین بزم قاسمی برکاتی کانپور کے زیراہتمام لیتھوبرقی پریس کانپور سے شائع ہوا۔اس ایڈیشن میں فارسی متن نہیں ہے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا　　　تم نے خرید کرہمیں انمول کردیا

(محمد امین)

خاتم الاکابر

حضرت مخدوم الشاہ

آل رسول

مارہروی رضی اللہ عنہ

رجب المرجب ١٢٠٩ھ ----- ١٨، ذی الحجہ ١٢٩٦ھ

تاجدار حضرت مارہرہ یا آل رسول
اے خدا خواہ وجدا از ما عدا امداد کن
(اعلیٰ حضرت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلیھم وعلی المولی السید الشاہ

الکریم الشاہ آل رسول الاحمدی رضی اللہ تعالی عنه

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ رکھ

حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

ولادت شریف: آپ کی ولادت باسعادت بماہ رجب المرجب ۱۲۰۹ھ میں مارہرہ شریف میں ہوئی۔ (برکات مارہرہ)

اسم شریف ولقب: آپ کا نام نامی سید شاہ آل رسول ہے، اور لقب خاتم الاکابر ہے۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام سید شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب قدس سرہٗ ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ کی تعلیم وتربیت والد ماجد کی آغوش شفقت میں ہوئی اور انہیں کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی، آپ کی ابتدائی تعلیم حضرت عین الحق شاہ عبدالمجید بدایونی صاحب، حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی قدس سرہما سے خانقاہ برکاتیہ میں پڑھ کر فرنگی محل کے علماء مولانا انوار صاحب فرنگی محلی، حضرت مولانا عبدالواسع سید نپوری اور حضرت مولانا شاہ نورالحق رزاقی لکھنوی عرف ملا نورسے، کتب معقولات علم کلام فقہ واصول فقہ کی تحصیل وتکمیل فرمائی۔ سلسلہ رزاقیہ کی سند واجازت حاصل فرمائی، ۱۲۲۶ھ میں حضرت مخدوم شیخ العالم عبدالحق رودولوی (۱) المتوفی ۸۰۷ھ کے عرس مبارک کے موقع پر مشاہیر علما

---

(۱) حضرت مخدوم شیخ العالم عبدالحق قدس سرہ مرید شیخ جلال پانی پتی درویش صاحب تصرف اور مظہر خوارق عادات وکرامات وصاحب ذوق وشوق وسکر اور حالت فقر وتجرید میں یگانہ، آپ کا جذبہ بڑا قوی تھا۔ احمد نام عبدالحق لقب، والد کا نام عمر تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے دادا شیخ داؤد سلطان علاء الدین خلجی ۷۱۶ھ ۶۹۶ھ کے عہد میں بلخ سے ہندوستان آئے اور سلطان علاء الدین نے شیخ داؤد کو رودولی میں جاگیر دی تھی، اس لئے وہیں سکونت اختیار کرلی، آپ کے آباء واجداد شیخ وقت تھے، والدہ بھی بڑی عابدہ زاہدہ تھیں، چنانچہ جب رات کو نماز کیلئے (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ومشائخ کی موجودگی میں دستار فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی سن پر حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے ارشاد کے بموجب حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے درس حدیث میں شریک ہوئے، صحاح ستہ کا دورہ کرنے کے بعد سلاسل حدیث وطریقت کی سندیں مرحمت ہوئیں، اور سند علم ہندسہ دو مقالہ اقلیدس سنا کر مولانا شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی سے حاصل کی۔ (برکات مارہرہ و نور مدائح حضور ص: ۸۱)

فن طب: فن طب آپ نے اپنے والد ماجد سید شاہ آل برکات ستھرے میاں قدس سرہٗ سے وحکیم فرزند علی خاں موہانی سے علماً وعملاً حاصل فرمایا۔

بیعت وخلافت: حضرت کو خلافت واجازت حضور سیدی اچھے میاں قدس سرہٗ سے تھی، والد ماجد نے بھی اجازت مرحمت فرمائی تھی مگر مرید حضرت اچھے میاں قدس سرہٗ کے سلسلے میں فرماتے تھے۔

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) اٹھتیں تو آپ بھی اٹھ کر نماز ادا فرماتے، بچپنے سے آپ کے اندر زہد وطاعت بدرجہ کمال تھا، شیخ تقی الدین پڑھانے کیلئے مختلف اساتذہ کی خدمت میں لے گئے، مگر آپ کا علم باطن بہت گہرا تھا، حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء کے مرید وخلیفہ تھے، شیخ آپ کی بڑی عزت وتوقیر کرتے اور عبد الحق کے خطاب سے نوازا، بے پناہ دعائیں دیں اور فرماتے کہ میرا سلسلہ تم سے جاری ہوگا، تم سارے عالم کو نور معرفت سے منور کروگے، اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا اور اس کا غلغلہ کبھی کم نہ ہوگا، یہاں تک کہ آپ مسند رشد وہدایت پر متمکن ہوئے آپ شریعت کا بے حد احترام فرماتے، پانچوں وقت کی نماز مسجد میں باجماعت ادا فرماتے، مسجد میں اپنے ہاتھوں سے جھاڑو دیتے، پوری رات شب بیداری فرماتے کامل بتیس سال تک تکیہ پر سر نہ رکھا، آپ فرماتے کہ حقیقی عبادت وہ ہے جس میں کوئی دنیوی غرض شامل نہ ہو، مریدوں کی اتباع کے طفیل میں خدا کو پالیا، دونوں جہان کو زیر قدم چھوڑ کر بلند ترین مقام پر فائز ہوگئے۔ آپ ہندی اور فارسی کے بہترین شاعر تھے اور احمد تخلص فرماتے تھے، ۱۵، جمادی الاخریٰ ۸۳۷ھ میں ایک سو آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کا مزار آج تک مرجع خلائق ہے، دستگیر بے کساں تاریخ وصال ہے۔ آپ کے فرزند شیخ عارف جانشین ہوئے جن کی عمر کل ۴۰ سال کی ہوئی، بڑے باکمال شیخ تھے ۸۵۹ھ میں وصال ہوا۔ (اخبار الاخیار)

فضائل: خاتم الاکابر حضرت مخدوم الشاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ العزیز آپ سلسلہ قادریہ سینتیسویں امام وشیخ طریقت ہیں، آپ تیرہویں صدی ہجری کے اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے، آپ کی وہ عظیم شخصیت تھی جس کی مساعی وکوشش سے اسلام ومذہب اہلسنت و جماعت کو استحکام حاصل ہوا۔ بڑے نڈر، بے باک، شفیق اور مہربان تھے، غرباء ومساکین کی ضرورتوں کو پوری کرتے، علوم ظاہر وباطن میں ماہر تھے، آپ کے مکاشفہ میں عجیب شان تھے، آپ اپنے اسلاف کی زندہ وتابندہ یادگار تھے، آپ کے دور میں سلسلہ برکاتیہ کی کافی اشاعت ہوئی، آپ کی شان بڑی ارفع واعلیٰ ہے، چنانچہ امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے بزبان فارسی آپ کے فضائل میں ۴۲، اشعار قلمبند فرمائے، جس کا مطلع اس طرح ہے،

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول

عادات وصفات: آپ کے عادات وصفات میں بھی شریعت کی پوری جلوہ گری تھی، اور شریعت مطہرہ کی غایت درجہ پابندی فرماتے، نماز باجماعت مسجد میں ادا فرماتے اور تہجد کی نماز کبھی قضا نہ ہونے دیتے، نہایت کریم النفس، عیب پوش اور حاجت برآری میں یگانہ عصر تھے جو احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں، وہی دعائیں مرحمت فرماتے، ہمیشہ لباس درویش وعلماء میں رہتے، تکلفات مشائخانہ سے احتراز فرماتے محافل سماع قطعاً مسدود بلکہ صرف مجالس وعظ ونعت خوانی ومنقبت وختم قرآن وقرآت دلائل الخیرات حضار عرس کی مہمانداری باقی رکھی تھی، فضولیات کی حضور کے دربار میں جگہ نہ تھی، ظاہر شریعت سے ایک ذرہ تجاوز گوارہ نہ فرماتے۔

جود وسخا: آپ کے جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ لوگ مصنوعی ضروریات بتا کر جب چاہتے روپیہ مانگ کر آپ سے لے جاتے، اور چور بدمعاش مسافروں کی صورت میں آتے اور آپ کی بارگاہ سے بامراد لوٹتے، آپ کی اہلیہ محترمہ عرض کرتیں کہ آپ ولی ہیں تو سب کو ولی ہی سمجھتے ہیں، کچھ احتیاط فرمائیں، مگر آپ خود گھر میں جا کر سائل کیلئے ضروری اشیاء لاتے اور دیتے جو

حاجت مند آتا اس کی حاجت برآری پہلے کرتے اور اکثر ایسا ہوتا اپنے کپڑے تک اتار کر دے دیتے تھے، ہر خادم و مرید سے نہایت شفقت و رافت سے معاملہ فرماتے ان کی پرسش حال حوائج کا انصرام خطا پر معافی، خفیہ معاونت عادت کریمہ تھی۔ کسر نفسی اور کمال درویشی کی یہ ہے کہ باوجود ہر قسم کے استحقاق فائق کے حضور نماز باجماعت ایک حافظ سے پڑھواتے، کبھی امام نہ بنتے، ایک بار مفتی عین الحسن صاحب بلگرامی نے جن کا مکاشفہ بہت بڑھا ہوا تھا، جماعت میں شریک ہو کر نماز توڑ دی اور سلام کے بعد حافظ صاحب سے فرمایا کہ مرد خدا! نماز میں بازار جانے اور سودا خریدنے کی ضرورت نہیں، ہم تمہارے ساتھ کہاں کہاں پریشان پھریں؟ حضرت مفتی صاحب کا سوال سن کر بہت برہم ہوئے اور ارشاد فرمایا، بہتر ہے کہ آپ خود نماز پڑھائیں ورنہ حافظ صاحب کے ساتھ ساتھ پھریں اور شریعت کا استہزاء نہ کریں، آپ کو نماز میں خود حضور نہیں ورنہ دوسروں پر نظر کیوں جاتی۔

آپ کا مثالی کارنامہ: آپ نے اپنے دور میں خانقاہ برکاتیہ کی بڑی خدمات کی ہیں، مدرسہ و مدرسین و مشائخ حجرات و خلوات فقراء تعمیر کرائے، عالم، حافظ، قاری، طبیب، درگاہ شریف میں معین کئے ایک محاسب مقرر فرمایا، جو تمام حسابات درگاہ شریف رکھے، خدام آستانہ کی خدمت مقرر فرمائی، مسجد میں امام و موذن مقرر فرمایا، پہلے اکثر خدمات درگاہ و خانقاہ و مسجد، مریدین و خلفاء کے سپرد تھی جو عقیدتاً بلا معاوضہ کرتے تھے، مگر حضرت نے وہ تمام کام اپنے ذمے لے لیا اور خود ہی انجام دیتے۔

اسناد علوم ظاہری و باطنی: حضرت نے اپنے استاذ مکرم مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ سے جو اسناد حاصل فرمائی ہیں اس کی تفصیل اس طرح ہے: علویہ، منامیہ، مصافحات مشابکہ سند حدیث مسلسل بالاضافہ چہل اسماء حزب البحر (۱) سند قرآن و دلائل

---

(۱) شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے ہیں ۵۹۱ھ میں مراکش میں پیدا ہوئے، کچھ مدت تک تیونس میں قیام پذیر رہے پھر مصر، سکندریہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الخیرات حصن حصین صحاح ستہ اور کتب حدیث وفقہ تفسیر کی اجازت واسناد مرحمت ہوئیں۔

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) قاہرہ اور صحرائے عیذاب میں مستفیض ہوتے رہے مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور یمن میں آپ کے نام کا غلغلہ بلند ہوا، ہزار ہا علماء اور صوفیا آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے ۶۵۶ھ میں ایک سو پانچ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ فرمایا، دعائے حزب البحر آپ کی بڑی کامیاب اور روح بخش دعا ہے جو مشائخ طریقت کے وظائف میں داخل ہے۔ محمد ابو عبد اللہ بن سلیمان آپکا آبائی وطن ضلع سوس ملک بربر افریقہ مین واقع ہے۔ آپ کا نسبی سلسلہ انیس پشتوں کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ علم ظاہر و باطن میں یکتائے روزگار تھے زہد تقویٰ میں لاثانی، عمدہ اخلاق اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ چودہ سال متواتر مراقبہ اور ریاضت میں گزارا اور چودہ سال کے بعد رشد و ہدایت کا مشغلہ شروع کیا بارہ ہزار سے زائد افراد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور بے شمار افراد اپنے گناہوں سے تائب ہوئے آپ سے بیشمار کرامات و ذوارق کا ظہور ہوا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے انتہائی پابند تھے اپنے شاگردوں کے ساتھ بربر و افریقہ میں ہدایت خلق کے لئے گشت کرتے آپ کی ترتیب دلائل الخیرات ایک لڑکی کی حیرت انگیز کرامت اس کتاب کے لکھنے کا سبب بنی یہ دلائل تقریباً سات سو سال سے علماء و مشائخ کے درمیان نہایت مقدس اور وظیفے میں داخل ہیں۔ آپ کی وفات ۸۷۵ھ یکم ربیع الاول کے دن نماز صبح کی پہلی رکعت کے سجدہ میں بمقام سوس ملک بربر میں واقع ہوئی اور ظہر کے وقت مسجد کے قریب مدفون ہوئے آپ کی کوئی اولاد ذکور نہ تھی۔ ستر سال بعد شاہ مراکش نے آپ کی نعش کو سوس سے نکلوا کر مراکش کے مشہور قبرستان ریاض الفردوس میں دفن کرایا اور اس پر ایک عالی شان قبہ بنوایا۔ جب آپ کی نعش برآمد ہوئی تو بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی اور داڑھی کے خط کے نشان بھی علیٰ حالہ باقی تھے اور آپ کی لاش کی انگلی سے دبایا گیا تو خون اپنے مقام سے سرکتا نظر آیا اور جب انگلی اٹھائی گئی تو خون اپنی جگہ پر پہنچ گیا، آپ کی قبر مبارک پر انوار عظیمہ کا نزول ہوتا اور ہمہ وقت زائرین کا اژدہام رہتا ہے۔

محمد نام ابو الخیر کنیت شمس الدین لقب اور ابن الجزری عرف ہے۔ آپ کے والد تاجر تھے شادی کے چالیس سال بعد جب کوئی اولاد نہ ہوئی حج کو تشریف لے گئے اور طواف کے بعد زمزم شریف پر گئے زمزم پیا اور دعا کی بارالٰہ نیک اولاد عطا فرما: دعا مقبول ہوئی اور شب شنبہ ۲۵ رمضان ۷۵۱ھ میں دمشق کے محلہ قصاعین میں ابن الجزری کی ولادت ہوئی۔ نہایت حسین وجمیل اور بڑے شکیل نشان تھے بڑے دولت مند بھی تھے آٹھویں اور نوایں صدی ہجری میں دمشق علوم وفنون کا مرکز تھا تعلیم شروع کی صرف بارہ سال کی عمر میں پورا قرآن حفظ کرلیا اور ہر سال تراویح میں سنایا قراۃ سبعہ کی مشق ابن الحسین سے کی پھر حج فرمایا: اور قاہرہ اسکندریہ، مصر وغیرہ میں ارباب کمال سے اس فن کو (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) حاصل فرمایا۔ یہاں تک کہ فقہ اصول فقہ، حدیث و جملہ علوم پر جلد ہی مہارت تامہ حاصل کی اور درس و تدریس کا غلغلہ اکناف عالم میں پھیل گیا بے شمار افراد نے آپ سے علوم حدیث و قرآن کو سیکھا متعدد، دار العلوم میں درس دیا، دار العلوم عادلیہ کے شیخ القراء مقرر ہوئے پھر دار الحدیث اشرفیہ میں شیخ القراء رہے، خطابت کا یہ عالم تھا کہ ملک الظاہر سیف الدین برقوق متوفی ۸۰۱ھ نے آپ کو جامع توبہ کا خطیب مقرر کر دیا۔ آپ کو شعر و سخن کا فطری ذوق تھا موصوف نے اس فن سے بھی قرآن و حدیث کی خدمت کی فن تجوید کے اصول اور قواعد کو اشعار میں منضبط کیا اور اختلاف قرات کو نظم کیا تا کہ ضبط میں سہولت ہو۔ آپ کا شمار اپنے دور کے فصیح لوگوں میں تھا حافظہ نہایت قوی تھا جو چیز ایک مرتبہ یاد کر لی گویا وہ کتاب میں محفوظ ہو گئی۔ ایک لاکھ حدیثیں سندوں کے ساتھ یاد تھیں۔ بڑے ملنسار، شیریں گفتار اور خدا ترس تھے۔ جملہ جملہ سے فصاحت و بلاغت ٹپکتی تھی۔ مزاج میں انکسار و تواضع بے حد تھا۔ اہل حجاز کے ساتھ خصوصیت سے بہت احسان کرتے تھے۔ بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے۔ آپ نے زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ (۱) قرات کی تعلیم اور درس حدیث (۲) تصنیف و تالیف (۳) عبادت اور یاد الٰہی تمام عمر، ان امور ثلاثہ پر بڑی پابندی سے عمل پیرا رہے ہر مہینہ میں تین روزے رکھتے تھے دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ اس کے علاوہ تھا جو کبھی قضا نہ ہوا۔ آپ کی کم و بیش چالیس تصانیف ہیں اپنے موضوع کے اعتبار سے ہر تصنیف اپنے اندر بے شمار معلومات رکھتی ہے انہیں اہم تصانیف میں "الحصن الحصین من کلام سید المرسلین" ہے جس کے معنی سید المرسلین کا کلام سے انتخاب کیا ہوا مضبوط قلعہ" ہے۔ اذکار و اوراد کی یہ کتاب آج بھی علماء مشائخ کے معمولات میں داخل ہے جس کی تاثیر سب پر عیاں ہے جس کے پڑھنے کا طریقت مشائخ سے اس طرح منقول ہے شب پنجشنبہ کو فرض یا سنت اور نفل سے فارغ ہو کر شروع کتاب کیفیۃ الصلوٰۃ تک دوسرے دن کیفیۃ الصلوٰۃ سے اذا باکورۃ تمرۃ تک پڑھے تیسرے دن اذارائی باکورۃ ثمرۃ سے فصل الادعیۃ التی ہی غیر مخصوصۃ تک چوتھے دن فصل الادعیۃ التی غیر مخصوصۃ سے آخر کتاب تک پڑھے۔ اس ترتیب سے چار دن میں ختم کرے یہ ختم خواہ ایک بار کرے یا سات بار چالیس بار پڑھنا قبولیت کے لئے اکسیر ہے آپ نے کم و بیش ۵۵ سال تک قرآن و حدیث کی خدمت کی ۸۲ سال کی عمر میں جمعہ کے دن نماز جمعہ سے قبل ۵ ربیع الاوّل میں (جو مرزا شاہ رخ کا عہد تھا) شیراز کے اندر اپنی قیام گاہ محلہ اس کافین میں انتقال فرمایا۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو اتنا ہجوم تھا کہ اعیان مملکت، عوام و خواص جنازہ کو کندھا دینے، چھونے اور بوسہ دینے میں ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے جن لوگوں کو جنازہ تک پہنچنا ممکن نہ تھا وہ ان لوگوں کے ہاتھ پر ہاتھ لگا کر برکت حاصل کرتے جنہیں امام الجزری کے جنازہ کو ہاتھ لگانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ آپ نے چھ فرزند اور تین دختر یادگار چھوڑی تھی۔ (مقدمہ حصن حصین)

کشف و کرامات

فلسفۂ معراج: منقول ہے کہ بدایوں کے ایک صاحب جو آپ کے مرید خاص تھے، وہ ایک مرتبہ سوچنے لگے کہ معراج شریف چند لمحوں میں کس طرح ہوگئی؟ آپ اس وقت وضو فرما رہے تھے اور فوراً اس سے کہا کہ میاں اندر سے تولیہ تو لاؤ، موصوف جب اندر گئے تو ایک کھڑکی نظر آئی، اس جانب نگاہ دوڑائی تو دیکھتے کیا ہیں کہ پر فضا باغ ہے، یہاں تک کہ اس کی سیر کرتے ہوئے ایک عظیم الشان شہر میں پہنچ گئے، وہاں انہوں نے کاروبار شروع کر دیا، شادی بھی کی اولاد بھی ہوئی، یہاں تک کہ بیس سال کا عرصہ گذر گیا، جب اک بیک حضرت نے آواز دی تو وہ گھبرا کر کھڑکی آئے اور تولیہ لیے ہوئے دوڑے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابھی وضو کے قطرات حضرت کے چہرۂ مبارکہ پر موجود ہیں، اور آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور دست مبارک بھی تر ہیں، وہ انتہائی حیران و ششدر ہوئے تو حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا کہ میاں وہاں بیس برس رہے اور شادی بھی کی، یہاں ابھی تک وضو خشک نہیں ہوا، اب تو معراج کی حقیقت کو سمجھ گئے ہوگے۔

ایام حج میں موجود: منقول ہے کہ حاجی رضا خاں صاحب مارہروی نے حج سے فارغ ہو کر مولانا محمد اسماعیل صاحب مہاجر سے بیعت کرنے کی پیش کش کی، مولانا موصوف نے فرمایا کہ تم نے حضرت شاہ آل رسول صاحب مارہروی قدس سرہٗ سے بیعت کیوں نہ کرلی، وہ اب تک ہمارے ساتھ تھے؟ یہاں تک کہ حاجی صاحب موصوف مارہرہ شریف جب لوٹے تو حضرت کے سامنے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میاں! انہیں شبہ ہوا ہوگا، میں تو اب تک خانقاہ شریف کی سجادگی چھوڑ کر کہیں گیا ہی نہیں۔

اولاد کرام: آپ کا عقد شریف نثار فاطمہ بنت سید منتخب حسین صاحب بلگرامی سے ہوا، جن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں، (۱) سید شاہ ظہور حسین بڑے میاں، (۲) سید شاہ ظہور حسین چھٹو میاں، (۳) انصار فاطمہ، (۴) ظہور فاطمہ، (۵) رحمت فاطمہ قدس سرہما۔ انصار فاطمہ اور ظہور فاطمہ کو یکے بعد دیگر سید حافظ حسن صاحب آپ کے بھانجے کے عقد میں دیا گیا جو

لاولد فوت ہوگئیں، تیسری صاحبزادی رحمت فاطمہ جن کا عقد سید محمد حیدر بن سید منتخب حسین سے ہوا، ان کا انتقال مکہ معظمہ میں بمقام منیٰ آٹھویں ذوالحجہ بروز پنجشنبہ ۱۳۱۰ھ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئیں، یہ صاحب اولاد تھیں، ان کی اولاد مارہرہ شریف میں ہے۔ اور سید شاہ ظہور حسین صاحب کی ولادت ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔ آپ کا عقد اول اکرام فاطمہ بنت سید دلدار حیدر بن سید منتخب حسین سے ہوا، ان سے ایک صاحبزادہ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ اور ایک صاحبزادی کلثوم فاطمہ جو سید شاہ نور المصطفیٰ بن سید شاہ غلام محی الدین قدس سرہٗ کے نکاح میں تھیں، جو صاحب اولاد تھیں، پیدا ہوئے۔

آپ کی ذات مجمع الکمالات تھی، حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کا فیضان عام تھا، بڑے بڑے فضلاء، علماء اپنے زانوے ادب کو آپ کی بارگاہ میں تہکر نا سمجھتے تھے، چنانچہ مشہور واقع ہے کہ مولانا صوفی عبدالرحمن صاحب جو مرید و خلیفہ حضرت حافظ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ اپنا حال بیان فرماتے تھے کہ سلوک و معرفت کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد میرے پیر و مرشد قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ مارہرہ حاضر ہو اور حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ سے سند تکمیل لاؤ۔ میں حاضر خدمتِ سید الاکابر ہوا اور عرض حال کیا، درود اویسیہ کی اجازت چاہی، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ چار اربعین یہاں حاضر رہو، اس وقت دیکھا جائے گا، میں حاضر رہا اور حسب ہدایاتِ حضور کسب و وردِ اشغال کرتا رہا، چار اربعین کے ختم پر سند تکمیل و اجازت عامہ و خلافت مرحمت فرمائی۔ حضرت کا یہ معمول تھا کہ اپنے صاحبزادوں کو باوجود تکمیل، اپنے گھر کے خلفاء و خدام سے اخذ علوم و فیوض کا حکم فرماتے، یہاں تک کہ آپ کے خلف اکبر حضرت سید شاہ ظہور حسن قدس سرہٗ نے جب سلوک ختم فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ تمہارے گھر کی بڑی دولت مولانا عبدالحمید بدایونی قدس سرہٗ کے پاس ہے، جاؤ ان سے اپنا حصہ لاؤ، یہاں تک کہ بدایوں کیلئے روانہ فرمادیا، حسب الحکم صاحبزادہ صاحب بدایوں پہنچے، حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی قدس سرہٗ عمائدین شہر کے ساتھ شہر کے باہر برائے استقبال آئے اور بکمال احترام اس پالکی کو

جس پر صاجنزادہ سوار تھے کندھا دیا اور مدرسہ قادریہ میں اتارا، حضرت صاجنزادہ نے فرمایا کہ میں پیرزادگی کے طور پر اپنے گھر کے خادم وخلیفہ کے یہاں نہیں آیا ہوں، حضور والد ماجد نے آپ کے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ اس نعمت سے جو آپ کے جد امجد سے ملی ہے اس فقیر کو بھی کچھ مرحمت ہو؟ حضرت مولانا قدس سرہٗ نے بکمال ادب عرض کیا کہ یہ خادم اور نعمت سب آپ کا مال ہے، تشریف رکھیے، جو مجھ کو معلوم ہے حاضر کروں گا، اور عشاء کی نماز کے بعد صاجنزادہ قدس سرہٗ اس حجرہ میں تشریف لے گئے جو آپ کے واسطے متعین کیا گیا تھا، اور اشغال باطنی میں مصروف ہو گئے، نماز صبح کی اذان سن کر حضرت صاجنزادہ حجرہ سے برآمد ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ مولانا عبدالمجید قدس سرہٗ حجرہ کے دروازے پر دست بستہ کھڑے ہیں معلوم ہوا کہ تمام رات آپ کی اسی طرح گذری ہے، صاجنزادہ صاحب نے اس تکلیف کا عذر فرمایا مولانا نے عرض کیا کہ یہی نعمت ہے جو میں آپ کے گھر سے لایا ہوں اور مجھ کو یہی حکم ہے، الحمدللہ کہ آپ کا سلوک تکمیل کو پہنچ گیا، یہ نکتہ تھا جس کی تکمیل کو آپ بدایوں بھیجے گئے کہ راہِ سلوک میں ادب ومحبت، ترکِ رعونت ایک لازمی امر ہے، بس آپ تشریف لے جائیے اور سندِ اجازت حاضر کی۔ (نور مدائح حضور، ص: ۸۷)

خلفاء کرام: حضرت کے خلفائے کرام اپنے وقت کی نابغہ روزگار ہستیاں ہیں، جن کی ایک ہلکی فہرست راقم الحروف عبدالمجتبیٰ رضوی پیش کرتا ہے۔ (۱): حضرت سید شاہ ظہور حسین (۲): حضرت سید شاہ مہدی حسن مارہروی (۳): حضرت سید شاہ ظہور حسین مارہروی (۴): حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں مارہروی (۵): حضرت سید شاہ ابوالحسن خرقانی (۶): حضرت سید شاہ محمد صادق، برادرزادہ (۷): حضرت سید شاہ امیر حیدر ہمشیرزادہ حضور (۸): حضرت سید شاہ حسین حیدر (۹): اعلیٰ حضرت مجدد اعظم الشاہ امام احمد رضا خاں قادری بریلوی (۱۰): حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی [۱] (۱۱) حضرت قاضی عبدالسلام عباسی

---

(۱) حضرت مولانا شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی قدس سرہٗ علی حسین، نام، پیر، شاہ اور شیخ المشائخ، خاندانی خطاب اشرفی تخلص، ۲۲، ربیع الثانی ۱۲۲۶ھ بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) ولادت ہوئی، حضرت مولانا گل محمد خلیل آبادی علیہ الرحمہ نے بسم اللہ خوانی ادا کرائی، مولوی امانت علی کچھوچھوی اور مولانا قلندر بخش کچھوچھوی علیہم الرحمہ سے فارسی عربی کی تحصیل کی، ۱۲۸۲ھ میں اپنے برادر اکبر قطب المشائخ حضرت شاہ اشرف حسین قدس سرہٗ سے مرید ہو کر تکمیل سلوک فرما کر اجازت و خلافت حاصل فرمائی، ۱۲۹۳ھ میں پہلا حج کیا، دربار نبوی سے خاص نعمتیں مرحمت ہوئیں، ۱۲۹۷ھ میں مسند سجادگی پر فائز ہو کر مصروف ہدایت و ارشاد ہوئے، ۱۳۲۳ھ میں دوبارہ حج و زیارت کا سفر کیا، تیسری مرتبہ ۱۳۲۹ھ میں مناسک حج کی ادائیگی اور دیدار روضۂ نبوی کے بعد بیت المقدس، شام، مصر، حامہ شریف، حمص شریف، کربلائے معلی، بغداد مقدس کی زیارتوں سے مشرف ہوئے، چوتھا اور آخری حج و زیارت ۱۳۵۴ھ میں کیا۔ مذکورہ بالا دیار میں صدہا علماء و مشائخ داخل سلسلہ ہوئے اور اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے، حضرت میاں راج صاحب سوندھ شریف ضلع گڑگانواں نے سلسلہ قادریہ زاہدیہ کی اجازت کے ساتھ سلطان الاذکار و دیگر کی اجازت دی اور ایک دونی عطا فرمائی، مولانا سید شاہ محمد امیر کابلی نے سلسلہ قادریہ منوریہ کی اجازت سے نوازا، حضرت شاہ آل رسول مارہروی، حضرت شاہ حافظ احمد حسین خاں شاہجہانپوری، حضرت شاہ خلیل احمد مخاطب بہ عین اللہ صفی پوری نے اپنے سلاسل کی اجازتیں عطا فرمائیں، شیخ المشائخ سرکار کچھوچھہ علاوہ باطنی و اعلیٰ اوصاف و خصوصیات کے ظاہری شکل و صورت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم شکل و صورت تھے، ارباب مشاہدہ نے اس کی تصدیق کی ہے، ولیعہد سجادہ سرکار کلاں حضرت مولانا شاہ اظہار اشرف مدظلہٗ کی روایت ہے کہ ایک بار شیخ المشائخ قدس سرہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کے اندر سے فاتحہ پڑھ کر نکل رہے تھے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قدس سرہ بغرض فاتحہ جا رہے تھے کہ فاضل بریلوی کی نظر حضرت علی حسین قدس سرہ پر پڑی، دیکھا تو بالکل ہم شکل محبوب الٰہی تھے، اسی وقت برجستہ یہ شعر کہا

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں　　　اے نظر کردۂ پروردۂ سہ محبوباں

ہزارہا افراد تو صرف آپ کے حسن خداداد کی زیارت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آپ کی تقریر نہایت مؤثر ہوتی تھی، مواعظ میں جس انداز میں......... پڑھتے وہ بینظیر تھا، حضرت مخدوم سلطان سید اشرف سمنانی کچھوچھوی کے بعد سلسلہ عالیہ اشرفیہ آپ جیسے مرجع الخلائق کوئی دوسرے دوسرے بزرگ نہیں گذرے، آپ ہی کی ذات مبارکہ سے شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک صدیوں بعد سلسلہ اشرفیہ بلاد اسلامی میں پھیلا، آپ کا دربار میکدہ عرفان و آگہی تھا، جہاں بادہ گساران طریقت کا ہر وقت میلا لگا رہتا تھا، آپ متقدمین صوفیہ کی روش پر فکر سخن بھی فرماتے تھے، آپ کے محبوب مرید اور مشہور مبلغ اسلام میر غلام بھیک نیرنگ وکیل انبالہ نے دیوان عرفان ترجمان کا مجموعہ بنام تحائف اشرفی ۱۳۳۳ھ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بدایونی، (۱۲): حضرت شاہ احسان اللہ فرشوری بدایونی، (۱۳): حضرت شکر اللہ خاں فرشوری بدایونی، (۱۴): حضرت حافظ حاجی محمد احمد فرشوری بدایونی، (۱۵): حضرت حاجی فضل رزاق فرشوری بدایونی، (۱۶): حضرت حافظ مظہر حسین فرشوری بدایونی، (۱۷): حضرت حافظ مجاہد الدین صدیقی بدایونی، (۱۸): حضرت مفتی محمد شرف علی صدیقی بدایونی، (۱۹): حضرت شیخ منور علی، (۲۰): حضرت مفتی محمد حسن خاں بریلوی، (۲۱): حضرت سید شاہ تجمل حسین قادری شاہجہانپوری، (۲۲): حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب، (۲۳): حضرت قاضی مولوی شمس الاسلام عباسی بدایونی، (۲۴): حضرت مولوی ضیاء اللہ خاں عباسی بدایوں ثم بریلوی، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔ (نور مدائح حضور، ص: ۹۳، ۹۴)

اقوال وملفوظات: حضرت کے چند اقوال راقم الحروف قلمبند کرتا ہے، جو تصوف ومعرفت کا گنجینہ ہے اور اہل ذوق کیلئے ضابطۂ حیات ہے، فرماتے ہیں:

(۱): راہ سلوک میں ادب ومحبت اور ترک رعونت ایک لازمی امر ہے۔

(۲): علماء وفقراء ومساکین کی تعظیم پوری سعی سے کرتے رہو، اور جو کچھ بھی میسر ہو پوری تواضع کے ساتھ سامنے رکھ دو قبول کرلیں تو بہتر، نہ کریں تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔

(۳): نیاز وفاتحہ میں ہرگز تکلف نہ برتیں کہ شرع میں تکلیف روا نہیں ہے اور صرف سوا پاؤ بتاشوں پر فاتحہ دلانے پر اکتفا کریں۔

(۴): درویش کا ظاہر تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مانند ہونا چاہیے اور باطن حضرت حسین بن منصور حلاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ہونا چاہیے۔

(۵): ہر حالت میں دل بلند وقوی اور امید صادق رکھنی چاہیے تاکہ ظہور دولت اس جگہ سے ہو جہاں عقلاء کی عقلوں کی بھی رسائی نہیں۔

آخری وصیت: وقتِ رحلت آپ سے لوگوں نے استدعا کی کہ حضور کچھ وصیت فرمادیجئے،

(باقی حاشیہ پچھلے صفحہ سے) میں شائع کرایا، گیارہویں رجب ۱۳۵۵ھ کو طویل عمر میں، حضرت کا وصال ہوا، مرقد درسگاہ مخدوم سید اشرف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

بہت اصرار پر فرمایا، مجبور کرتے ہو تو لکھ لو یہ ہمارا وصیت نامہ ہے: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، بس یہی کافی ہے اور اس میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔

(نور مدائح حضور،ص:۹۱)

تاریخ وصال: آپ نے ۱۸، ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ بروز چہارشنبہ کو مارہرہ شریف میں وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مزار شریف: آپ کا مزار شریف مارہرہ شریف میں مشرقی دالان درگاہ گنبد حضور صاحب البرکات میں بالین مزار حضرت شاہ حمزہ قدس سرہٗ مرجع خلائق ہے۔

۱۲۵۵ھ کو طویل عمر میں حضرت کا وصال ہوا، مرقد درگاہ مخدوم سید اشرف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

مادۂ تاریخ: عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

۹۶ ہجری ۱۲

علامہ سید آل رسول حسنین میاں نظمی فرماتے ہیں:

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر

حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ منجھلے صاحبزادے حضور سیدنا شاہ آل برکات ستھرے میاں صاحب کے ہیں۔ رجب ۱۲۰۹ھ میں بمقام مارہرہ ولادت ہوئی عم مکرم حضور اچھے میاں کے خلفاء مولوی شاہ عبدالمجید اور مولوی شاہ سلامت اللہ، مولوی نور اور مولوی انوار فرنگی محل سے کتب معقول کلام وفقہ واصول کی تحصیل و تکمیل فرمائی۔ ہدایہ مولانا مفتی محمد عوض عثمانی بدایونی ثم بریلوی الغازی المجاہد سے پڑھی۔ حدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے پڑھی، بعض احادیث مسلسل اور مصافحات ومشابکہ اور بعض سلاسل اوراد عیہ اور صحاح کی سند اجازت پائی۔ علم طب حکیم فرزند علی خاں موہانی سے پڑھا۔ ذات والا کمالات ظاہر و باطن تھی اپنے والد ماجد حضرت ستھرے میاں صاحب کی

وفات کے بعد ۱۲۵۱ھ میں استحقاقاً سجادۂ برکاتیہ پر رونق افروز ہوئے۔
چونکہ منظور نظر خاص اور مرید وتربیت یافتہ وخلیفہ اعظم وسجادہ نشین حضور اچھے میاں کے تھے۔اس لئے تصرف وحکومت میں ان کے سچے جانشین اور وارث کمالات تھے اخفاوستر حال میں اپنے والد ماجد کے خلف الصدق تھے۔ظاہر شریعت سے ذرہ بھر تجاوز گوارا نہ فرماتے تھے معمولاً روزانہ حلقہ ذکر ہوتا تمام عملہ درگاہ جماعت میں پانچوں وقت حاضر ہوتا فقراء تہجد میں شریک ہوتے کسر نفس اور کمال درویشی کی یہ شان کہ باوجود ہر قسم کے استحقاق فائق کے حضور والا نے نماز جماعت ایک حافظ سے پڑھوائی خود کبھی امام نہ بنتے۔آپ کا عقد نثار فاطمہ بنت سید منتخب حسن صاحب بدلے زئی ساکن سیدواڑہ بلگرام سے ہوا دو صاحبزادے سید شاہ ظہور حسن اور سید شاہ ظہور حسین اور تین صاحبزادیاں انصار فاطمہ،ظہور فاطمہ ورحمت فاطمہ تھیں۔

حضرت خاتم الاکابر کا وصال ۱۸، ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو تمام مارہرہ ہوا۔آیت شریفہ "عَسٰی اَن یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ہ" میں سن وصال پایا گیا۔مریدین وخلفاء آپ کے بکثرت ہیں۔ان میں اعلیٰ حضرت مجدد اعظم مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ سب سے زیادہ چہیتے تھے اعلیٰ حضرت نے اپنے پیر ومرشد کی تاریخ وصال "تواریخ اولیا (۱۲۹۶)" اور "رضی اللہ عنہ والمحبوب (۱۲۹۶)" سے نکالی ہے۔

نبیرۂ خاتم الاکابر

حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں

رحمۃ اللہ علیہ

جمادی الاولیٰ ۱۲۸۷ھ ـــــــ ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء

حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب حضرت خاتم الاکابر کے دوسرے صاحبزادے شاہ ظہور حسین چھوٹو میاں صاحب کی دوسری بیوی خاتون فاطمہ سے تھے۔آپ کی پیدائش جمادی الاولیٰ ۷؍ ۱۲۸۷ھ کی ہے۔اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ بادشاہوں کا سا مزاج پایا تھا۔طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔اپنی زندہ دلی کے لیے دور دور تک مشہور تھے۔فیاضی وسخاوت میں بے نظیر تھے۔طبیعت میں جذب غالب تھا۔

حضرت مہدی میاں صاحب کے دور میں خانقاہ برکاتیہ کا رابطہ عوام سے بڑے پیمانے پر وسیع ہوا۔بڑے بڑے امراء ونواب مارہرہ کی ڈیوڑھی پر حضرت شاہ مہدی حسن صاحب کے توسط سے حاضر ہونے لگے۔حضرت مہدی میاں صاحب کے تعلقات کے پیش نظر عرس شریف صاحب البرکات میں دن بہ دن اضافہ ہوتا گیا۔ایسے اعلیٰ پیمانے پر عرس منعقد کرتے کہ اس کا کہنا ہی کیا۔محفل سماع کا رواج اس دور میں بہت بڑے پیمانے پر قائم ہوا۔کثیر مجمع عرس میں شرکت کرتا۔اہل بدایوں پر سرکار مہدی میاں کی خاص نظر تھی۔سرکار نوری میاں کے تمام عقیدت مند حضرات حضور میاں صاحب کے وصال کے بعد حضرت مہدی میاں کو اپنا مرکز عقیدت مانتے تھے۔

حضرت بدایوں تشریف بھی خوب جاتے اور بدایونی غلاموں کو خوب نوازتے۔اپنے ساتھ تحفے تحائف بدایوں لے جارہے ہوتے، راستے میں کوئی غریب دکھائی دیتا تو بس اس کا معمولی کھانا کھالیا کرتے اور اپنا قیمتی سامان اس کو عطا فرمادیتے وصال سے قبل بدایوں تشریف لائے اور کثیر تعداد میں لوگوں کو مرید کیا۔راقم کے خاندان کے بیشتر حضرات اس دور میں حضرت مہدی میاں صاحب سے مرید ہوئے۔میرے والد ماجد کو بھی سرکار مہدی میاں نے بہت ہی کم عمری میں بیعت سے مشرف فرمایا آپ نے اپنی زندگی ہی میں سید العلما حضرت سید آل مصطفی سید میاں رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا وصی وجانشین مقرر کردیا تھا۔

آپ کا پہلا نکاح بنیادی بیگم بنت سید حسین ابن سید دلدار حیدر سے ہوا۔کوئی اولاد ان بی بی سے نہ ہوئی۔دوسرا نکاح سجادی بیگم بنت سید اسماعیل حسن صاحب سے ہوا۔ان سے کئی

اولاد ہوئیں مگر کم عمری میں انتقال کر گئیں۔

حضرت شاہ مہدی صاحب کا انتقال نومبر ۱۸/ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء کی رات کو ہوا آپ کے وصال کے بعد وصیت کے مطابق سید العلما سید شاہ آل مصطفی سید میاں ان کی مسند پر بیٹھے۔ (تذکرہ مشائخ مارہرہ، از احمد مجتبیٰ)

سراج السالکین، نورالعارفین

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ

۱۹، شوال المکرم، ۱۲۵۵ھ ----- ۱۱، رجب المرجب ۱۳۲۴ھ

آل احمد ہیں مصطفیٰ کے چاند
ماہ پارہ ہے احمد نوری (فاضل بریلوی)

بوالحسین احمدِ نوری میاں شاہ ہدیٰ
سیدا از بہر آل مصطفیٰ امداد کن

مرے دل پر قبضہ ہے اچھے میاں کا
میرے دل کے مختار نوری میاں ہیں
(حضرت سید مارہروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل وسلم وبارك علیه وعلیھم وعلیٰ المولیٰ الکریم سراج السالکین نور العارفین سیدی ابی الحسین احمد النوری المارھروی رضی اللہ تعالیٰ عنه وارضاہ عنا

نور جان ونور ایماں نور قبر وحشر دے

بو الحسین احمد نوری لقا کے واسطے

ولادت شریف: آپ کی ولادت باسعادت ۱۹، شوال المکرم ۱۲۵۵ھ، مطابق ۲۶، دسمبر ۱۸۳۹ء بروز پنجشنبہ، مارہرہ شریف میں ہوئی۔ (تذکرہ نوری ص: ۵۴)

اسم شریف: آپ کا نام نامی اسم گرامی سید ابو الحسین احمد نوریؔ ہے اور تاریخی نام مظہر علی، الملقب بہ میاں صاحب قدس سرہٗ۔

والد ماجد: آپ کے والد ماجد کا نام نامی حضرت سید شاہ ظہور حسن مارہروی قدس سرہٗ ہے۔

خاندانی حالات: آپ سادات حسینی زید واسطی بلگرامی والد ماجد کی جانب سے ہیں، نیز والدہ ماجدہ حضرت سید محمد صغریٰ بلگرامی قدس سرہ کی بیسویں پشت میں ہیں، جیسا کہ پچھلے اوراق میں سلسلہ نسب کی تفصیل ہے۔ آپ کے آبائے کرام ہر عہد میں سردار و مقتداء رہے ہیں، یہ خاندان آپ کا ۶۱۴ھ، ۱۲۱۷ء میں بلگرام کو فتح کر کے اس مقام پر رونق افروز ہوا، اور جاگیر وخطابات شاہی سے معزز رہا، ۱۰۱۷ھ۔ ۱۶۰۸ء میں میر عبد الجلیل قدس سرہٗ یعنی آپ کے جد امجد صاحب غوث وقطب مارہرہ مقرر ہو کر رونق افروز مارہرہ مطہرہ ہوئے۔ (تذکرہ نوری، ص: ۱۴)

حلیہ مبارک: حضور سراج السالکین، نور العارفین، سیدی شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں قدس سرہٗ کا سراپا اس طور پر ہے۔ قد میانہ تھا لیکن باوجود میانہ قد وقامت ہونے کے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے ۔۔۔ رنگ مبارک گندمی تھا ۔۔۔ سر مبارک بڑا اور مملوء۔۔۔ پیشانی خوب بڑی ۔۔۔ بھنویں باریک اور یہ حضرات سادات بلگرام میں عموماً ہے ۔۔۔

پلکیں دراز --- آنکھیں بڑی اور روشن --- سپیدی اور سیاہی تیز سرخی کے ڈورے پڑے، شغل محمودہ میں سیاہی مطلق نظر نہ آتی اور شغل بروز میں دونوں پتلیاں ایک ساعت برابر آجاتیں --- بینی بلند پترہ بینی وسیع --- دہانہ فراخ، دندان مبارک نہایت صاف چمکدار اور مضبوط جو غالباً وقت وفات شریف تک سب دانت موجود تھے، کوئی گرانہ تھا۔ ریش مبارک نہ انبوہ اور نہ کم بلکہ پوری بھری ہوئی مرسلہ --- سینہ مبارک چوڑا --- ہاتھ لانبے --- انگلیاں باریک دراز شکم مبارک پر ایک باریک بیلی بالوں کی پڑی ہوئی۔ آخر عمر شریف میں کمر مبارک ختم ہوگئی تھی، جو چلنے میں محسوس ہوتی تھی، پاؤں کی ایڑیاں چھوٹی اور نہایت خوبصورت --- رفتار تیز --- ہنسی آپ کی صرف تبسم تھی --- بیشتر عمامہ، رنگین کرتہ، سفید نقشبندی پاجامہ، ڈھیلی کلاہ مبارک، دو پلی گوشے کھلے ہوئے، کبھی قادری قمیص ...... بھی پہنتے تھے --- جاڑوں میں......مرزئی پوری ڈھیلی آستینوں کی، ناف سے نیچے لباس تھا۔ ایک چھوٹا دوپٹہ (پٹکا) جو بشکل لا گلے میں ہوتا --- رومال سفید استعمال فرماتے ---
(تذکرۂ نوری، ص: ۵۴)

تعلیم و تربیت: آپ کی عمر شریف جب ڈھائی سال کی ہوئی تو والد ماجد کا وصال ہوگیا، اس لئے آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری جد امجد حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کی آغوش تربیت میں ہوئی۔ آپ کے درس کا آغاز سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ نے حسب قاعدہ اقراء شریف کی چند آیات سے فرمایا، بعدہٗ سینہ مبارک سے لگایا اور رب یسر وتمم بالخیر کے ساتھ خاص دعائیں دیں اور درگاہ شریف کے مکتب فارسی میں داخل فرمادیا۔ مکتب میں باقاعدہ داخلہ کے بعد آپ نے فارسی، عربی، فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، منطق و دیگر علوم و فنون کو حاصل فرمایا۔ آپ کے اساتذہ کرام کی فہرست حسب ذیل ہے، اگر آپ نے کسی سے کچھ علمی باتیں بھی دریافت فرمائیں تو ان کی بھی تعظیم اساتذہ کی طرح ہی فرماتے۔ (۱) حضرت میاں جی رحمت اللہ صاحب (۲) حضرت جمال روشن صاحب (۳) حضرت عبداللہ صاحب قدس سرہٗ۔

مذکورہ بالا اساتذہ کرام کے علاوہ اور بھی دیگر اساتذہ کرام کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

(۴) حضرت شیر باز خاں مارہروی (۵) حضرت اشرف علی مارہروی (۶) حضرت امانت علی مارہروی (۷) حضرت امام بخش مارہروی (۸) حضرت سید اولاد علی مارہروی (۹) حضرت احمد خان جلیسری (۱۰) حضرت مولوی محمد سعید عثمانی بدایونی (۱۱) حضرت الٰہی خیر مارہروی (۱۲) حضرت حافظ عبد الکریم پنجابی (۱۳) حضرت قاری محمد فیاض رامپوری (۱۴) حضرت مولوی فضل اللہ جالیسری (۱۵) حضرت مولانا نور احمد عثمانی بدایونی (۱۶) حضرت مولانا مفتی حسن خاں عثمانی بریلوی (۱۷) حضرت حکیم محمد سعید بن حکیم امداد حسین مارہروی (۱۸) حضرت مولوی ہدایت علی بریلوی (۱۹) حضرت مولوی محمد تراب علی امروہوی (۲۰) حضرت مولوی محمد حسین شاہ ولایتی (۲۱) حضرت مولوی محمد حسین بخاری کشمیری (۲۲) حضرت مولانا محمد عبد القادر بدایونی قدس سرہم۔

(تذکرۂ نوری ص/۱۱۰/۱۱۳)

اسناد علوم باطنیہ: آپ نے جن سے علوم باطنی کا اکتساب فرمایا اس میں سرفہرست حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ ہیں، جن کی بارگاہ عالی وقار میں آپ نے بدرجۂ اتم فیض روحانی و اسناد روحانی حاصل فرمایا۔ حضرت کے علاوہ جن اساتذہ کرام سے اذکار و اوراد وسلوک کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سید غلام محی الدین (۲) حضرت مفتی سید عین الحسن بلگرامی (۳) حضرت شاہ شمس الحق عرف تنکا شاہ (۴) حضرت مولوی احمد حسن مراد آبادی (۵) حضرت حافظ شاہ علی حسین مراد آبادی قدس سرہم۔ (تذکرہ نوری ص ۱۱۳/۱۱۰)

اجازت وخلافت: آپ کو خلافت واجازت اپنے شیخ طریقت حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ سے تھی، چنانچہ راہ معرفت کی تکمیل کے بعد آپ کو اجازت عام مرحمت فرمائی اور جس سند کو آپ کے شیخ طریقت نے عطا فرمایا تھا وہ یہ ہے:

اللہ ولا سواہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میگوید فقیر آل رسول احمدی کہ چون نور دیدہ و سرور سینہ قرۃ عینی و فواد قلبی سید ابوالحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب طول عمرہ وزید قدرہ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ قدیمہ و جدیدہ و قادریہ رزاقیہ و علویہ منامیہ و ہم اجازت جملہ از کار و اشغال و اوراد معمولہ خاندان برکاتی بہ نہجیکہ فقیر را از جناب عمی و مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب انار اللہ تعالیٰ برہانہ، و ہم از جناب ابوی و قبلہ گاہی حضرت سید آل برکات عرف ستھرے صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہ اجازت رسیدہ است دادم و مجاز ماذون گردانیدم ہر کسیکہ ارادہ بیعت نماید و مرید شود او برا داخل سلسلہ عالیہ نمایند و مرید کنند و موافق استعداد او از ذکر و شغل و دو خاندانی مامور سازند۔ والمسئول من اللہ سبحانہ الاستقامۃ علی جادۃ اکابر تلك الطریقۃ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

تحریری تاریخ دوازدیم ربیع الاول ۱۲۶۷ھ ـــــ آل رسول (تذکرہ نوری ص ۱۳)

مذکورہ سند کے علاوہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے آپ کو اجازت قرآن مجید و صحاح ستہ مصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی و حصن حصین، دلائل الخیرات و اسماء اربعینہ و حزب البحر و حدیث مسلسل بالاولیہ و حدیث مسلسل بالاضافہ و مصافحات اربعہ و مصافحہ و مشابکہ اور تمام علوم کی سندیں جو آپ کو اپنے اساتذہ سے پہنچی تھیں مرحمت فرمائیں، جن میں سے اکثر اسانید "النور والبہا" میں طبع ہو چکی ہیں۔ (تذکرہ نوری ص ۵۷)

فضائل: سراج السالکین، نور العارفین، شیخ طریقت، عالم شریعت، حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اڑتیسویں (۳۸) امام و شیخ طریقت ہیں۔ آپ اپنے وقت کے نامی گرامی شیخ طریقت ہیں، آپ کے فضائل و مناقب پر امام اہلسنت، مجدد دین وملت، الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ایک طویل نظم تحریر فرمائی ہے، جس کا پہلا مصرع اس طرح ہے، جو حدائق بخشش حصہ اول میں موجود ہے۔

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

آپ کا حلقہ بیعت وارشاد بہت وسیع تھا، آپ اصلاح باطن سے پہلے اصلاح ظاہر کا خصوصاً عقیدہ کی صحت کا خاص خیال فرماتے تھے، اور آپ کا وہی مسلک ومشرب تھا، جس پر حضرت تاج الفحول اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہما تھے، شیعیت، تفضیلیت اور نیچریت کا تحریری رد فرمایا، اور ان کے انسداد میں، کوشش بلیغ فرمائی، ابھی آپ کی عمر شریف سات سے زیادہ کی نہ تھی کہ حضور خاتم الاکابر شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہٗ کے حکم کے مطابق صوم و خلوت اور اشغال واوراد میں مصروف ہوئے، یہاں تک کہ اٹھارہ سال تک ذکر جلالی و جمالی وخلوت گزیں رہے اور سلوک کو باقاعدہ حاصل فرما کر فنائے معنوی سے بقائے حقیقی کے مقام پر فائز ہوئے۔ تصلب فی الدین کے آپ اور آپ کے خاندان نے جو نقوش چھوڑے وہ رہتی دنیا تک کیلئے آپ کی تصانیف سے ظاہر وباہر ہیں، تصوف کے ذریعے ہندوستان میں اسلامی معاشرہ و دینی حمیت کی ترویج واشاعت آپ تمام عمر فرماتے رہے، ان بے شمار خوبیوں کے ساتھ اخلاق ومروت، جود وسخا کے پیکر تھے۔ (تذکرہ نوری، ص: ۵۶، ۵۷)

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے: آپ کو گیارہ سال کی عمر شریف میں آپ کے جد اکرم وشیخ طریقت حضور خاتم الاکابر نے مجاہدات وسلوک وریاضات طریقہ مجاہدات اور خاص خاص ادعیہ خاندانی مثل حرف ہجا، حزب البحر، چہل اسم، حیدری بانت العظمت فرتیا برہتی کی دعوت باقاعدہ سے ادا کرائیں، آپ کے جد امجد نے آپ کے اوقات کو بچپن ہی میں ایسا منضبط کر دیا تھا کہ آخر وقت تک ریاضت صوم وخلوت شب بیداری، تہجد، تلاوت وذکر عادت کریمہ ہو گئے تھے اور آپ کی ریاضت کو دیکھ کر آپ کی جدہ ماجدہ گھبرا جاتیں اور روکنا چاہتیں

، تو آپ کے جد امجد ارشاد فرماتے کہ رہنے دو ان کو عیش و آرام سے کیا کام، یہ کچھ اور ہی ہیں اور ان کو کچھ اور ہی ہونا ہے، یہ اقطاب سبعہ میں سے ایک قطب ہیں، جنکی بشارت حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتی اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رضی اللہ عنہما نے دی ہے اور یہی اس سلسلہ بشارت کے خاتم ہیں۔ (تذکرہ نوری ص ۵۵،۵۶)

روحانی اکتساب فیض : حضور نور العارفین سید شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز نے روحانی اکتساب فیض مندرجہ ذیل انبیائے کرام و اولیاء عظام سے حاصل فرمایا۔

(۱) حضور نبی مکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت مقدسہ و مصافحہ و معانقہ و بیعت اخذ فیض کی اور آغوش رحمت میں بیٹھے۔ (۲) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام (۳) حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی زیارت فرمائی اور ان حضرات انبیائے کرام سے بھی اخذ فیض فرمایا۔ (۵) حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و سید الشہدا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت فرمائی اور اخذ فیض فرمایا۔ (۶) حضور غوث الثقلین، قطب الکونین سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷) حضرت خواجہ خواجگان شہنشاہ ہند غریب نواز حضرت شیخ خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت ذو النون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹) حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے اولیاء کبار کی بھی زیارت فرمائی اور ان حضرات سے بھی اکتساب فیض فرمایا، نیز اپنے اکابر اقطاب مارہرہ قدست اسرارہم (از حضرت سیدنا میر عبد الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا حضور خاتم الاکابر قدس سرہم) کی زیارتوں و خاص توجہ سے بہرہ مند ہوئے۔ (تذکرہ نوری ص ۱۴۴)

اخلاقِ حسنہ : شریعت و طریقت کی اس عظیم منزل پر فائز ہونے کے باوجود آپ اہل حاجات و حاضر باش لوگوں سے ہمیشہ خندہ روئی اور نہایت نرمی سے کلام فرماتے، کبھی چیں بجبیں نہ ہوتے، آپ اعلیٰ درجہ کے خوش خوئے اور خوش خلق تھے۔ چھوٹے بچوں کو بکمال محبت و شفقت پاس بلاتے، سر پر ہاتھ پھیرتے، کچھ چیزیں مرحمت فرماتے اور ان کی باتیں سنتے،

جوانوں پر عنایت اور بوڑھوں کا وقار فرماتے اور یہی ہدایت اپنے خدام کو بھی فرماتے۔

صبر وثبات قدمی: صبر وثبات قدمی میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے، آپ کے صاحبزادے جن کا نام سید محی الدین جیلانی تھا، صغر سن ہی میں انتقال فرما گئے، مگر آخر تک کبھی شکوہ وافسوس نہ فرمایا، یونہی ایک بار تپ محرقہ عارض ہوگئی، تو اس حالت میں بھی نہایت فرحت وسرور سے ارشاد فرماتے کہ تمام اذکار واشغال سلوک کا مقصد قلب کو حرارت پہنچانا ہے اور یہ بلا محنت بخار سے حاصل ہے تو پھر اس کو برا کیوں کہیں، اور اس نعمت کا شکرانہ کیوں نہ ادا کریں؟ عامی کو بخار میں ہذیان اور سالک کو مکاشفہ ہوتا ہے، یہ کمالِ صبر ورضا ہے۔ شدت مرض میں افسوس صرف مسجد کے ترک کا فرماتے، مسجد کے علاوہ کبھی مرض کی شکایت نہ فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ صحت ومرض دونوں محکوم ہیں، فرق کچھ نہیں، خدائے تعالیٰ مرض عصیان وافلاس ایمان سے بچائے، اور اس وقت بھی آپ نے ثبات قدمی کا بہترین نمونہ پیش فرمایا کہ والدین کریمین کا وصال صغر سنی ہی میں ہوگیا تھا۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ آپ کے جد اکرم کی وفات پر باوجود مدارات بعض حضرات نے آپ پر سخت حملے کئے اور کوشش کی کہ آپ کے اور آپ کے عم مکرم کے درمیان نزاعی کیفیت پیدا کرادیں لیکن آپ نے صدمات برداشت کئے اور حفظ مراتب وایثار میں کمی نہ فرمائی۔ (تذکرہ نوری، ص: ۸۱)

جود وسخا: اخلاق وثبات کے ساتھ جود وسخا موروثی مشغلہ تھا۔ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے محروم نہ جاتا اور اپنی ضرورت وسوال سے زیادہ پاتا بعض کو تحائف وہدایات کے طور پر چیزیں مرحمت فرماتے۔ بہت سے مفلس خدام کی پرورش کو ضروری تصور کرتے اور ان کے حال کا اظہار بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کی ضرورت کی چیزیں خراب وخستہ پسند فرما لیتے اور نئی اور عمدہ چیزیں ان کو عطا فرماتے اور ارشاد یہ فرماتے کہ اس نمونہ کی ہم کو مدت سے تلاش تھی یہ ہم کو بہت پسند ہے یہاں تک کہ آپ کسی کا لوٹا کسی کا پاندان کسی کا صندوق وغیرہ لے لیتے اور فوراً نیا عمدہ سامان عطا فرما دیتے پھر اس کے بعد وہ سامان بھی ان لوگوں کو دیتے ہوئے کہتے کہ ہمارے پاس اور آگئی ہیں اب اس کی ضرورت نہیں اور شاید ہی ہفتہ بھر لحاف

،تو شک، چادر، کپڑے آپ کہ پاس رہ جاتے بلکہ اسے بھی بخش دیتے، صبح سے شام تک اہل حاجات کا سلسلہ بندھا رہتا اور ہر وقت دریائے کرم جاری رہتا آپ ارشاد فرماتے کہ: بخیل کی صحبت سے اجتناب چاہئے اور ان سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ان پر کوئی مالی فرمائش کی جائے وہ خود دوبارہ حاضر نہ ہوں گے۔ ایک سوداگر صاحب نے عمدہ گھڑی آپ کی خدمت میں نذر کی، صاجزادہ صاحب نے پسند فرمالیا اور چاہا کہ کسی دوسرے وقت میں مانگ لوں گا ،پھر جب شام کو آپ سے دریافت کیا گھڑی کہاں ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تو دیدی ،تم نے اسی وقت کیوں نہ لے لی۔ یہاں تک کہ کبھی بھی کسی چیز کو آپ نے جمع فرمایا جو پہنچتا وہ عطا میں خرچ کر دیتے۔

عیوب کی پردہ پوشی: ان تمام خوبیوں کے ساتھ ستر حال وعیب پوشی میں آپ یگانہ روزگار تھے، چنانچہ ''سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'' کے لمعہ سادسہ ثور ۲۲، صفحہ ۱۸، پر ارقام ہے کہ کسی کا عیب دیکھ کر اس کو چھپانا بڑے اجر کا باعث ہے اور اہل اللہ کی عادت ہے، اگر نصیحت بھی منظور ہو، برملا نہ کر بلکہ خلوت میں کہ یہی عادت بزرگان دین و اکابر مارہرہ قدست اسرارہم ہے، اس صورت میں ایک پردہ پوشی اور خدائے ستار کا ایک پرتو بندہ پر پڑتا ہے، جس سے ازدیاد ترقی مراتب کی امید ہے۔ اور یہ عادت کریمہ آپ کی بن چکی تھی، ایک خادم چند بار بلا اطلاع حضور کے قلمدان سے روپئے غائب کرتے رہتے، آپ نے دریافت فرمایا تو اس شخص نے کہا کہ حضور کی خدمت میں موکل برابر آتے جاتے رہتے ہیں، کوئی لے جاتا ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے خوب بتایا، آج موکلوں کو جمع کر کے چور کو گرفتار کریں گے اور سخت سزادیں گے۔ اب اس خادم صاحب کو خوف ہوا اور انہوں نے وہ ستر روپئے چپکے سے قلمدان میں رکھ دیئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ روپئے قلمدان میں موجود ہیں۔ آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: میاں وہ موکل ڈر گیا، اچھا ہوا ورنہ آج ضرور حاضرات ہوتی اور اس کو سخت ندامت ہوتی۔ (تذکرہ نوری، ص: ۱۰۶، ۱۰۷)

احترام فقراء وسادات کرام: اور یہ بھی آپ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر سالک متشرع فقیر

چاہے کسی بھی خاندان سے ہوں نہایت محبت سے ملتے اور فقراء قادریہ سے خصوصیت برتی جاتی نیز صاحبزادگان کالپی شریف و بانسہ اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولاد و ذریات کی نہایت تعظیم وتوقیر فرماتے، سجادہ نشینان و خدام آستانہ حضرات اکابر کی خاطر مدارات فرماتے، آپ مجذوبوں سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے اور عام خدام کو بھی حکم تھا کہ ہر درویش صاحب سلوک متبع شریعت سے بلالحاظ قادریت وچشتیت بلاغرض دنیوی، صرف بقدر زیارت علو، اور سوائے دعائے دینی، مطالب دنیوی نہ چاہو، ہر فقیر کی تعظیم و خدمت کرو اور ان کے خفیہ حالات کا تجسس نہ کرو، کم ازکم یہ ضروری ہے کہ بلاتحقیق وتفتیش حال کھانا جو حاضر ہو ضرور پیش کرو کہ بہترین خیرات بھوکے کو کھانا کھلانا ہے اور ہمیشہ نیک گمان رکھو، جس فقیر کا ظاہر خلاف شرع ہو اس سے سروکار نہ رکھو، لیکن برا کہنا اور غیبت وعیب جوئی بہتر نہیں۔
حضرات سادات کرام کی عموماً مدارات فرماتے اور غیر سادات پر ان کو ہر حیثیت سے مقدم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ سادات کرام کی تعظیم اس نسبت سے کہ وہ ذریت طاہرہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، کرنی چاہئے۔ دوسری نسبتیں اور حالتیں اس کے بعد ہیں، ان کا نسب شریف کسی حال میں منقطع نہیں ہوتا، اور یہی موجب تعظیم ہے۔ اگر حضرات سادات کسی غیر سید سے ارادت وتلمذ بھی کرلیں جب بھی شیخ واستاد پر ان کی تعظیم سیادت ضروری ہے، سوائے کسب طریقہ اور کوئی خدمت ان سے نہ لی جائے، اسلئے کہ یہ مخدوم زادۂ عالمیان ہیں اور تمام جہان کے حقیقی اور سچے پیرزادے ہیں، جو دولتِ دین ودنیا، علم وفقر عالم میں ہیں، سب ان کے گھر کی دی ہوئی ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے ہیں۔ (تذکرہ نوری، ص: ۱۴۱/۱۳۰)
الحب للہ والبغض للہ: کسی سے دوستی اور دشمنی میں بھی آپ نے اپنے اسلاف کے نقش قدم کے سخت پابند تھے، اور آپ کی عادت کریمہ تھی کہ اللہ ہی کیلئے دوستی اور اللہ ہی کیلئے دشمنی کسی سے کرتے، اگر منافقین و بدمذہب فاسق معلن دربار میں حاضر ہوتے اور اپنے معروضات میں کامیاب ہو بھی جاتے لیکن آپ کے عمل سے ظاہر ہوتا کہ اس سے آپ بے اعتنائی فرمارہے ہیں اور وہ قلبی لگاؤ نہیں جو ایک صحیح العقیدہ سنی کے ساتھ ہوتا۔ بلکہ جلد

سے جلد اس کو رخصت کرنے کا حکم فرماتے اور خدام سے فرماتے کہ معاملات دنیاوی میں ہم نہیں روکتے لیکن کسی بدمذہب سے دوستی بری بات اور حرام ہے، ان لوگوں کی مجالس مذہبی اور خاص صحبتوں میں ہرگز شرکت نہ کرو کہ یہ کم از کم مورث مداہنت اور سستی اعتقاد ہے۔
(تذکرہ نوری، ص ۸۳/۴۴)

ظاہر شریعت کا التزام: آپ کی ذات باعظمت شریعت مطہرہ کے التزام میں بھی یگانہ عصر تھی کہ عبادت و عادات کریمہ میں مستحبات تک، کبھی ترک نہ ہوتے، بدعات و شبہات اور رسوم مروجہ مشائخ عصر سے احتراز قطعی فرماتے، وقت بیعت کبھی مریدہ کا ہاتھ نہ چھوتے اور نہ روبرو آنے کی اجازت دیتے، آیات و اسماء لکھ کر چراغ میں جلانے کی اجازت نہ ملتی، فلیتہ میں عبارت نہ ہوتی، صرف اعداد تحریر فرماتے کہ حروف کا جلانا ممنوع ہے، سوائے چند دعائے سریانیہ کے، کہ جن کے معانی معلوم ہیں دوسری وہ ادعیہ جن کے معانی معلوم نہیں اس دعا کے پڑھنے سے منع فرماتے، بعض نقوش جو مشائخ حال نے خون سے لکھنا تجویز کئے ہیں ان کو مشک و زعفران کے سوا کبھی خون سے نہ لکھنے دیتے، اور وہ اعمال جو مضرت مخالف کے واسطے ہیں، اس طور پر مرحمت فرماتے کہ پہلے کسی عالم سے استفتاء کرو کہ فلاں سبب کی وجہ سے وہ شخص کسی سزا کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بقدر اسی سزا کے اس کو ضرب جو حقیقتاً دفع مضرت ہے پہنچا سکتے ہو، پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ظالم کے ظلم پر صبر کرو، خدائے تعالیٰ قہار ہے وہ تمہارے ساتھ ہوگا اور ظالم سے انتقام لے گا اور کسی خسیس متاع دنیوی کے نقصان میں صبر ہی درکار ہے، البتہ ہتک حرمت شریعت پر حسب جرم انتقام ضروری ہے، اور خدام میں سے جو علم ظاہر سے آراستہ نہ ہوتے ان کو ترغیب دیتے اور فرماتے کہ بے علم دین سیکھے اس راہِ طریقت کو جاننا، اس پر سلوک سخت دشوار ہے۔ ظاہر شریعت پر استقامت کو لازمی ارشاد فرماتے، حضور شیخ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے کہ: عارف زلت سے گر طریقت میں اور زلتِ طریقت سے گر کر شریعت میں آجاتا ہے، مگر جو شریعت سے گرے گا تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ طریقت، شریعت سے جدا نہیں، بلکہ انتہائے کمال شریعت کو

طریقت کہتے ہیں۔شریعت ایک سیدھی اور خطروں سے محفوظ راہ ہے مگر طریقت کی راہ نہایت پیچیدہ اور مشکل، ہزاروں خطرات پر مشتمل ہے اور اس میں مرشد کامل کی دستگیری کے بغیر کامیابی دشوار ہے۔(تذکرۂ نوری ص:۵۵/۵۶)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے قلبی لگاؤ: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے محبت و قلبی لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ آپ اکثر ارشاد فرماتے، حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اور اکابر خاندان مارہرہ مقدسہ قدست اسرارہم بڑے غیور ہیں، ان کا متوسل جب بھی کہیں جائے گا پریشان نہ ہوگا، اور اس بات کی تصدیق میں حضرت شیخ اکبر امام الطریقہ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ارشاد فرماتے کہ:

لن یفلح المراءۃ بین الزوجین والطالب بین الشیخین

یعنی ایک عورت دو شوہروں کی بیوی نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ایک طالب دو شیخوں کا مرید

راہ سلوک میں اول و آخر مرحلہ اعتقاد شیخ طریقہ کا ہے، جب تک یہ نہیں کچھ نہیں اور جو ایک دروازے کا مردود ہے۔اس کی راہ بھی مسدود ہے، ہمارے گھر میں کون سی نعمت نہیں جو کسی دوسرے دروازے پر جائیں اور سائل ہوں ۔۔۔ بعض نے ہمارے منتسبان میں سے دوسری بیعت کی، جس کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیف میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے کہ فلاں نے بددعا کی ہے؟ حاشا! ہم کو اس کا خیال بھی نہ آیا، کیا کیجئے اس خاندان برکاتیہ کے بعض متاخرین بھی قدم بقدم حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ہیں، اس لئے وہ گوارا نہیں فرماتے کہ ان کے منتسب حقیر و ذلیل ہوں ۔۔۔ اس لئے جو اس خاندان کی توہین کرے گا وہ خوار و ذلیل ہوگا، اس لئے کہ ہم تو پشتوں سے قادری ہیں اور اسی نسبت پر فخر کرتے ہیں، ہم کو دعویٰ ہے کہ کم از کم اس خاندان کے منتسب میں دو باتیں ضروری ہوں گی، اگرچہ بالکل طریقہ سے ناواقف ہو اور عمل سے خالی ہو، اول یہ کہ کسی دوسرے خاندان کے فقیر سے ہاتھ سے صدمہ نہیں اٹھائے گا اور دوسرا یہ کہ عمر بھر کسی حالت میں رہا ہو، انشاء اللہ تعالیٰ وقت آخر توبہ و ندامت پر مرے گا کہ سرکار بہت عالی ہیں۔(تذکرۂ نوری ص:۹۱/۹۲)

آپ کے روز وشب: سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ العزیز کی عادت کریمہ تھی کہ طہارت فرما کر نماز تہجد ادا فرماتے، بعدہٗ اوراد واشغال معمولہ خاندان میں مشغول ہو جاتے، نماز صبح کیلئے تازہ وضو فرما کر سنن مصلی پر پڑھ کر بحالت صحت مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اگر کوئی بھی شخص جو قرآن کریم باقاعدہ پڑھتا اور کم از کم مسائل طہارت ونماز اور جماعت سے واقف ہوتا اور اسکو حاضر پاتے تو اقتداء فرماتے ورنہ خود نماز پڑھاتے، بعد نماز ابتداء ذکر بجہر اور بعہد آخر میں باخفا فرماتے، پھر دعاء و وظائف معمولہ پڑھ کر صلوٰۃ الاشراق و چاشت سے فارغ ہو کر کچھ ہلکا ناشتہ فرماتے ... پھر، خدام حاضر ہوتے اور ضروری معروضات پیش کرتے، نقوش وادعیہ مرحمت ہوتے، بعض خدام کو اس دن کیلئے ہدایات ضروریہ ملتیں اور کسی سلوک، فقہ وتاریخ کی کتاب کا مطالعہ بھی فرماتے اور حاضرین سے فوائد ضروریہ بھی بیان فرماتے جاتے اور اگر کسی جگہ تشریف لے جاتا یا دعوت منظور فرمالی ہوتی تو زوال کے قریب تشریف لے جا کر باوضو کھانا تناول فرماتے، اکثر حاضرین شریک ہوتے کسی کو کوئی شئی مرحمت ہوتی بعض مریضوں کو کھانے میں کچھ تناول فرما کر مرحمت فرماتے، فارغ ہو کر پان نوش فرماتے اور فوراً پان تھوک کر غرارہ اور کلی سے منہ صاف فرمالیتے اب اس وقت جماعت عام رخصت ہو جاتی اور خاص لوگ موجود رہتے جو اپنے اپنے معروضات پیش کرتے، سب کے جوابات مرحمت ہوتے، کبھی کوئی کتاب ملاحظہ فرماتے اور کبھی حسب روش حضور سید العارفین سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہٗ العزیز کی کتاب سرہانے رکھ کر آرام فرماتے، صرف دو ایک خدام مخصوص حاضر رہتے موسم گرما میں پنکھا جھلتے ورنہ باآہستگی پاؤں ایک گھنٹہ جاڑے میں اور قدرے زیادہ گرما میں آرام فرما کر اٹھتے اور طہارت فرما کر نماز ظہر با جماعت ادا فرماتے، بعد نماز قرآن کریم کی ایک پوری منزل پڑھتے، پھر دلائل الخیرات، حصن حصین اور بعض ادعیہ پڑھنے کے بعد دربار عام ہو جاتا اور خدام حاضر ہو کر معروضات پیش کرتے، ڈاک کے خطوط کے جوابات بھی بیشتر اسی وقت میں ارقام فرماتے اور حاجت روائی مخلوق خدا میں بکمال فرحت، مصروف ہو جاتے اور علمی وعمدہ نصیحت کا آغاز فرماتے،

یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو جاتا، نماز عصر کیلئے تازہ وضو فرماتے اور اوراد مخصوصہ پڑھتے، خواص حاضر ہوتے اور پھر وہی دریائے رحمت و کرم کی طغیانی ہوتی، نماز مغرب ادا فرما کر بہت قلیل سا کھانا تناول فرما کر نماز عشاء ادا فرماتے، بعد نماز اخص الخواص کچھ واردات عرض کرتے بعض ہدایات پاتے اور رخصت ہو جاتے، یہاں تک کہ مجمع برخواست ہو جاتا، اور خدام خاص سے ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سنتے ہوئے استراحت فرماتے۔

(تذکرۂ نوری ص: ۱۲۳/۱۲۱)

تصنیفی و علمی خدمات: آپ کی تصانیف میں بے شمار علمی نکات مضمر ہیں، جن کا مطالعہ اہل علم و دانش کیلئے دینی و دنیاوی فوائد سے خالی نہیں اور آپ کی فقید المثال شخصیت کی ایک جھلک آپ کی تصنیفات ہی سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ مذکورہ تصانیف سے کچھ طبع ہوئی ہیں، باقی ہنوز تشنۂ طباعت ہیں جس کی فہرست مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱): العسل المصفی فی عقائد ارباب سنۃ المصطفی۔ اردو، عقائد حقہ اہلسنت کے بیان میں مطبوعہ

(۲): سوال جواب، اردو، یہ مختصر مگر جامع مسئلہ تفضیل کا فیصلہ ہے۔

(۳): اشتہار نوری، یہ ندوہ کے مکائد پر ہے۔

(۴): تحقیق التراویح: غیر مقلدین گستاخوں کے رد اور تعداد رکعات تراویح پر ہیں۔

(۵): دلیل الیقین من کلمات العارفین: یہ روافض کے رد میں ہے، جو تفضیل علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں۔

(۶): عقیدہ اہلسنت، اردو، یہ جنگ جمل، صفین اور نہروان کی تفصیلات و موقف اہلسنت کی وضاحت ہے۔

(۷): الجفر: یہ قواعد علم جفر میں ہے۔

(۸): لطائف طریقت کشف القلوب: یہ سلوک میں ہے۔

(۹): النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء، عربی میں اذکار واوراد میں ہے۔

(۱۰): سراج العوارف فی الوصایا والمعارف۔ اس میں وصایا و ہدایات درج ہیں۔
اس کا ترجمہ اردو میں، مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمہ نے "نور علیٰ نور" کے نام سے کیا۔۔اور ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مدظلہ نے بھی کیا۔ دونوں بازار میں دستیاب ہیں (احمد میاں برکاتی)

(۱۱): النجوم: علم نجوم پر یہ لاجواب رسالہ ہے۔

(۱۲): صلوٰۃ غوثیہ: اس میں شجرہ عالیہ قادریہ مع اسمائے حسنیٰ درج ہے۔

(۱۳): صلوٰۃ معینیہ: شجرہ چشتیہ اس میں بطور اوراد درج ہے۔

(۱۴): مجموعہ: اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت علی و حضرت حسنین کریمین و غوث اعظم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ۹۹، اسماء عالیہ کا ذکر ہے۔

(۱۵): صلوٰۃ نقشبندیہ: اس میں بھی حضرت خواجہ نقشبند کے ۹۹، صیغے و اسماء کا ذکر ہے۔

(۱۶): صلوٰۃ صابریہ، صلوٰۃ ابی العلائیہ، صلوٰۃ مداریہ۔ اس میں بھی اکثر اسماء ننانوے صیغے کے ساتھ درج ہیں۔

(۱۷): صلوٰۃ الاقرباء: اس میں بیشتر خاندانی بزرگوں کے اسماء گرامی مذکور ہیں۔

(۱۸): صلوٰۃ المرضیۃ لفقراء المارہرویۃ: اس میں اکثر خاندانی خلفاء کے نام درج ہیں۔

(۱۹): اسرار اکابر برکاتیہ: یہ آخری تصنیف جس میں خاندانی اسرار و نکات مذکور ہیں۔

(۲۰): مجموعہائے اعمال و اشغال: اس کا شمار نہیں، قریب چند مجموعہ ہر سال خود تحریر فرماتے جو چند حضرات کے پاس ہیں۔ (تذکرہ نوری، ص: ۱۴۱،۱۴۰)

ادبی و شعری ذوق: آپ ان تمام ہمہ گیر خصوصیات کے ساتھ ساتھ بڑا پاکیزہ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے، چنانچہ آپ کے نظم کردہ کلام سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اردو، فارسی، عربی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کبھی نوراؔ اور کبھی نوریؔ تخلص فرماتے، ذیل میں آپ

کے کلام سے چند اشعار بطور اختصار ملاحظہ فرمائیں۔

یارسول اللہ جمّل حالنا یا حبیب اللہ حسّن قالنا

یَا مَنْبَعَ الْكَمَالِ وَيَا صَاحِبَ الظَّفَر مِنْ فَضْلِكَ الشَّرِيْفِ لَقَدْ كُرِّمَ الْبَشَرْ
لَا يُمْكِنُ النُّعُوتُ كَمَا اَنْتَ اَهْلُهَا بعد از خدا بزرگ قصہ مختصر

يَارَاكِبَ الْبُرَاقِ وَيَا اَفْضَلَ الْبَشَرْ مِنْ اَمْرِكَ الْمُنِيْفِ لَقَدْ شُقِّقَ الْقَمَرْ
لَا يَقْدَرُ الْمَدِيْحُ كَمَا كَانَ شَانُهٗ بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

يَادَافِعَ الْبَلَاءِ وَيَامَانِعَ الضَّرَرْ مِنْ حُكْمِكَ الْقَوِيِّ لَقَدْ كُلِّمَ الْمَدَرْ
لَا تُدْرِكُ الْعُقُوْلُ سِوَى اسْمٍ وَّ صُوْرَةٍ بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

يَاسَامِعَ الدُّعَاءِ وَيَا شَافِعَ الْبَشَرْ قَدْجَاءَ مَنْ دعَائِكَ يَسْعٰى لَكَ الشَّجَرْ
لَا تَفْهَمُ الْفُهُوْمُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

يَا وَاسِعَ الْعَطَاءِ وَيَا دَافِعَ الْخَطَرْ مَنْشُوْرُكَ الْمَنِيْعُ لَقَدْ اَنْطَقَ الْحَجَرْ
لَا تُدْرِكُ الْعُيُوْنُ سَنَا بَرْقِكَ السَّنِي بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

يَامُرْسَلَ الْاِلٰهِ وَ يَا هَادِيَ الْبَشَرْ مِنْ جُوْدِكَ الْجَمِيْلِ لَقَدْ اَمْطَرَ الْمَطَرْ
لَمْ يُدْرِكِ الْاُنَاسُ وَلَمْ تُدْرِكِ الْمَلَكْ بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

يَا صَاحِبَ الصَّلَاةِ وَيَا مُنْذِرَ الْبَشَرْ مِنْ حُكْمِكَ الْجَلِيْلِ لَقَدْ اُخْمِدَتْ سَقَرْ
نُوْرُيِّكَ اسْتَنَارَ بِاَنْوَارِ مَدْحِكَ بعد از خدا، بزرگ توئی قصہ مختصر

دور آنکھوں سے ہیں اور دل میں ہے جلوہ ان کا ساری دنیا سے نرالا ہے پردہ ان کا
دل کی آنکھوں سے کرے کوئی نظارہ ان کا نگہ دیدۂ ظاہر سے ہے پردہ ان کا
واہ کیا کہنا تمہارے وعدۂ دمدار کا جس سے دل ٹھہرا ہوا ہے ہجر کے بیمار کا
تو بھی چل کے دیکھ آنا فضل کر اب وہ وقت ہے پاس سے منہ تک رہے ہیں سب تیرے بیمار کا
نگاہوں میں سب ہیں جو پردے میں تو ہے چھپے سب نظر سے کہ تو روبرو ہے
خودی کا جو پردہ اٹھے تو بتادیں نہ ہم اور کچھ ہیں نہ کچھ اور تو ہے

کشف وکرامات

دور دراز آنِ واحد میں تشریف لے گئے: حضرت صاجزادہ سید حسین حیدر صاحب و صاجزادہ حکیم سید آلِ حسین صاحب، جناب ڈاکٹر محمد ناصر مارہروی سے خود سنی ہوئی روایت بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ایٹہ ضلع کے بعض مواضعات میں معالج تھے، ایک انجان شخص حاضر ہوا اور بیان کیا کہ قریب ہی ایک گاؤں میں ایک مریض ہے آپ چل کر دیکھیں اور دوا تجویز کر دیں؟ اس شخص نے معقول فیس بھی پیش کی ڈاکٹر صاحب اسکے ہمراہ ہو گئے آبادی سے چند کوس دور چل کر دریا کے کنارے ایک وحشت ناک جنگل میں پہنچے تو اس شخص نے وہاں رک کر آواز دی اس آواز پر فوراً دو شخص لاٹھیاں لے ہوئے آگئے اور ان تینوں بدمعاشوں نے ارادہ کیا کہ ڈاکٹر صاحب کا سامان اور نقد روپیے چھین لیں اور قتل کر کے دریا میں ڈال دیں ان لوگوں کی بھیانک شکل، تنہائی، جنگل اور ارادۂ قتل سے ڈاکٹر صاحب موصوف کو سخت خوف پیدا ہوا، اس مشکل وقت میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت کو یاد فرمایا، اور استغاثہ کیا، بغیر حضرت کی امداد کے ان کے چنگل سے چھوٹنا مشکل ہے، للّٰہ! مدد فرمائیے اور اپنے اس خادم کو اس بلائے ناگہانی سے نجات دلائیے؟ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ دوسری جانب حضرت تشریف فرما ہیں اور اشارہ فرما رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں ہم آگئے ہیں، حضرت کے اشارہ سے وہ تینوں بھاگ گئے، اس کے بعد میں پریشان ہوا کہ اس اندھیری رات میں کہاں جاؤں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے آؤ، روانہ ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں اپنے گاؤں میں پہنچ گئے، آبادی میں پہنچ کر اچانک حضرت ہم سے علیحدہ ہو گئے اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم آبادی میں چلے جاؤ۔ گھر پہنچ کر صبح تک شدید بخار اور غشی میں مبتلا رہا، دوسرے دن حسب الحکم خدمت میں حاضر ہوا، حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں فرمایا، الحمد للّٰہ! انجام بخیر ہوا، گھبراؤ نہیں، یہ بات قابل تذکرہ نہیں۔ (تذکرہ نوری ص: ۱۵۰/۱۵۱)

آئندہ باتوں کا علم: جناب منشی عبدالغفار والد منشی عبدالعزیز صاحب بدایونی پر قتل کا ایک مقدمہ چلا اور پولیس نے موقع کی شہادت بھی پیش کر دی، انہوں نے حضرت کی خدمت مبارکہ میں آکر استغاثہ پیش کیا، حضرت نے فرمایا: مطمئن رہو، کچھ نہ ہوگا، تمام کاغذاتِ پولیس داخل دفتر ہو جائیں گے اور تم سے جواب نہ لیا جائے گا۔ چنانچہ باوجود افسر کی رپورٹ کے کچھ نہ ہو سکا اور بلا جواب رہ گئے۔ (۲) اسی طرح مولوی حاجی عطا محمد و مولوی محبوب احمد ساکنان بدایوں پر مقدمہ چلا اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی، حضرت نے حکم فرمایا کہ کچھ نہیں ہوگا، یہاں تک کہ تمام مخالفین عاجز آگئے اور کچھ نہ کر سکے۔ (تذکرہ نوری، ص: ۱۵۱/۱۵۰)

بارگاہ خواجہ میں عرضیاں: جناب مولانا غلام شبیر بدایونی تذکرہ نوری میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے خدام کی جماعت کے ساتھ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک میں حاضر ہوئے اور رب المرجب کی پانچویں تاریخ کو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے فقیر کو حکم ہوا ہے کہ تم خدام میں سے جس کسی کو کچھ خاص عرض کرنا ہو تو درخواست لکھ کر حضور میں پیش کرو، وہ عرضیاں ہمارے ذریعے سے حضور میں پیش ہوں گی اور تم کو حکم ملے گا۔ خادم نے عرض کیا کہ وہ عرضیاں کس طریقہ سے دربار تک پیش ہوں گی تو ارشاد فرمایا کہ آستانہ کے خدام کچھ جنات بھی ہیں، جو اس کام پر مامور ہیں کہ تمہاری عرضیاں لے جا کر پیش کر دیں۔ یہ معلوم کر کے خادم کو خیال ہوا کہ حضور سے وہ عرضیاں لے کر اس آستانہ کے خادم کی زیارت اور کچھ خاص عرض حال کروں گا، یہاں تک کہ عرضیاں مرتب ہوئیں اور سبھوں نے جمع کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر کئے، اور حضرت نے وہ تمام خطوط حافظ نذر اللہ خاں صاحب بدایونی کو عنایت کر کے حکم فرمایا کہ: آستانہ عالیہ کے غرب و جنوب والے گوشہ پر کوہ چلہ کی جانب جو ایک سربستہ درہ ہے وہاں جاؤ اور جو شخص تم سے عرضیاں طلب کرے اسے دے دو۔ یہ خادم (مولانا غلام شبیر بدایونی) حکم والا سن کر حافظ نذر اللہ خاں صاحب کے پیچھے لگا، اور ہر چہار جانب نہایت ہوشیاری سے نظر ڈالتا ہوا یہ خیال لئے چل رہا تھا کہ شاید موقع زیارت بھی

مل جائے گا، جب مذکورہ درہ میں داخل ہوئے تو حافظ نذر اللہ صاحب اور میرے درمیان چند سیکنڈ کا فاصلہ ہو ہو گیا، بہت جلد میں نے آگے بڑھ کر غور کیا کہ مذکورہ جگہ یہی ہے، اب ضرور کوئی تشریف لا کر ملیں گے اور عرضیاں طلب کریں گے، لیکن دیکھتا کیا ہوں کہ حافظ نذر اللہ صاحب خالی ہاتھ ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ عرضیاں کہاں ہیں، موصوف نے جواب دیا کہ مذاق کرتے ہو، ابھی تم نے مجھ سے یہ کہہ کر کہ حضور نے طلب فرمائی ہیں، سب عرضیاں مجھ سے لے لیں اب مجھی سے پوچھتے ہو، اس جواب پر میں حیران سا ہو گیا، یہاں تک کہ حضرت کی خدمت میں واپس آ کر حافظ صاحب نے عرض حال کیا اور میں کھڑا رہا، اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہی خادم آستانہ تھے جو اس صورت میں تم سے عرضیاں لے گئے، پھر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تو بھی گیا تھا؟ میں نے عرض حال کیا، ارشاد ہوا یہ تمہارے سبب سے ہوا ہے، بتاؤں تمہارا کیا ارادہ تھا؟ جواب دینے پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص کرم تھا، ورنہ مجھ جیسے ہزاروں فقراء اس دربار عالی میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنا اپنا سالانہ لے جاتے ہیں، مگر یہ خاص نگاہ کرم بعض خدام خاص پر ہوتی ہیں کہ وہ اپنے متوسلوں کی عرضیاں حضور میں پیش کریں، تیسرے دن عرضیاں ہم سب کو واپس ملیں اور سب پر احکامات درج تھے، جو نوادرات سے تھے۔ (تذکرۂ نوری، ص: ۱۴۶/۱۴۵)

عقد مبارک: آپ کا عقد شریف عم مکرم حضرت چھٹو میاں صاحب قدس سرہٗ کی دختر نیک اختر سے ہوا، زوجۂ اول صاحبہ کی وفات کے بعد حضرت کا دوسرا عقد اپنے پھوپھا سید محمد حیدر صاحب قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوا، جو نواسی تھیں حضرت شاہ اولاد رسول صاحب قدس سرہٗ العزیز کی، ان دونوں میں سے کسی سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئیں۔

(تذکرۂ نوری، ص: ۱۵۴)

خلفائے کرام: اگرچہ حضرت کو کوئی اولاد نہیں تھی، مگر آپ کی روحانی اولاد کی تعداد بے شمار ہے، جو آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر عالم اسلام کی عظیم خدمات انجام دے رہے

ہیں، جن سے آپ کا سلسلہ قیامت تک زندہ وتابندہ رہے گا۔ چند مشاہیر خلفائے کرام کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں۔

(۱): مجدد اعظم حضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی (۲): حضرت شاہ مہدی حسن (۳): حضرت سید شاہ ظہور حیدر (۴): حضرت حاجی سید شاہ حسن (۵): حضرت سید ابن حسن (۶): حضرت حاجی سید شاہ اسماعیل حسن (۷): حضرت سید شاہ ارتضا حسین عرف پیر میاں (۸): حضرت سید محمد ایوب حسن (۹): حضرت نواب معین الدین خاں (۱۰): حضرت سید اسحاق حسن (۱۱): حضرت سید اقبال حسن (۱۲): حضرت سید فضل حسین (۱۳): حضرت حکیم سید آل حسن (۱۴): حضرت مولانا محمد عطاء اللہ خاں (۱۵): حضرت مولانا محمد جمیل الدین (۱۶): حضرت مولانا حکیم محمد عبد القوم (۱۷): حضرت مولانا قاضی مشیر اسلام عباسی (۱۸): حضرت مولانا غلام حسنین (۱۹): حضرت محمد جعفر خاں الملقب عارف شاہ (۲۰): حضرت مولانا طاہر الدین (۲۱): حضرت مولانا مشتاق احمد سہارنپوری (۲۲): حضرت سکندر شاہ خاں (۲۳): حضرت حکیم عنایت اللہ بریلوی (۲۴): حضرت سید محمد ابراہیم میاں (۲۵): حضرت شاہ حسام الحق عرف فیض محمد شاہ (۲۶): حضرت قاضی حسن شاہ (۲۷): حضرت میاں محمد رمضان شاہ (۲۸): حضرت مولانا بخاری (۲۹): حضرت ملا طفیل محمد (۳۰): حضرت حاجی سید محمد علی تقوی (۳۱): حضرت حاجی مولانا عطا محمد (۳۲): حضرت حافظ محمد سراج الدین (۳۳): حضرت شاہ تلقین شاہ (۳۴): حضرت مولانا سید محمد نذیر (۳۵): حضرت محمد عبد الغنی (۳۶): حضرت مفتی عزیز الحسن (۳۷): حضرت سید شاہ فخر عالم (۳۸): حضرت ملا سید احمد شاہ (۳۹): حضرت نواب سید یحییٰ حسن خاں (۳۹): حضرت مولانا شاہ حافظ محمد عمر (۴۰) حضور سیدی ومرشدی تاجدار اہلسنت قطب عالم مفتی اعظم ہند شاہ مصطفی رضا قادری بریلوی (۴۱): حضرت امین الدین (۴۲): حضرت شیخ اشرف علی (۴۳): حضرت مولانا محمد عادل (۴۴): حضرت شاہ عبد العزیز (۴۵): حضرت شیخ کرامت حسین (۴۶): حضرت سید احمد حسین (۴۷): حضرت نواب رستم علی خاں (۴۸): حضرت مولانا

عبدالرحمن دہلوی (۴۹): حضرت مولانا حافظ محمد امیر (۵۰): حضرت مولانا مفتی محمد حسن خاں (۵۱): حضرت حاجی سید عبداللہ (۵۲): حضرت مولانا مفتی احمد حسن خاں (۵۳): حضرت مولانا محمد صدیق (۵۴): حضرت مولانا سراج الحق (۵۵): حضرت مولانا ریاض الاسلام (۵۶): حضرت مولانا غلام قنبر (۵۷): حضرت مولانا حافظ اعجاز احمد (۵۸): حضرت مولانا عبدالحی (۵۹): حضرت مولانا عطا احمد (۶۰): حضرت مولانا غلام سادات (۶۱): حضرت مولانا محمد نورالدین (۶۲): حضرت کفایت اللہ خاں (۶۳): حضرت مولانا مفتی عزیز الحسن بریلوی (۶۴): حضرت مولانا مفتی بدر الحسن (۶۵): حضرت مولانا غلام شبیر بدایونی (۶۶): حضرت میر شاہ علی گڑھی (۶۷): حضرت امین الدین خاں میرٹھی۔ (تذکرۂ نوری، ص: ۱۵۹ تا ۱۷۴)

اقوالِ زریں

آپ کے اقوال زریں سے کچھ کلمات بطور تبرکاً نقل کیے جاتے ہیں، جو علم و حکمت و شریعت و طریقت کا انمٹ قول ہیں۔ حصولِ ورع کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ ورع کامل اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنے لئے ان دس صفات جلیلہ کی پابندی ضروری قرار نہ دے۔ (۱): زبان کو قابو میں رکھنا، (۲): غیبت سے احتراز کرنا (۳): کسی بھی آدمی کو اپنے سے حقیر نہ جانے (۴): محارم (جن کا دیکھنا حرام ہو ان) پر نظر نہ ڈالے (۵): جب بات کہے تو سچ اور انصاف کی کہے (۶): انعامات و احسانات الٰہیہ کا اعتراف کرتا رہے (۷): مال و متاع راہ خدا میں صرف کرتا رہے (۸): اپنی ہی ذات کیلئے بھلائی کا خواہاں نہ رہے (۹): پنج وقتہ نماز کی پابندی کرے (۱۰): سنت نبوی اور اجماع مسلمین کا احترام کرے۔ (۱۱): بخیل کی صحبت سے دور رہو (۱۲): بدمذہبوں کی صحبت سے دور رہو کہ اس کی وجہ سے اعتقاد میں فرق و سستی آتی ہے (۱۳): چالیس دن تک لگاتار گوشت کھانے سے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے۔ (۱۴): طریقت شریعت سے الگ نہیں ہے بلکہ

انتہائے کمالِ شریعت کو طریقت کہتے ہیں۔ (۱۵): سماع مروجہ حال سراسر لغو ولہو ہے، ایسے مجمع میں اہل سماع کو جانا بھی درست نہیں کہ سماع کیلئے بہت سے شرائط ہیں۔ اور فرماتے۔

غلام غوث اعظم بےکس و مضطر نمی ماند اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

وصال مبارک: آپ نے ۱۱، رجب المرجب ۱۳۲۴ھ مطابق ۳۱۔ اگست ۱۹۰۶ء میں وصال فرمایا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مزار مبارک: درگاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے برآمدہ جنوب میں آپ کا مزار مقدس زیارت گاہ خلائق ہے۔

مادۂ تاریخ وصال: خاتم اکابر ہند / ۲۴ ہجری ۱۳

تاج العلماء، سراج العرفاء حضرت سید شاہ اولاد رسول

مفتی محمد میاں قادری برکاتی

قدس سرہ

۲۳ رمضان ۱۳۰۹ھ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۵ھ

آنکھوں میں ضو جمال محمد میاں کی ہے دل میں ضیاء کمال محمد میاں کی ہے

(مفتی خلیل مارہروی)

اولیائے کرام وہ مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں جن کے دل، نور جمال الٰہی اور مکاشفہ ء جلال ربانی سے منور اور روشن ہوتے ہیں۔ یہ ایسے مشعل نور ہیں جو تاریکی اور ظلمت کو دور کرتے ہیں۔ دشمن نفس سے جنگ کرنے کیلئے، خلوص ان کا ہتھیار ہے۔ صدق تلوار ہے اور اخلاق ڈھال ہے۔ وہ عشق کے تیر سے توکل وقناعت پر نشانہ لگاتے ہیں اور گوہر مقصود حاصل کرتے ہیں۔

یہ ذہنی غلامی سے آواز ہوتے ہیں۔ کسی دینوی فائدہ کی امید میں کسی کے محکوم وغلام نہیں بنتے۔ ان کی پوری زندگی کا منشاء اور مقصد محبت اور انسانیت کا عروج اور شکر وصبر کی بالادستی قائم کرنا ہوتا ہے،

یہ اہل اللہ اپنی گفتار اور اپنے کردار سے معیاری زندگی کا نمونہ پیش کرکے اسوۂ حسنہ پر عمل کا مظہر نظر آتے ہیں۔ عشق الٰہی میں وہ اپنی ہستی کو بھول کر خلوص وخدمت، فقر وفاقہ اور ایثار واستقامت کو اپنا شعار بنالیتے ہیں عشق الٰہی کے یہ اسیر روشن ضمیر ہونے کے ساتھ ساتھ دین کے نصیر اور بے کسوں کے دستگیر بھی ہوتے ہیں۔

''تذکرہ مشائخ برکاتیہ'' میں جن بزرگوں کا تذکرہ ہوا ہے، وہ سب کے سب امیر شریعت ہونے کے ساتھ ساتھ شمع شبستان ہدایت بھی تھے۔ علم باطن اور علم ظاہر میں کامل تھے ان کی زندگی نہ صرف طریقت کے نکات کا دفینہ تھی بلکہ معرفت وحقیقت کا آئینہ بھی تھی۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے ساتھ جو عہد لر لیتے ہیں اسکو پورا کرتے ہیں، اور اپنے اقرار کو نہیں توڑتے ''

یہ وہ مقدس گروہ ہے جس کو قیامت تک ''رسول کے خلفاء'' ہونے کا شرف حاصل ہے یہی وہ گروہ ہے جسے خالق اور مخلوق کے درمیان وسیلہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہم جن صافیائے کاملین کا تذکرہ کر رہے ہیں، یوں سمجھنا چاہیے کہ سیدنا رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کا نور، سینہ بہ سینہ پیران عظام کے سینوں میں منتقل ہوتا آیا ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک، سے مطابق حکم ربانی، حضرت سیدنا مولا علی

رضی اللہ عنہ کے سینہ میں وہ نور منتقل ہوا۔ وہاں سے سینہ بہ سینہ ہوتا ہوا حضرت سید عبد الواحد بلگرامی کو پہنچا۔ وہاں سے سلطان العاشقین حضرت السید الشاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ کو ملا۔ اور پھر منازل طے کرتا ہوا۔ میرے پیر مرشد حضرت سید شاہ مولانا سید محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ میں وہ نور ظاہر ہوا۔

جن چراغوں سے روشنی حاصل ہوتی رہتی ہے اور جو مقدس ہستیاں روشنی کا مینار ہیں، ان کے حالات وفضائل کو بالتفصیل جاننا بھی ان کے ہر مرید پر لازم ہے۔ تاکہ یقین کامل ہوجائے کہ مرید نے جس مبارک ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا ہے اس کا سلسلہ تسبیح کے دانوں کے مانند، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہے۔ اور پھر ہر مرید ان برگزیدہ اور مبارک پیش رووں کے نقش قدم پر چلنے کی سعی کرے اور ان کی سیرت سے استفادہ کرے۔ تو آیئے حضرت کے تذکرہ سے دل کو منور کرتے کریں۔

مورخ خاندان برکات تاج العلماء سراج العرفا حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ مجدد برکاتیت حضرت سید شاہ اسماعیل حسن میاں صاحب کے فرزند ہیں۔ حضرت تاج العلما علیہ الرحمہ ۲۳ رمضان ۱۳۰۹ھ میں سیتا پور میں پیدا ہوئے۔ قرآن، حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ، فقہ واصول فقہ، صرف ونحو کی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب، حضرت مولانا شاہ عبد المقتدر بدایونی علیہ الرحمہ کے علاوہ اس دور کے بڑے علماء سے حاصل کی۔ آپ کو بیعت وخلافت اپنے والد ماجد اور نانا صاحب حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

حضرت تاج العلماء کی شکل حضرت نوری میاں صاحب سے بہت ملتی تھی۔ حضرت تاج العلماء بہترین عالم دین، مفتی، محدث، مفسر تھے۔ آپ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ یادداشت اتنی اچھی تھی کہ جو پڑھتے فوراً یاد ہوجاتا۔ حضرت تاج العلماء کا دین پر مضبوطی سے قائم رہنا، شریعت کے اصولوں پر پابند ہونا اور اپنے چاہنے والوں کو بھی اس راستے پر چلنے کی ہدایت دینا ایک قابل تقلید عمل ہے۔

حضرت تاج العلماء کی پوری زندگی نظم وضبط سے عبارت تھی ۔سفر میں ضروری سامان کا ہمیشہ ساتھ رکھنا، ہر کام کو وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ خود کرنا، اپنی ہر چیز کو خود ہی اپنی نگرانی میں رکھنا کسی کو زحمت نہ دینا یہ سب آپ کی خصوصیات ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت کے مرید خاص مولانا مظہر صاحب بدایوانی مرحوم نے حضرت کو پنکھا کرنا چاہا تو فرمایا آئندہ بنا اجازت ایسا نہ کرنا، قدرت نے ہمیں دو ہاتھ اپنا کام کرنے کو عطا فرمائے ۔حضرت والا کی ایک خاص عادت تھی نہ کسی کی برائی سنتے ،نہ کرتے ،کوئی غیبت کرتا تو اس کر فوراً منع کرتے ۔

حضرت تاج العلماء ایک ایسے مہربان مرشد تھے جو اپنے احباب کی بیکسی اور پریشانی میں بہت مددگار اور فریاد سن کر فوراً حاجت روائی فرماتے ۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے آپ کے تعلقات بہت گہرے اور محبت والے تھے حالاں کہ اعلیٰ حضرت عمر میں تاج العلماء سے بہت بڑے تھے لیکن پیر زادگی کی نسبت سے فاضل بریلوی حضرت تاج العلماء کا بہت احترام فرماتے ،اعلیٰ حضرت آپ کو ''وارث الاکابر الاسیاد بالا ستحقاق والانفراد'' جیسے القاب سے مخاطب کرتے اور تاج العلما تو ان پر ان کی دینی خدمات کی وجہ سے جاں نثار کرتے ۔تاج العلما فرماتے تھے کہ فقیر ان کو اپنے بیشتر استادوں سے بہتر مانتا ہے، ان کی تحریر اور تقریر دونوں ہی سے فقیر نے طالب علم کی طرح فائدہ اُٹھایا ہے ۔لہٰذا فقیر اپنی وسعت کے مطابق ان کے طریقے کی پیروی کرتا ہے ۔

حضرت تاج العلما کا سب سے بڑا کارنامہ اپنے دونوں ہمشیر زادوں سیدین مارہرہ یعنی حضرت سید العلما اور حضرت احسن العلماء کی تربیت ہے جس کی وجہ سے آج خاندان برکات کا نام تمام دنیا میں روشن ہے ۔حضرت تاج العلما نے اپنے دور میں خانقاہ شریف کے پورے نظام میں اپنی محنت اور خلوص عمل کے ذریعے بے مثال تبدیلیاں کیں ۔شریعت اور طریقت دونوں کو نافذ کیا، اپنے سارے گھرانے کو علم دین کے حوالے سے مضبوط کیا، خانقاہی نظام کو اپنے علم، عمل اخلاق ،خلوص، کردار سے مضبوطی بخشی یہی نہیں بلکہ خانقاہ

کے مشن کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے میں اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔

تقسیم ہند کے موقع پر جب ہندوستان کے مسلمان مصیبت کے حالات سے گزر رہے تھے، خانقاہوں، مدرسوں، درگاہوں، مسجدوں، کے تحفظ کا سوال کھڑا تھا، ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کے مالی حالات بھی بد سے بدتر ہو رہے تھے ایسے میں خانقاہ برکاتیہ نے حضور تاج العلما کی نگرانی میں ''جماعت اہل سنت'' نامی تنظیم کا پلیٹ فارم سنی مسلمانوں کو دیا جس کے مبلغوں نے اپنی تمام طاقت، دین اسلام کے پیغام کو صحیح طور سے پہنچانے میں لگا دی۔ شدھی تحریک کے خلاف کام کر کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی گئی۔ حضرت تاج العلماء نے نہ صرف میدان عمل میں فتح کے پرچم لہرائے بلکہ علمی طور پر بھی بیدار کرنے اور اس وقت کے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے ''اہلسنت کی آواز'' نام کا رسالہ اپنی سرپرستی اور سید ین مارہرہ کی ادارت میں نکالا۔ یہی وہ رسالہ تھا جو پہلے بھی اہل سنت و جماعت کو اس بگڑے دور میں شریعت کے مطابق زندگی گزارنے اور ہر فساد سے دور رہنے کی ہدایت دے رہا تھا، اولیائے کرام کی محبت اور عقیدے کی حفاظت کا ذمہ دار تھا۔ آج بھی یہ سالانہ رسالہ علم و آگہی کے جام لوگوں کو بدستور پلا رہا ہے۔

حضرت تاج العلما نے اپنی تمام دینی، دنیاوی، خانقاہی ذمہ داریوں کے باوجود قومی نظریے کو لوگوں تک پہنچایا۔ جنگ آزادی ہو یا ترک موالات، خلافت مومینٹ ہو یا اسلامی قوم کا بگڑتے ہوئے دور میں عوام کو جگانے کا کام ہو۔ حضرت تاج العلما نے اپنی مخلص خدمات انجام دیں۔ جب برصغیر کے مسلمان اس دور میں جوش، جذبات اور انجام کو سوچے سمجھے بغیر سیاست میں آگے آگے رہنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے ایسے میں حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ جماعت انصار الاسلام، جماعت رضائے مصطفی جیسی تنظیموں کی سرپرستی فرما کر قوم کو راہ ہدایت پر چلا رہے تھے۔ (تذکرہ مشائخ مارہرہ)

حضرت کی تصانیف میں ایک کتاب ''اصح التواریخ'' ہے جس کے دو نام ہیں ایک سے آغاز تصنیف ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے سے سن تکمیل۔ سن آغاز ۱۳۳۸ھ ''اکمال الکلام فی

ماثر الکرام" کے اعداد سے نکلتا ہے جس کے معنی ہیں "بزرگوں کے کارناموں کا مکمل تذکرہ"
اسے حضرت مصنف نے اسم تاریخی قرار دیا ہے۔ دوسرے نام "اصح التواریخ
" سے اسکا سن تکمیل ۱۳۴۷ھ معلوم ہوتا ہے جسکے معنی ہیں "صحیح ترین تاریخ"
اسے حضرت نے لقبِ تاریخی قرار دیا ہے۔ یہ تذکرہ حضرت تاج العلماء نے
تصنیف فرما کر اور بڑی تحقیق و عرق ریزی کے بعد تالیف فرما کر تشنہ کاموں تک پہنچایا۔

"اصح التواریخ" میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے ان انیس جلیل القدر بزرگوں کی
سوانح حیات، وفضائل ومناقب ہیں، جن کے توسط سے یہ سلسلہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تک
جا ملتا ہے۔ کتاب کی دو جلدیں ہیں۔ جن میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سید
الراحمین حضرت سید شاہ اویس بلگرامی قدس سرہ تک کے حالات ہیں۔ اور ان کے ضمن میں
ان بزرگوں کی بہت سی اولاد واحفاد وامجاد کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

حضرت شاہ اویس رحمۃ اللہ علیہ کے بعد سے، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف،
احسن العلماء حضرت مفتی سید حسن میاں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک نو بزرگوں کے حالات دوسری
تصنیف "خاندان برکات" میں جمع فرمائے کتاب آپ نے صرف بیس ۲۰ سال کی عمر شریف
میں ۱۳۲۹ھ میں تالیف فرمائی۔

"اصح التواریخ" جلد اوّل کی ترتیب میں حضرت مصنف نے پچپن ۵۵ کتب
مستند ومعتمد سے استفادہ کیا۔ جبکہ جلد دوم کی ترتیب میں اکیس ۲۱ کتب سے مواد اخذ فرمایا۔
مجموعی طور پر ان دونوں جلدوں کی ترتیب میں انہتر ۶۹ کتب کو شرف مطالعہ بخشا۔ جن کے
نام ہر دو جلد کے آخر میں فہرست ماخذ کے تحت جمع فرمادیے ہیں۔

مصنف کتاب ہذا کی ذات ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ عرفان وایقان کا یہ سورج، جسے اہل دنیا تاج
العلماء کے لقب سے پہچانتے ہیں جب جلوہ گر ہوا تو "اولاد رسول فخر العالم محمد" پر عقیقہ کیا
گیا(۱) بعد میں محمد کے ساتھ "میاں" کا اضافہ ہو کر "محمد میاں" نام زیادہ متعارف ہوا۔ ابتدائی
تعلیم اپنے والد ماجد، حضرت سیدنا شاہ ابو القاسم محمد اسماعیل حسن عرف شاہ جی میاں رحمۃ اللہ

علیہ سے حاصل کرنے کے بعد کچھ اسباق سیدنا حیدر شاہ پشاوری، مولانا غلام رحمانی ولایتی، حافظ امیر اللہ بریلوی سے پڑھے۔ علم حدیث کی خاندانی سند مسلسل اپنے والد کے علاوہ اپنے نانا سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

آپ اگرچہ امام اہلسنت مولانا رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے رسمی تلمذ کا شرف نہ رکھتے تھے۔ مگر پھر بھی اعلحضرت مجدد ملت کو اپنے اکثر اساتذہ سے بہت برتر اور جانتے تھے۔ چنانچہ آپ خود دلکھتے ہیں "ان (اعلحضرت بریلوی) کی تقریرات وتحریرات سے فقیر کو بہت کثیر فوائد دینی وعلمی حاصل ہوئے اور چونکہ تقریر وتحریر میں ان کا طریقہ بےلوث اور مواخذات صوری ومعنوی،، شرعی وعرفی سے منزہ ومبرا ثابت ہوا۔ لہٰذا فقیر بھی تابہ وسعت ان کے طریقہ کا اتباع کرنا پسند کرتا ہے"

حضرت مصنف قدس سرہ کا سلسلہ نسب حضرت زید شہید [۲] رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے جو کہ مشہور ہستی ہیں حضور تک پہنچ رہا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو بھی حضرت تاج العلماء سے بڑی محبت تھی۔ ایک موقعہ پر امام اہلسنت نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں حضرت تاج العلماء سید محمد میاں قدس سرہ کو یوں خطاب فرمایا۔

تازہ بتواے جانِ تن مارہرہ
خاندان برکات و چمن مارہرہ

---

(۱) سید محمد میاں قادری حضرت، خاندان برکات مطبوعہ مارہرہ شریف از: احمد میاں برکاتی مفتی، مفتی اعظم سندھ ص ۲۱ مطبوعہ مفتی خلیل اکیڈمی حیدر آباد۔

(۲) سید الاتجعین، ابوالحسین حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت امام باقر کے سوتیلے بھائی ہیں۔ ولادت ۸۰ھ شہادت ۱۲۰ھ بکثرت قرآن مجید نماز پڑھنے کے آپ کو "قرآن مجید کا ہم عہد اور مسجد کا ستون" کہا جاتا ہے (بحوالہ سید محمد میاں قادری حضرت اصح التواریخ ص ٦٨ ج)

"وارث الاکابر الاسیاد بالا ستحقاق والا نفراد"(۱)
(اے بڑے بزرگوں کے تنہا مستحق وارث)

آپ کو بیعت طریقہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں تھی اور اس سلسلہء مبارکہ میں اجازت و خلافت، نیز دیگر سلاسل نقشبندیہ ابو العلائیہ چشتیہ، نظامیہ، سہروردیہ جدیدہ وقدیمہ میں بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ تمام سلاسل وجملہ اوراد واذکار واشغال واعمال ووظائف و احادیث شریفہ وقرآن مجید ومصافحات وغیرہ برکات کی اجازت اپنے والد ماجد اور اپنے نانا صاحب حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہم سے حاصل ہے۔ آپ نے مذہبی، ادبی اور سیاسی موضوعات پر بڑی مفید کتب اہل اسلام کو عطا فرمائی ہیں آپ نے جو کتب تصنیف فرمائی ہیں ان کی تعداد ۳۴ تک پہنچی ہے، جن کی فہرست آپ نے ہی ایک تصنیف، خاندان برکات میں دی ہے تفصیل یہ ہے۔

۱۔ القول الصحیح فی امتناع الکذب القبیح (اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ محال ہے)
۲۔ رسالہ مختصرہ در اثبات واجب الوجود (اللہ تعالیٰ کے واجب الوجود ہونے کا ثبوت)
۳۔ حاشیہ بر رسالہء خلاصۃ المنطق بدایونی (منطق کی ایک کتاب پر حاشیہ)
۴۔ مبحث الاذان (اذان کی بحث)
۵۔ شافی جواب پر کافی ایرادات (چند فقہی مسائل پر بحث)
۶۔ بدایونی تحریر کے شافی جواب (فقہی مسائل پر مباحثہ)۔
۷۔ خاندان برکات (حضرت سید شاہ عبد الجلیل قدس سرہ (م ۱۰۵۷ھ) سے (سجادہ نشین حضرت سید حسن میاں شاہ صاحب تک خاندان برکاتیہ کے تفصیلی حالات)
۸۔ سوانح عمری حضرات اکابر خاندان برکات (سید شاہ عبد الجلیل سے پہلے کے اکابر کے حالات)

---

(۱) راقم الحروف مفتی اعظم سندھ ص ۲۲ بحوالہ قلمی بیاض مفتی خلیل خاں قدس سرہ بحوالہ قلمی مفتی خلیل خاں۔

۹۔ نماز پڑھنے اور پڑھانے کا عمدہ طریقہ۔
۱۰۔ خیر الکلام فی مسائل الصیام (روزوں، تراویح اور اعتکاف کے مسائل)
۱۱۔ اکمل التاریخ پر ایک تنقیدی تبصرہ۔
۱۲۔ نور مدائح پر ایک تنقیدی نظر۔
۱۳۔ قرآنی ارشاد اور ہندو مسلم اتحاد۔
۱۴۔ انسداد قربانی گاؤ کے متعلق (ایک سیاسی جماعت کا ریزولیوشن اور مذہبی نقطہ سے اس پر تنقید)۔
۱۵۔ نان کو آپریشن (بائیکاٹ) شرعی ترک موالات ہے۔
۱۶۔ خطبہء صدارت جماعت انصار المسلمین (کا جائزہ)
۱۷۔ گاندھویوں کا اعمال نامہ
۱۸۔ لیڈروں کا کارنامہ
۱۹۔ برکات مارہرہ و مہمانان بدایوں
۲۰۔ التحقیقات الشرعیہ فی رد خباثات الگاندھوتیہ (گاندھی کی چند خباثتوں کا رد)
۲۱۔ مثنوی، روزہ اور رمضان شریف کے فضائل میں۔
۲۲۔ البرہان القوی علی عدم جواز التراویح خلف الصبی (نابالغ کے پیچھے تراویح ناجائز ہے)۔
۲۳۔ تفہیم المسائل بارسال الرسائل۔
۲۴۔ مجموعہء مضامین
۲۵۔ مجموعہء فتاویٰ (حضرت کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کا مجموعہ چونتیس ۳۴ جلدوں میں ہے)
۲۶۔ خزانہ واقعات عجیبہ
۲۷۔ تذکرۂ جناب برادر صاحب معظم سید فقیر عالم مرحوم۔
۲۸۔ حق کی فتح مبین

۲۹۔ ترجمہ اردو آداب السالکین (حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ کی تصنیف کا ترجمہ)

۳۰۔ شوکت اسلام۔

۳۱۔ مجموعہ مکاتبات فقیر و مولوی عبد الباری لکھنوی (حضرت سید شاہ محمد میاں رحمۃ اللہ اور مولانا عبد الباری لکھنوی فرنگی محلی کے درمیان چند مسائل پر طویل خط وکتابت ہوئی جو حضرت نے اسی کتاب میں جمع فرمادی۔

۳۲۔ فتنۂ ارتداد اور ہندو مسلم اتحاد (قادیانی مرتد کا رد اور ہندو مسلم اتحاد کے نقصانات)

۳۳۔ رسالہ در رد مغالطات گاندھویہ۔

۳۴۔ العذاب الاکبر لمانع ذبح البقر (گائے کے ذبح سے روکنے والا عذاب کا مستحق ہے) اس کے علاوہ چند اور رسائل بھی ہیں جو نامکمل رہے یا غیر مطبوعہ ہیں (۱)۔

پاکستان میں راقم الحروف کے علم میں، حضرت کے دو ۲ خلفاء ہیں

۱۔ خلیل ملت، مفتی اعظم سندھ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی قدس سرہ حیدر آباد (۲)۔

۲۔ قاضی عبد الشکور صاحب قادری برکاتی علیہ الرحمہ کراچی میں ہے۔ کراچی میں ہی مزار مقدس ہے۔

---

(۱) سید محمد میاں قادری، حضرت خاندان برکات ص ۵۵ مطبوعہ مارہرہ شریف

(۲) حضرت مفتی محمد خلیل خاں رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۰ء میں ہجرت کر کے مرشد کی اجازت سے پاکستان آگئے تھے۔ اس وقت حضرت نے اپنے اس مرید خاص کو زبانی سلسلہ عالیہ کیلئے اجازت دی تھی بعد میں ہر سال مفتی صاحب اپنے مرشد کی زیارت کو مارہرہ شریف جاتے رہے۔ ایک نجی ملاقات میں علامہ ظہیر الدین قادری، مدیر ماہنامہ استقامت کانپور نے فقیر راقم الحروف کو بتایا کہ مفتی صاحب کے پاکستان چلے آنے کے بعد حضرت ہمیشہ مفتی صاحب کو یاد فرماتے تھے آخر میں فرمایا تھا کہ "اب کے مفتی خلیل آئیں گے تو ان کو ضرور خلافت (تحریری) دی جائے گی۔ چنانچہ بحکم خدا حضرت کا وصال ہوگیا اور مفتی صاحب چہلم میں شرکت کرنے پہنچے تو حضرت کے قائمقام سیدی حسن میاں شاہ صاحب نے خاندان کے معمولات کے مطابق چہلم کے موقعہ پر مفتی صاحب کو تحریری خلافت نامہ عطا فرمایا۔ اس طرح حضرت کا فرمان پورا ہوا (مرتب)

احسن العلماء مفتی سید حسن میاں شاہ:

حضرت تاج العلماء کے وصال کے بعد سجادہ نشینی آپ کے بھانجے حضرت سیدی و مرشدی، مفتی سید حسن میاں شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی طرف منتقل ہوئی اور عرصہ تک حضرت موصوف خانقاہ برکاتیہ کے منتظم اعلیٰ رہے۔

راقم الحروف مرتب کتاب ہذا کو حضرت والد ماجد علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے عرس مرشد کے موقعہ پر جمادی الاخریٰ ۱۳۹۸ھ میں بیعت کی اجازت کے ساتھ چند تبرکات عطا فرمائے۔ پھر ۲۱، جمادی الاخریٰ ۱۴۰۶ھ/ ۳ مارچ ۱۹۸۶ء خانقاہ جیلانیہ (دربار سخی عبدالوہاب شاہ قدس سرہ) حیدرآباد سندھ میں حضرت سید حسن میاں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو اس وقت پاکستان تشریف لائے تھے۔ خلافت سے نوازا اور بہت سے اوراد کی اجازت دی۔ فللہ الحمد

آپ کا سالانہ عرس مذکورہ تاریخوں میں کراچی میں الحاج عبدالرحیم اسماعیل گیگا مرحوم کے مکان پر عقیدت واحترام کے ساتھ منایا جاتا ہے (مرتب برکاتی غفرلہ)

فقیر قادری برکاتی

سگ خانقاہ برکاتیہ

ابوحماد احمد میاں برکاتی

۲۰ ربیع الآخر ۱۴۰۸ھ/ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۷ء

حیدرآباد میں راقم الحروف کے مکان پر بھی سالانہ یہ عرس منعقد ہوتا ہے۔

جمال محمد میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت

حضور سیدی مرشدی السید الشاہ اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی قدس سرہٗ

آنکھوں میں ضو جمال محمد میاں کی ہے
دل میں ضیا کمال محمد میاں کی ہے
ملتی ہے اہل حق میں بڑی جستجو کے بعد
جو بات حال و قال محمد میاں کی ہے
آمین ربّنا کا ملائک میں شور ہے
وہ آبرو سوالِ محمد میاں کی ہے
روشن دل و دماغ ہیں حبِ رسول سے
تنویر یہ جمال محمد میاں کی ہے
میرے حَسَن[1] کو میری نگاہوں سے دیکھئے
تصویر خد و خال محمد میاں کی ہے
انوار کا نزول، غلاموں پہ کیوں نہ ہو
تاریخ یہ وصال محمد میاں کی ہے
اس آستاں سے دولتِ ایماں ملی ہمیں
تشریح یہ نوالِ محمد میاں کی ہے
ہیں خوش نصیب، جن کو ملا ہے یہ درِ خلیلؔ
کیا بات خوش خصال محمد میاں کی ہے

(از: خلیل العلماء علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری علیہ الرحمہ)

[1] حضور احسن العلماء سید حسن میاں شاہ صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان

حضرت سید العلماء

سید آل مصطفی مارہروی

رضی اللہ عنہ

۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۳ھ/ ۹ جون ۱۹۱۵ء

۱۱ جمادی الاولی ۱۳۹۴ھ/ یکم جولائی ۱۹۷۴ء

شخص اور عکس

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے کیا خوب کہا ہے کہ: ''دنیا میں بڑے آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ جن کا ہم ادب و احترام کرتے ہیں، دوسرے وہ جن سے ہم محبت کرتے ہیں۔ ادب ہم ان اولوالعزم اور عالی حوصلہ مدبروں اور وطن پرستوں اور باکمال حکیموں اور ادیبوں کا کرتے ہیں جن کی حیرت انگیز جد و جہد، قربانیوں اور عظیم الشان کاموں اور تدبیروں نے اور جن کے علم وکلام نے عالم کو فیض پہنچایا اور سورج کی طرح تاریکیاں مٹائیں۔ محبت ہم ان سے کرتے ہیں جن کی پاک سیرت، خوش اطواری اور خوش اخلاقی دل کے موہنے میں وہی کام کرتی ہے جو چودھویں رات کی چاندنی، ان کے پاس سے جو اٹھا کچھ لے کر اٹھا اور ان کے پاس جو گیا کچھ بن کر آیا۔''

(بہ حوالہ ماہ نامہ ایوان اردو، دہلی، شمارہ ستمبر ۲۰۱۲ء ص:۸۱)

بابائے اردو نے اعاظم زمانہ کی جن دو قسموں کا تذکرہ درج بالا اقتباس میں کیا ہے اس کی روشنی میں ممدوح گرامی حضرت علامہ حکیم مفتی سید شاہ آل مصطفی قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ کی مثالی شخصیت اور ان کے ہمہ جہت تاریخی کارنامے انہیں مذکورہ دونوں قسموں کے نمائندہ فرد کی حیثیت سے امتیازی نشان عطا کرتے ہیں، انہیں کسی ایک زمرے میں محصور نہیں کیا جاسکتا، ان کی بے پناہ کاوشات، عظیم الشان قربانیاں، اور ان کے ناخن تدبیر سے حل ہوئے لاتعداد مسائل اور فیض بخشی کی وجہ سے ہم ان کا ادب و احترام بھی کرتے ہیں، اور ان کی پاک طینتی، خوش اطواری اور خوش اخلاقی کے سبب ان سے سچی محبت بھی کرتے ہیں، گویا ''وہ جلیل القدر، دوربین، دوراندیش، نکتہ داں، حق گو، حق آگاہ، حق بیں، حق شناس، حقیقت بیان، صداقت شعار، سراپا ایثار، پرتو حیدر کرار ذات ہیں جس نے اپنی حق بیانی، شیریں مقالی اور دینی و علمی فتوحات کی بدولت تقریباً نصف صدی کو متاثر کیا ہے اور آج بھی ایک عالم جس کے شفاف کردار و اطوار، شخصیت و وجاہت اور سیادت و قیادت کا معترف و مداح ہے۔''

وہ یقیناً سید العلماء تھے، بہ قول شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ:

"دقیق سے دقیق علمی مباحث میں وہ نکتہ سنجیاں فرماتے کہ عقل دنگ رہ جاتی، اس وقت اعتراف کرنا پڑتا کہ سید العلماء کا خطاب ان کے قامت زیبا ہی کے لیے وضع ہوا ہے۔" (حضور سید العلماء، ص: ۱۲)

ڈاکٹر محمد ارشاد ساحل شہ سرامی لکھتے ہیں:

"حضرت سید العلماء قدس سرہ بیک وقت محدث، مفسر، مفتی، نغز گو شاعر، حاذق حکیم، مدبر، اسلامی سیاست داں اور اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں کے مالک عابد شب زندہ دار بزرگ تھے۔" (سال نامہ اہل سنت کی آواز، مارہرہ مقدسہ، جلد: ۶، اکتوبر ۱۹۹۹، ص: ۲۳۱)

اسم گرامی:

آپ کا پورا نام آل مصطفی اولاد حیدر، عرفیت "سید میاں" اور لقب "سید العلماء ہے"۔

ولادت:

۲۵، رجب المرجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۹ جون ۱۹۱۵ء بروز بدھ مارہرہ مطہرہ میں پیدا ہوئے۔

سلسلہ نسب:

حضرت سید العلماء کا نسب نامہ پدری ونسب نامہ مادری دونوں جا کر حضرت سید محمد صغریٰ قدس سرہ پر ملتے ہیں، سب سے پہلے دونوں سلسلۂ نسب ملاحظہ کریں:

شجرۂ پدری:

۱۔ حضرت سیدنا شاہ آل مصطفی اولاد حیدر قادری علیہ الرحمہ

۲۔ حضرت سید شاہ آل عبا قادری قدس سرہ

۳۔ حضرت سید شاہ حسین حیدر قدس سرہ

۴۔ حضرت سید شاہ محمد حیدر قدس سرہ

۵۔ حضرت سید دلدار حیدر قدس سرہ

۶۔ حضرت سید منتجب حسین قدس سرہ

۷۔ حضرت سید ناظم علی قدس سرہ

۸۔ حضرت سید حیات النبی تاتو میاں قدس سرہ

۹۔ حضرت سید سید حسین قدس سرہ

۱۰۔ حضرت سید ابو القاسم قدس سرہ

۱۱۔ حضرت سید جان محمد قدس سر

۲۱۔ حضرت سید حاتم قدس سرہ

۱۳۔ حضرت سید بدر الدین عرف بدلے میاں قدس سرہ

۱۴۔ حضرت سید ابراہیم قدس سرہ

۱۵۔ حضرت سید پیارے میاں قدس سرہ

۱۶۔ حضرت سید حسن قدس سرہ

۱۷۔ حضرت سید محمود عرف بدھن میاں قدس سرہ

۱۸۔ حضرت سید بڈھا میاں قدس سرہ

۱۹۔ حضرت سید جمال الدین قدس سرہ

۲۰۔ حضرت سید ابراہیم قدس سرہ

۲۱۔ حضرت سید ناصر قدس سرہ

۲۲۔ حضرت سید مسعود قدس سرہ

۲۳۔ حضرت سید سالار قدس سرہ

۲۴۔ حضرت سید محمد صغریٰ قدس سرہ (فاتح بلگرام۔۔۔ آخر تک)

شجرۂ مادری:

۱۔ حضرت سید آل مصطفی اولاد حیدر قادری قدس سرہ

۲۔ حضرت بی بی سیدہ اکرام فاطمہ لخت جگر شہر بانو رحمۃ اللہ علیہا بنت

۳۔ حضرت سید ابو القاسم اسماعیل حسن قدس سرہ
۴۔ حضرت سید میر محمد صادق قدس سرہ
۵۔ حضرت سید شاہ اولادرسول قدس سرہ
۶۔ حضرت سید آل برکات ستھرے میاں قدس سرہ
۷۔ حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ
۸۔ حضرت سید آل محمد قدس سرہ
۹۔ حضرت سید شاہ برکت اللہ (صاحب سلسلہ برکاتیہ)
۱۰۔ حضرت سید میر اویس قدس سرہ
۱۱۔ حضرت سید میر عبد الجلیل قدس سرہ
۱۲۔ حضرت سید میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ (صاحب سبع سنابل شریف)
۱۳۔ حضرت سید ابراہیم قدس سرہ
۱۴۔ حضرت سید قطب الدین قدس سرہ
۱۵۔ حضرت سید ماہ رو قدس سرہ
۱۶۔ حضرت سید بڈھا میاں قدس سرہ
۱۷۔ حضرت سید کمال قدس سرہ
۱۸۔ حضرت سید قاسم قدس سرہ
۱۹۔ حضرت سید حسن قدس سرہ
۲۰۔ حضرت سید نصیر قدس سرہ
۲۱۔ حضرت سید حسین قدس سرہ
۲۲۔ حضرت سید عمر قدس سرہ
۲۳۔ حضرت سید محمد صغریٰ علیہ الرحمۃ والرضوان (فاتح بلگرام)

حضرت سید محمد صغریٰ علیہ الرحمہ سے لے کر سرکار دوعالم سرور کائنات حضرت محمد مصطفی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک شجرہ یکساں ہے۔

خاندانی پس منظر:

حضور تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ نے جو بلاشبہ خانوادۂ برکاتیہ کے مستند تاریخ نویس بھی تھے اپنی کتاب ''تاریخ خاندان برکات'' میں خوب مفصل تحریر فرمایا ہے۔

بلگرام ہندوستان کے صوبہ اودھ کا مشہور و معروف مردم خیز قصبہ ہے اور آج کل ضلع ہردوئی کے توابع میں ہے، بعد فتح بلگرام حضرت سید محمد صغریٰ نے وہاں اکتیس برس عدل و انصاف، رعایا پروری، رشد و ہدایت اور حکمرانی میں عمر شریف گزاری اور وہیں بروز دو شنبہ بوقت دو پہر چودہ شعبان المعظم ۶۴۵ھ میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ حضرت میر سید صغریٰ کے دو صاحب زادے ہوئے، بڑے سید سالار اور چھوٹے سید عمر، والد کا انتقال ہوا تو سید عمر نے قرآن پاک لیا اور سید سالار نے اس قرآن پاک کی حفاظت کے لیے تلوار سنبھالی، ان دونوں کی اولاد میں وہ صاحب کمال شخصیات اکابر علما و فضلا و کملا پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخ میں اپنا نام روشن کیا۔

مارہرہ اور میر عبد الجلیل بلگرامی مارہروی سے متعلق مولانا محمود احمد قادری نے اپنی کتاب ''حیات آل رسول'' میں یہ تفصیل دی ہے ملاحظہ فرمائیں:

''ساتویں صدی ہجری کے اواخر میں سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں ۶۹۹ھ میں مذکورہ بادشاہ کی اجازت سے راجہ بینی رام نے مارہرہ کی بنیاد ڈالی۔'' (ص: ۹۲)

''میر سید عبد الواحد بلگرامی (متوفی ۱۰۱۷ھ) صاحب سبع سنابل کے صاحب زادے اور مارہرہ شریف میں سادات زیدیہ واسطیہ کی مشہور روحانی شخصیت حضرت میر سید عبد الجلیل بلگرامی مارہروی زیدی واسطی (متولد ۹۷۲ھ در بلگرام ہردوئی۔ متوفی ۱۰۵۷ھ) زیدی سادات میں سب سے پہلے مارہرہ تشریف لائے، آپ حالت جذب و وارفتگی میں جنگل جنگل گھومتے پھرتے، بلگرام سے ۱۰۱۷ھ میں مارہرہ کے قریب اترنجی کھیڑہ پہنچے، یہاں ایک

مردِ غیب نے شیر برنج کھلا کر ارشاد فرمایا: یہاں سے قریب ایک شہر مارہرہ نام کا آباد ہے، بارگاہ الٰہی اور دربار رسالت پناہی سے وہاں کی ولایت تم کو عطا ہوئی ہے، وہاں جا کر رہو اور ارشاد و ہدایت خلق میں مشغول ہو۔" اور حضرت کا ارادہ مارہرہ کا ہوا، ادھر چودھری وزیر خان رئیس مارہرہ نے تین بار خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور چودھری صاحب کو حکم رسالت ملا کہ میری اولاد سے تیرا پیر یہاں کا صاحب ولایت اتر نجی کھیڑہ پر ہے، مشرق کی طرف سے آرہا ہے، اس کا استقبال کر کے لے آؤ، چودھری صاحب نے حکم رسالت پر عمل کیا اور اپنے دیوان خانے میں ٹھہرایا اور بیعت کی اور تھوڑے عرصے کے بعد حضرت سید بدر الدین شہید صاحب ولایت مارہرہ نے ارشاد فرمایا: "ہم اور تم ایک جگہ رہیں" چودھری صاحب کی صلاح سے اس جگہ پر محل سرائے، دیوان خانہ، مسجد و خانقاہ بن گئی اور حضرت میر عبد الجلیل کے متعلقین بھی بلگرام سے آگئے، یہاں قریب اکتالیس برس خلق کی ہدایت فرمائی اور بدعات وقبائح کا قلع قمع کیا، آٹھویں صفر المظفر دوشنبہ بعد نماز فجر ۱۰۵۷ھ بعہد شاہ جہاں بادشاہ وصال فرمایا اور اپنی خانقاہ (مارہرہ) میں مدفون ہوئے جو درگاہ پیر کہلاتی ہے۔
(حیات آل رسول ملخصاً ص: ۲۹ تا ۳۱، از: محمود احمد قادری)

مذکورہ بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۰۱۷ھ میں میر عبد الجلیل بلگرامی کی مارہرہ آمد سے پہلے ہی یہاں مسلمان موجود تھے بلکہ ایک صاحب ولایت بزرگ سید بدر الدین بھی یہیں پر رہتے تھے۔ حضرت تاج العلماء فرماتے ہیں: "حضرت سید شاہ عبد الجلیل نے وہیں (مارہرہ) سکونت مستقلہ اختیار فرمائی، حضرت نے تقریباً اکتالیس برس بہدایت وارشاد مارہرہ میں قیام فرمایا۔" (تاریخ خاندان برکات، ص: ۱۰)

حضرت سید میر عبد الجلیل بلگرامی مارہروی علیہ الرحمہ نے اپنا دوسرا عقد مارہرہ مطہرہ کے بخاری سادات کی ایک صاحب زادی سے فرمایا، جن سے دو صاحب زادے ہوئے اور جوانی ہی میں آپ کی حیات میں عالم جذب میں گھر سے نکل گئے، اور پھر ان مسافران راہ سلوک کا پتہ نہ چلا۔ پہلی بلگرامی بیوی صاحب سے آپ کے چار بیٹے سید ابو الفتح، سید

اویس، سید محمد اور سید ابو الخیر صاحبان رحمۃ اللہ علیہم اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کے دوسرے صاحب زادے سید اویس قدس سرہ العزیز سے ہی مارہرہ مطہرہ برکاتیہ خانوادہ چل رہا ہے۔ آپ کے دوسرے صاحب زادگان کی اولاد بلگرام وغیرہ میں ہیں۔ حضرت سیدنا شاہ اویس قدس سرہ (متوفی ۱۰۹۷ھ) کے تین صاحب زادے حضرت شاہ سید برکت اللہ، حضرت سید شاہ عظمت اللہ اور حضرت سید شاہ رحمت اللہ علیہم الرحمۃ والرضوان اور دو صاحب زادیاں تھیں۔ اولاد میں ایک معتبر شخصیت حضرت تاج العلماء ہیں۔

تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری قدس سرہ حضرت ابو القاسم سید شاہ محمد اسماعیل حسن شاہ جی قدس سرہ کے چھوٹے صاحب زادے ہیں، آپ کو اپنے نانا حضور سیدنا شاہ ابو الحسین احمد نوری علیہ الرحمہ اور والد ماجد سیدنا شاہ محمد اسماعیل حسن نور اللہ مرقدہ سے خلافت واجازت حاصل تھی، آپ کو خانوادۂ برکاتیہ کا مستند تاریخ نویس اور مجدد برکاتیت بھی کہا جاتا ہے، آپ صاحب تصنیف کثیرہ بزرگ ہیں، ڈاکٹر محمد ارشاد ساحل شہسرامی نے اپنے مقالہ ''مشائخ مارہرہ کی تصنیفی خدمات'' مشمولہ سیدین نمبر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور (ص: ۳۳۷) میں حضور تاج العلماء علیہ الرحمہ کی ۳۹ تصانیف کی فہرست دی ہے۔ اور اپنے ایک دوسرے تحقیقی مقالے ''خانوادۂ برکات کی علمی وادبی خدمات'' مشمولہ اہل سنت کی آواز، شمارہ ۶، اکتوبر ۱۹۹۹ء (ص: ۱۲۵) میں آپ کی ۴۲ تصنیفات وتالیفات کا موضوعاتی خاکہ پیش کیا ہے۔ والد ماجد حضرت شاہ سید محمد اسماعیل حسن صاحب قدس سرہ نے اپنی حیات ہی میں اپنے سلسلے کا سجادہ نشین حضرت تاج العلماء کو بنا دیا تھا۔ اس کے مطابق حضرت شاہ سید ابو القاسم محمد اسماعیل حسن قدس سرہ کے عرس چہلم کے موقع پر حسب دستور قدیم خاندان برکاتیہ آپ سجادہ غوثیہ برکاتیہ پر رونق افروز ہوئے۔

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''اپنے والد ماجد قدس سرہ کی تحریک کو حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے پوری توانائیوں کے ساتھ چلایا اور آپ کی علمی وروحانی توانائیوں کی بدولت سلسلہ برکاتیہ کے

وابستگان کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔" (سیدین نمبر، ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور ۲۰۰۲ء ص:۳۰۷)

آگے مزید لکھتے ہیں:

"مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مرشد کا آستانہ جیسے ان کے مرشد کے عہد پاک میں مرکزی آستانہ تھا، حضرت تاج العلماء کی بدولت پھر دنیا کو اس کی مرکزیت تسلیم کرنی پڑی۔" (حوالہ سابق)

حضور تاج العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک فرزند بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے اس کے بعد کوئی اولاد نہیں ہوئی لہٰذا آپ نے اپنے بھانجوں، سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ قادری اولاد حیدر، احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن اور حضرت سید شاہ مرتضیٰ حیدر حسین کو مثل اولاد پالا، خانقاہ برکاتیہ کی سجادگی و تولیت حضور نوری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد حضور سید مہدی میاں، حضور سید محمد اسماعیل حسن اور حضور تاج العلماء علیہم الرحمہ سے ہوتی ہوئی حضور سید العلماء اور حضور احسن العلماء قدس سرہ تک آئی اور ان دونوں بزرگ بھائیوں کی ہمہ جہت کاوشوں اور روحانی توانائیوں کی بدولت سلسلہ برکاتیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا اور خانوادۂ برکاتیہ کو شہرت دوام ملی۔ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "حضرت تاج العلماء کے بعد ان کے پروردہ و تربیت یافتہ حضرت سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ اور احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب کی بدولت آج دنیا کا گوشہ گوشہ براہ راست اس آستانہ سے وابستہ ہے، جن کی صحیح تعداد کا معلوم کرنا مشکل ہے۔" (سیدین نمبر، ص:۳۰۷)

تحصیل علم کا آغاز:

سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ قادری مارہروی قدس سرہ کی تعلیم و تربیت سے متعلق شہزادۂ سید العلماء سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی لکھتے ہیں: "حضور سید میاں چوں کہ

خاندان میں اپنی نسل کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ اس لیے سب کی انکھوں کا تارا تھے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے نانا شاہ جی میاں یعنی سید شاہ اسماعیل حسن صاحب اپنے نواسے پر جان چھڑکتے تھے۔ سید میاں کی پرورش و پرداخت کا ذمہ خود نانا نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور پھر اس نقیب برکاتیت کی تربیت خانقاہ عالیہ کے مقدس اور اللہ والے ماحول میں ہوئی، زمینداری کا زمانہ تھا، ۲۷ دیہات کی مال گزاری درگاہ برکاتیہ کے لیے بندھی ہوئی تھی، نانا جان بھی ظاہری و باطنی اعتبار سے صاحب ثروت تھے، نواسے کی تربیت اور پرورش شہزادوں کی طرح کی۔ اپنے سے کبھی جدا نہ ہونے دیتے تھے، یہاں تک کہ کبھی دادیہال میں بھیجتے تو تاکید فرما دیتے کہ زیادہ دیر وہاں نہ رکیں۔ دادا سید شاہ حسین حیدر قدس سرہ کو اپنے پوتے کے بہترین مستقبل کی خاطر یہ سب کچھ گوارا تھا۔

نواسہ جب چار سال چار ماہ چار دن کا ہوا تو نانا شاہ جی میاں صاحب نے پورے شرعی اہتمام سے تسمیہ خوانی کا جشن کیا۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک کی تحریر کی ہوئی بسم اللہ شریف ہمارے خاندان میں موجود ہے۔ سارے بچے اس کو سامنے رکھ کر بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ سید میاں کو بھی علم کا پہلا جام بغدادی میخانہ سے ہی پلایا گیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد علم دین کا سفر شروع ہوا، اس سفر کا پہلا مرحلہ تھا حفظ قرآن، جو سید میاں نے سات آٹھ سال کی چھوٹی سی عمر میں طے کر لیا۔ شروع کے پارے والدہ ماجدہ نے از بر کرائے پھر حافظے کی تکمیل حافظ عاشق علی صاحب برکاتی نے کرائی۔ حافظ سلیم الدین صاحب کی اعانت بھی شامل رہی، اسی چھوٹی سی عمر میں مسجد جامع برکاتی میں پہلی محراب سنائی، سامع تھے نانا جان شاہ جی میاں صاحب۔ فارسی کی پہلی کتاب اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی۔ نانا حضرت اور خال محترم سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قدس سرہ سے علوم درسیہ مروجہ کا اکتساب کیا، تفسیر قرآن، علم حدیث، منطق، علم کلام، صرف ونحو اور ادب عالیہ میں کمال حاصل کیا۔ جامعہ معینیہ اجمیر مقدس میں حضور صدر الشریعہ، شیخ الطریقت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت

ہی چہیتے شاگرد رہے، استاد محترم کی اجازت خاص تھی کہ مدرسہ کے اوقات کے علاوہ جب چاہیں درس لے سکتے ہیں ۔مولوی، عالم (دینیات میں پوسٹ گریجویشن کی ڈگری کے برابر) کی سند پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کی، طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ادویہ ہندی و یونانی اور عمل جراحی میں ڈی ۔آئی ۔ایم ۔ایس کا ڈپلوما لیا۔" (سیدین نمبر، ص: ۴۷۳، ۴۷۴، مضمون سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی)

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: "جہاں تک مجھے معلوم ہے صرف صدر الشریعہ قدس سرہ ہی کی وجہ سے ان کو اجمیر مقدس بھیجا گیا تھا۔ حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے پہلے حضرت صدر الشریعہ کے وہاں مفاوضہ عالیہ امضا فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھانجے سید آل مصطفی سلمہ کو آپ کی خدمت میں تعلیم کے لیے بھیجوں ۔ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے بہ خوشی بلکہ بصد خوشی اسے منظور فرمایا۔ عریضہ میں تحریر فرمایا کہ "صاجزادے صاحب تشریف لائیں، میرے پاس جو کچھ ہے ان کے جد امجد کا عطیہ ہے، یہ ان کی امانت ہے تشریف لا کر اپنی امانت مجھ سے واپس لے لیں ۔" حضرت تاج العلماء قدس سرہ نے پھر مفاوضۂ عالیہ امضا فرمایا کہ سید آل مصطفی فلاں ٹرین سے فلاں وقت اجمیر شریف پہنچ رہے ہیں ۔حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ بہ نفس نفیس مع چند تلامذہ کے حضرت سید العلماء کو اسٹیشن لینے تشریف لے گئے اور بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ان کو لائے اور ان کے طعام کا بندوبست اپنے گھر کیا۔ تین دن کے بعد حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے حضرت سید العلماء سے دریافت فرمایا: صاجزادے! آپ کس لیے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا: پڑھنے کے لیے آئے ہیں ۔فرمایا: اب جب کہ آپ پڑھنے کے لیے آئے ہیں تو طالب علموں کی طرح رہنا ہوگا۔ اس قیمتی لباس کے بجائے معمولی سادہ لباس پہننا ہوگا اور شہزادگی کا تصور ختم کر کے ایک طالب علم کا ذہن بنانا ہوگا۔

حضرت صدر الشریعہ خود بازار تشریف لے گئے، معمولی کپڑا خریدا اور سلوایا، پہنایا اور پھر تعلیم شروع کی ۔پہلی بار جب حضرت صدر الشریعہ کی درس گاہ میں تشریف لے گئے ۔(صدر

الشریعہ) کھڑے نہ ہوئے جب کہ اس سے قبل جب حضرت سید العلماء تشریف لاتے ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے، دست بوسی فرماتے، اپنی جگہ بٹھاتے۔ حضرت سید العلماء جب پہلی بار درس گاہ میں آئے تو حضرت صدر الشریعہ تعظیم کے لیے کھڑے کیا ہوتے، ہلے بھی نہیں اور طلبہ کی صف میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ حضرت سید العلماء طلبہ کے ساتھ بیٹھ گئے مگر چہرے پر کچھ دوسرے آثار تھے، حضرت صدر الشریعہ بھانپ گئے اور فرمایا: صاحب زادے! تعلیم اور اخذ فیض کے لیے ضروری ہے کہ آپ طالب علم اور متعلم کی طرح رہیں اور جب تک آپ کی تعلیم جاری ہے ایک طالب علم کا مزاج رکھتے ہوئے محنت سے پڑھیں۔

حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے سنا اور جب تک زیر تعلیم رہے ایک نیاز مند طالب علم کی طرح زندگی گزاری، اسی کا نتیجہ ہے کہ سید العلماء ہوئے۔" (سیدین نمبر، ص: ۴۵۹، ۴۶۰، مقالہ شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی)

طب کی تحصیل:

درس نظامی سے فراغت کے بعد حضرت سید العلماء قدس سرہ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جا کر شاہی حکیم عبد اللطیف لکھنوی سے علم طب کی تحصیل کی اور اس کا فائدہ عوام تک پہنچانے کی غرض سے سید میاں مارہرہ مطہرہ میں مطب کرتے رہے، خانقاہ شریف کے سامنے سڑک پر جو بڑا گیٹ ہے اس کے اوپر آپ کا مطب تھا۔ دوا اور دعا کا سنگم ہوا تو مریضوں کو شفا تقسیم ہونے لگی، حکمت چلی اور خوب چلی۔ دیہات سے دور دراز کا سفر طے کر کے لوگ مارہرہ مطہرہ آتے اور خانقاہ برکاتیہ کے مطب سے فیض یاب ہو کر لوٹتے۔

بیعت وخلافت:

حضور سید العلماء کی خاندان کے جن بزرگوں سے بیعت وخلافت ہے وہ یہ ہیں:

نانا سید شاہ اسماعیل حسن شاہ جی میاں، ماموں تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں، خالو سید شاہ مہدی حسن علیہم الرحمۃ والرضوان۔ اس کی جو تفصیل آپ کے فرزند سید حسنین میاں نظمی مارہروی نے اپنے مقالہ "نقیب مسلک برکاتیت۔ سید العلماء علیہ الرحمہ" مشمولہ

سیدین نمبر (ص: ۴۷۲) میں دی ہے اس کا خلاصہ نذر قارئین ہے: ''نانا جان شاہ جی میاں نے اپنے پیارے نواسے کو تیرہ سال کامل خانقاہی تربیت عطا فرمائی، اپنی بیعت کے ساتھ ساتھ خلافت واجازت سے بھی نوازا۔ نانا کے وصال کے بعد سید میاں کی تربیت خال محترم تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قدس سرہ نے اپنے ذمہ لی۔ سونے کو کندن بنانے میں جو کسر رہ گئی تھی وہ پوری ہوگئی۔ تقریر وخطابت کا آغاز خانقاہ ہی سے ہوگیا تھا۔ ۱۰، ربیع الاول شریف ۱۳۴۳ھ کے مبارک دن خال محترم نے اپنے چہیتے بھانجے کو خلافت سے نوازا۔'' (سیدین نمبر ص: ۴۷۴)

مارہرہ مطہرہ میں خاندان کے سارے بزرگوں کی شفقت سید میاں کے حصے میں بھرپور طریقے سے آئی تھی۔ حضور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کے چچازاد بھائی اور سید میاں کے سگے خالو حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ رب تعالیٰ کے حکم سے اولاد نرینہ سے محروم تھے، اس لیے انہوں نے سید میاں کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا تھا اور باپ سے زیادہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ سید شاہ مہدی میاں صاحب کے مزاج پر جذب غالب تھا، سید میاں کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا، عرس نوری کے موقع پر اپنے مکان سجادگی کی چوکھٹ پر سید میاں کو کھڑا کر کے ہزاروں کے مجمع میں انہیں اپنا سجادہ قرار دیا اور اپنی مسند پر بٹھا کر مریدوں سے نذریں دلائیں۔ اسی پر نہیں بلکہ اپنے دست مبارک سے سید میاں کے نام ایک شفقت نامہ بھی تحریر فرمادیا۔'' (سیدین نمبر ص: ۴۷۵)

''ادھر خال محترم سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سید میاں کو خلافت واجازت سے تو سرفراز فرمایا ہی، خاندانی روایات کے پیش نظر کتاب مستطاب "النور والبھاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء" (سن تالیف تاریخی ۱۲۰۷ھ) مؤلفہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے سرورق پر اپنے دست مبارک سے خاندان کے جملہ اوراد واشغال واعمال کی اجازت تحریر فرمادی۔

(سیدین نمبر ص: ۴۷۶)

''سیدمیاں علیہ الرحمۃ والرضوان کو ان کے بزرگوں نے بھرپور پیار دیا اور جی بھر کر نوازا۔ایک خالو سید شاہ مہدی حسن صاحب قدس سرہ اپنی روحانی اور مالی وراثت کا مالک بناہی چکے تھے، دوسرے خالو اور خانقاہ کی تیسری گدی کے وارث سید شاہ ارتضیٰ حسین صاحب قادری عرف پیر میاں نے بھی سید میاں کو اپنا بیٹا بلکہ بیٹے سے زیادہ چہیتا بنا کر اپنا سب کچھ ان کے نام لکھ دیا۔'' (سیدین نمبر،ص: ۴۷۷)

اس کے بعد قریب پانچ صفحات پر مشتمل سید شاہ ارتضیٰ حسین قادری عرف پیر میاں کا تحریر کردہ مکتوب نقل کیا گیا ہے جس میں اس حق ملکیت کا تذکرہ بڑے واضح لفظوں میں کیا گیا ہے۔

خلفائے کرام:

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے جن اشخاص کو سلاسل عالیہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت سے نوازا، ان میں کل سات افراد کے اسما راقم کو دست یاب ہوسکے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی (جانشین حضور سید العلماء)

(۲) سید محمد اشرف برکاتی مارہروی (شہزادہ حضور احسن العلماء)

(۳) مولانا سخاوت علی برکاتی (مگہر بستی)

(۴) شیر نیپال مفتی جیش محمد قادری (نیپال)

(۵) حضرت مولانا عبدالقادر کھتری (ممبئی)

(۶) حضرت مولانا غلام عبدالقادر علوی (براون شریف)

(۷) حاجی غلام احمد صاحب برمو والے (بہار)

(۸) حضرت خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں قادری علیہ الرحمہ حیدرآباد، بانی دارالعلوم احسن البرکات کو بھی حضرت نے خلافت عطا فرمائی۔(احمد میاں برکاتی مرتب کتاب ھذا)

حضور سید العلماء کی ہمہ جہت دینی خدمات اور مثالی شخصیت کا عمومی جائزہ:

ممدوح گرامی حضور سید العلماء سید آل مصطفی قادری مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اولوالعزم ذات اور ہر اعتبار سے مثالی شخصیت کے جن پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی جاسکتی ہے وہ ہیں تصلب فی الدین، استقامت علی المذہب، علمی جلالت، تنظیمی صلاحیت، فتویٰ نویسی، تقریر وخطابت، تصنیف وتالیف، ذوق شعر وادب، بحث ومناظرہ، امام احمد رضا سے عشق ومحبت، مسلک رضا کی کامیاب ترجمانی، احترام علما ومشائخ، مدارس اسلامیہ کی سرپرستی اور تحریک اشرفیہ سے وابستگی وغیرہا۔

بمبئی میں ورود:

ہم نے ماقبل کی سطور میں لکھا ہے کہ آپ نے تقریر وخطابت کا آغاز خانقاہ ہی سے کر دیا تھا اور اس فن میں بہ تدریج کمال حاصل ہوتا گیا، کامیاب مطب کے بعد آپ کی باقاعدہ عملی زندگی اور دینی خدمات کا آغاز سرزمین بمبئی میں تشریف آوری سے ہوتا ہے، بمبئی کے اہل سنت اور مسلک حق بلکہ پورے ہندوستان کی سنیت کے لیے ایک مؤثر آواز کی شکل میں ممبئی میں ورود مسعود سب کے لیے نیک فال ثابت ہوا، جس ستارے کو خانقاہ برکاتیہ کے اکابرین نے رشک قمر بنایا تھا اس کی چمک دمک سرزمین بمبئی میں آ کر نکھرنے لگی اور دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ بمبئی آمد سے متعلق سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی رقم طراز ہیں: ''حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی سید میاں علیہ الرحمہ ۱۹۴۹ء میں بمبئی تشریف لے گئے یہاں کی جماعت بکر قصابان نے سید میاں کو بمبئی کی مسجد کھڑک کی امامت کی پیش کش کی جو سید میاں نے قبول کر لی۔ اس طرح مارہرہ کا سید شہر ممبئی کی گہما گہمی کا ایک جزو بن گیا۔''
(سیدین نمبر، ص: ۴۸۵، ۴۸۶)

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے حضرت سید العلماء قدس سرہ کو اس لیے نہیں پیدا فرمایا تھا کہ وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں

بیٹھ کر مطب کریں بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں پورے ہندوستان کے سنیوں کی قیادت کے لیے پیدا فرمایا تھا، اسی سبب ممبئی میں ورود ہوا۔'' (سیدین نمبر، ص: ۴۶۲) یقیناً یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایک عظیم خانقاہ کا پروردہ خانقاہ کے عیش و آرام کو چھوڑ کر ممبئی جیسی سنگلاخ زمین کا رخ کرتا ہے اور ایک چھوٹی مسجد کی امامت و خطابت کو ترجیح دیتا ہے لیکن ایسا ممکن ہوا اور دنیا نے دیکھا کہ سید العلماء علیہ الرحمہ نے جس نیک نیتی اور جذبہ دروں کے ساتھ خدمت دین اور فروغ اہل سنت کے جس میدان میں قدم رکھ دیا اس میں انہیں بے پناہ کامیابیاں میسر آئیں اور جماعت اہل سنت کو سربلندی نصیب ہوئی، رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر مارہروی (شہزادۂ حضور احسن العلماء) رقم طراز ہیں: ''کیا ہماری جماعت حضور سید العلماء کی اس قربانی کو فراموش کر سکتی ہے کہ وہ ذات اپنی خانقاہ اور حلقۂ مریدین کو چھوڑ کر جماعت کی شیرازہ بندی کی خاطر ممبئی کی ایک مسجد کی امامت کو فوقیت دے دی ہے۔ نیت ثابت اور صاف تھی، محنت رنگ لائی، پورے اہل سنت و جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر لے آئے، نتیجتاً جماعت اہل سنت کا قد اونچا ہوا، ہمیں ایک نئی شناخت حاصل ہوئی۔ (اداریہ، اہل سنت کی آواز، مارہرہ مطہرہ، جلد: ۱۸، نومبر ۲۰۱۱ء، ص: ۱۶)

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کا قیام:

اس تنظیم کے قیام کے سلسلے میں شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں: ''غازی ملت (مولانا محبوب علی خاں رضوی) کے کیس کے دوران اہل سنت کے حساس افراد نے یہ دیکھا کہ ہم اہل سنت کی کوئی مضبوط تنظیم نہیں۔ ہمارے بالمقابل مخالفین کی بہت مستحکم تنظیم ''جمعیۃ العلماء'' ہے۔ غازی ملت کے کیس میں جمعیۃ العلماء نے قدم قدم پر بے ادب فتنہ گروں کی قیادت کی تھی، ممبئی کے سارے اہل سنت نے بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ اہل سنت کو بھی اپنی ایک مضبوط اور مستحکم تنظیم قائم کر لینی چاہیے۔ چناں چہ تمام عمائد اہل سنت بشمول مفتی اعظم ہند کے مشورے سے ''آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء'' کا قیام عمل میں آیا، جس کے بالاتفاق پہلے صدر حضرت سید العلماء منتخب ہوئے اور تاحیات صدر رہے۔

حضرت سید العلماء نے آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے ذریعے اہل سنت کی کتنی نمایاں خدمات انجام دیں، یہ ایک لمبی داستان ہے۔" (سیدین نمبر،ص: ۴۶۳،۴۶۴)

آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی تاسیس ۱۹۵۸ء میں عمل میں آئی، حضور شیر بیشہ سنت اور حضور سید العلماء علیہما الرحمۃ والرضوان نے اس جماعت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا تھا، اس کے قیام میں جماعت اہل سنت کے اکابرین کی دعائیں اور مشورے شامل تھے، اس جماعت کے سرپرست تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی اور شہنشاہ خطابت حضور محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی تھے اور صدر بالاتفاق حضور سید العلماء سید آل مصطفیٰ قادری مارہروی علیہ الرحمہ کو چنا گیا تھا، پورے ہندوستان میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی شاخیں قائم کی گئیں۔ ڈاکٹر محمد ارشاد ساحل شہ سرامی لکھتے ہیں: "۱۹۵۸ء میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء مسلمانوں کے دینی، مذہبی، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی مسائل کے حل کرنے اور انہیں ہر موڑ پر آگے لانے کے لیے عمل میں آئی۔ حضرت سید العلماء مولانا حکیم سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں آپ کی جامعیت، کمالات اور ذاتی اعلیٰ تنظیمی خصائص کی بنا پر اس تنظیم کی صدارت کی شہ نشینی پیش کی گئی۔ آپ نے اکابرین ملت کے اصرار اور اصلاحات کے تئیں ذاتی رجحانات کے پیش نظر اسے قبول فرمایا اور تاحیات اس عظیم منصب کی ذمہ داریوں کے احساس اور شان دار اصلاحی خدمات کی بنیاد پر اس کے صدر نشین رہے۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی شاخیں پورے ہندوستان میں قائم کی گئیں، جس نے ہندوستانی مسلمانوں کے واسطے مذہبی اور سیاسی سطح پر عظیم الشان نمایاں کارنامے انجام دیے۔ اس تنظیم کے مقاصد بہت واضح اور شرعی اصولوں پر مبنی تھے۔" (اہل سنت کی آواز، مارہرہ مطہرہ شمارہ ۶، اکتوبر ۱۹۹۹ء، ص: ۲۳۶)

سرزمین بمبئی میں سنی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام ہونے والی ایک اہم تاریخی تنظیمی کانفرنس میں وقت کے جید علما و مشائخ، پیران طریقت اور خطبا و مناظرین کا اجتماع دیکھ کر رئیس القلم علامہ ارشد القادری لکھتے ہیں: "اس نعمت کبریٰ کو ہم جماعت کی خوش بختی ہی سے تعبیر کریں

گے کہ صف اول کے اکابر کی اب گراں قدر توجہ ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے چھ کروڑ اہل سنت کی تنظیم (سنی جمعیۃ العلماء) کی طرف منعطف ہوگئی۔" (ماہ نامہ جام نور دہلی، رئیس القلم، نمبر، جون، جولائی، اگست ۲۰۰۲ء، ص:۱۸۹) ہندوستان بھر کے اکابرین اہل سنت میں حضور مفتی اعظم ہند، برہان ملت، سید العلماء، حافظ ملت، مجاہد ملت، سلطان المتکلمین، پاسبان ملت، محبوب العلماء، اشرف العلماء، اور طوطی ہند وغیرہم کے اسما قابل ذکر ہیں، جنہوں نے اس عظیم الشان کانفرنس کو زینت بخشی تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کس معیار کی تحریک تھی اور اس کا دائرہ کار کتنا وسیع اور پر اعتماد تھا۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کا میدان عمل مذہبی اور سیاسی دونوں تھا، یہ ممبئی میں اہل سنت کی واحد تنظیم تھی جس سے تقریباً تمام سنی مساجد، مدارس اور جماعتیں وابستہ تھیں۔ اس ضمن میں علامہ بدر القادری لکھتے ہیں:

"آل انڈیا سنی جمعیت العلماء دراصل پراگندہ ذہن مسلمانان اہل سنت کی جمعیت خاطر کا ایک مرکز تھا تاکہ الیکشن اور دیگر مواقع پر مسلمانان اہل سنت اپنے مقتدر علما اور سربراہان ملت کی ہدایات کے مطابق اقدامات کریں۔" (سیدین نمبر، ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، ص:۹۶۶)

سنی جمعیت العلماء کی برانچ آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کان پور کے زیر اہتمام ۱۹۶۳ء میں حلیم مسلم کالج کے گراؤنڈ پر ایک سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک کے بہترین دماغ اور اعلیٰ صلاحیتیں مجتمع تھیں۔ اس کانفرنس کے آخری اجلاس کی صدارت سید العلماء قدس سرہ نے فرمائی، اس میں آپ نے جو خطبہ صدارت پیش فرمایا تھا وہ متعدد بار کتابی شکل میں چھپ چکا ہے، اپنے خطبہ صدارت کے آخیر میں اپنی قوم کو پیغام بیداری دیتے ہوئے فرماتے ہیں، توجہ سے پڑھیں اور ان نکات پر سنجیدگی سے غور کریں:

"محترم حضرات! اب وقت سونے کا نہیں رہا، زمانہ اپنی برق رفتاری سے گزرتا جارہا ہے، اور ملک کی شاطر جماعتیں اپنی نت نئی شاطرانہ حرکتوں سے ہمارے جماعتی نظام کو

منتشر کر دینا چاہتی ہیں۔ اگر آپ حضرات یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے حقوق کی پائمالی نہ ہونے پائے تو اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہر جگہ سنی جمعیت العلماء کی شاخوں کا قیام عمل میں لایا جائے اور زیادہ سے زیادہ ممبر سازی کر کے یہ واضح کر دیا جائے کہ ملک کی رائے عامہ آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے ساتھ ہے۔" (خطبہ صدارت، اجلاس سوم، ص: ۵۱)

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کو سنی جمعیت العلماء سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور یہی وجہ ہے کہ آپ ہر وقت اس کے دست و بازو بن کر جماعت اہل سنت کا قد اونچا کرتے رہے اور دینی و ملی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۷ء میں بعض سنی حلقوں کی طرف سے جب آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے بالمقابل ایک دوسری جماعت کی تشکیل کی بات شروع ہوئی تو تمام اتحاد پسند علمائے اہل سنت کو اس کا افسوس بھی ہوا اور غم بھی مگر اس المیہ کا سب سے زیادہ اثر حضور سید العلماء ※ کی ذات پر ہوا۔ صحافی اہل سنت حضرت علامہ طپش صدیقی کانپوری لکھتے ہیں:

"سید میاں کو جمعیت سے عشق تھا، پیار تھا، محبت تھی، ۱۹۴۷ء کے شروع میں جب بعض حلقوں کی طرف سے سنی جمعیت العلماء کے مقابلے میں ایک نئی تنظیم کا شوشہ چھوڑا گیا تو سید میاں تڑپ اٹھے، بے چین ہو گئے۔ کانپور کے ایک زبردست مجمع میں تقریباً ایک لاکھ افراد سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ میں سیدزادہ ہوں، سنی جمعیت العلماء کی پرورش و پرداخت میں میرے بوڑھے خون کے قیمتی قطرات صرف ہوئے ہیں۔ میں اپنے جیتے جی اسے مرنے نہیں دوں گا، میں اپنے خون کا آخری قطرہ تک اس کی ا? بیاری میں صرف کر دوں گا۔" (سیدین نمبر، ص: ۱۵۵،۰۵۵)

اکابرین اہل سنت نے متفقہ طور پر جس جمعیت کی داغ بیل ڈال کر اس کا پاسبان سید العلماء کو بنایا تھا، سید العلماء نے اس کی پاسبانی کا حق ادا کر دیا، پورے ہندوستان میں اس کی شاخیں قائم ہوئیں، جمعیت کے نام سے ملک کے اندر متعدد اہم تاریخی اجلاس اور کامیاب کانفرسیں منعقد ہوئیں، کچھ نامساعد حالات کی وجہ سے حضور سید العلماء علیہ الرحمہ نے سنی جمعیت

العلماء کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا، جس کا اثر حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ پر بہت گہرا پڑا تو حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے خود بمبئی پہنچ کر استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کیا۔ جس کی تفصیل سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی نے اپنے طویل مضمون میں یہ دی ہے، لکھتے ہیں کہ:

"مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جماعت کے قیام کے کچھ برسوں کے بعد ایک مرحلہ ایسا آیا جب ابا جماعت کے کچھ عہدے داروں کی بدچلنی سے ناراض ہو گئے اور صدارت سے استعفیٰ لکھ کر بریلی شریف بھیج دیا، حضور مفتی اعظم ہند کو جیسے ہی استعفیٰ ملا ویسے ہی بمبئی روانہ ہو گئے، ان دنوں مسجد کھڑک میں واقع ابا کے حجرے کی مرمت چل رہی تھی اور ابا مسجد کی دوسری منزل کے ایک کونے میں معتکف تھے، ایک شام حضور مفتی اعظم بہت تیز تیز سیڑھیاں چڑھتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچے اور اس سے پہلے کہ ابا تعظیم کے لیے اٹھیں مفتی اعظم نے اپنا عمامہ اتار کر ابا کے قدموں پر رکھ دیا۔ میرے چھوٹے سے ذہن میں اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ ماجرا کیا ہے ابا نے عمامہ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ حضور مفتی اعظم نے فرمایا: سید میاں! سنیت کی لاج آپ کے ہاتھ میں ہے، جماعت سے آپ علاحدہ ہو گئے تو شیرازہ بکھر جائے گا۔ دشمن پہلے ہی سے ہمارے تحاد پر نظر جمائے ہوئے ہے، انہیں ہم پر ہنسنے اور گل کھلانے کا موقع مل جائے گا۔ آپ کو اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ اپنا استعفا واپس لے لیجیے۔ یہ کہہ کر مفتی اعظم نے آپ کا استعفا نکال کر پیش کیا۔ میں نے ابا کو دیکھا، مفتی اعظم کا عمامہ اپنے سر پر رکھے روتے جا رہے تھے، ادھر مفتی اعظم کی بھی آنکھوں میں آنسو رواں تھے، میں نے ابا کو روتے دیکھا تو خوب زور زور سے رونے لگا، ابا کے خادم صوفی نظام الدین صاحب مجھے گود میں اٹھا کر نیچے صحن مسجد میں لے آئے۔ اس دن حضور مفتی اعظم تب ہی واپس گئے جب ابا نے استعفا واپس لے لیا۔" (جہان مفتی اعظم مطبوعہ ممبئی ص: ۴۲۲)

حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نے آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے لیے اپنی زندگی کا آخری لمحہ تک وقف کر دیا تھا اس کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے خصوصی

تاریخی اجلاس اور کانفرنسوں میں آپ کا خطاب اپنے موضوع پر ایک جامع اور موثر خطاب ہوتا تھا۔ دینی موضوعات کے علاوہ جب سیاسی موضوعات پر گفتگو کرتے تب بھی آپ کی جہاں دیدگی اور سیاسی بصیرت کے اجالے ہر طرف بکھرے دکھائی دیتے اور بڑے بڑے سیاست داں دم بخود ہو کر آپ کا خطاب سماعت کرتے، یہ ان کی ذہانت اور علمی کمال تھا اور سب سے بڑی بات تو یہ تھی کہ خانقاہی بزرگوں سے ملی ہوئی ان کی روحانی توانائی اور علمی فیضان تھا جو ان کی زبان فیض ترجمان سے نکل کر اہل دل کو مالا مال کر رہا تھا سنی جمعیت العلماء نے اپنے عروج کے زمانے میں نہ صرف جماعت اہل سنت کے لیے خوشیوں کا سامان فراہم کیا بلکہ مخالفین اور حریف جماعتوں کے لیے سوہان روح سے کم نہ رہی اور جو شہرت و مقبولیت اس کو حاصل ہوئی وہ بہت کم جماعتوں اور تحریکوں کے حصے میں آئی لیکن افسوس قائد تحریک کے وصال نے اس کا دم خم توڑ دیا اور اس کی عظمت قصہ پارینہ بن چکی ہے، شارح بخاری لکھتے ہیں:

"جو مقبولیت آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کو عوام وخواص میں حاصل ہوئی وہ آج تک کسی تنظیم کو میسر نہیں ہوئی۔ افسوس کہ حضرت سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کی عظمت قصہ پارینہ بن چکی ہے۔"

(کتابچہ حضور سید العلماء از: شارح بخاری ص: ۴۱)

سرزمین بمبئی کے عوام وخواص اہل سنت آج بھی حضور سید العلماء کے احسان عظیم کو یاد کرتے ہیں تو آبدیدہ ہو جاتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے جمعیت کے ذریعہ آخری سانسوں تک جماعت کے فروغ اور استحکام کے لیے کام کیا، علمائے اہل سنت کو ایک وقار عطا کیا، ائمہ مسجد کو ایک مستحکم بنیاد فراہم کی، شہر بمبئی کے تقریباً ہر محلے میں نیاز کمیٹیاں قائم کروائیں اور ان کے زیر اہتمام مختلف پاکیزہ مجالس اور اعراس بزرگان منعقد کروائے، پورے ہند کے جید خطبا اور مشہور مقررین کا دورہ شروع ہوا یہ وہ ناقابل فراموش خدمت ہے جس میں اولیت کا سہرا حضور سید العلماء قدس سرہ کے سر سجتا ہے۔

علمی جلالت:

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کو اللہ عزوجل نے غضب کی قوت حافظہ عطا فرمائی تھی، اس اعلیٰ درجے کی ذہانت وذکاوت پر حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ جیسے مربی استاذ کی استاذانہ مہر لگ جائے تو پھر کیا پوچھنا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذات علوم جدیدہ وقدیمہ کی سنگم اور ظاہری اور باطنی جامعیت کا منبع نظر آتی ہے، مفتی مظفر احمد قادری بدایونی آپ کے وفور علم اور جلالت شان کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ کے مبارک سینے میں علوم وفنون کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا، مناظرہ میں امام المناظرین، گفتگو میں سید المتکلمین، تحریر وتقریر کے مانے ہوئے بادشاہ اور قادر الکلام تھے، ایک ہی موضوع پر مختلف عنوانات اور متعدد پیرائے سے بیان آپ کے لیے معمولی بات تھی۔ قوت حافظہ کا یہ عالم کہ آٹھ نو سال کی عمر شریف میں آپ نے قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔ جب مدارس عربیہ کے طلبا کے امتحان لیتے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسند تدریس کے بادشاہ ہیں، دورہ حدیث شریف کا امتحان لیتے تو احادیث نبویہ خود سناتے کہ حافظ حدیث کا گمان ہوتا تھا۔''

(اہل سنت کی آواز، شمارہ ۶، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص: ۲۳۲ بحوالہ اہ سید العلماء بدر الفضلاء، ص: ۸)

تحدیث نعمت کے طور پر ایک جگہ حضور سید العلماء خود ہی فرماتے ہیں:

''درس وتدریس سے میرا کوئی خاص تعلق نہیں لیکن اس عمر میں عربی گرامر اس طرح پر نقش ہیں کہ کوئی جب چاہے دریافت کرسکتا ہے۔''

(سیدین نمبر ص: ۶۲۵، بہ حوالہ: ماہ نامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، نومبر ۱۹۷۴ء، ص: ۳۳)

فتویٰ نویسی:

حضور سید میاں قدس سرہ کے علمی تبحر اور جلالت فن کا مشاہدہ آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ اور کتب ومقالات میں کیا جاسکتا ہے بالخصوص ''اہل سنت کی آواز'' اور ''ملفوظات مشائخ مارہرہ'' (از: احمد میاں برکاتی) میں شامل شدہ علمی اور ٹھوس مضامین کو ضرور مثال میں پیش کیا

جا سکتا ہے جن کا مطالعہ آج بھی دور رس نتائج کا حامل ہے۔ آپ کو فقہ و افتا میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ جزئیات فقہ پر کامل عبور رکھتے ہوئے جب کوئی محققانہ فتویٰ تحریر فرماتے تو اس کے استناد میں ذرہ بھر شبہے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، آپ کا قول قول فیصل مانا جاتا بلکہ آپ کے فتاویٰ ممبئی ہائی کورٹ تک میں تسلیم کیے جاتے تھے۔ شہزادہ سید العلماء حضور نظمی میاں مارہروی آپ کی فتویٰ نویسی سے متعلق رقم طراز ہیں:

''سید میاں نے فتویٰ نویسی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل کیا، وہ جب تک مسئلے کی گہرائی کو نہ سمجھ لیتے اس وقت تک کوئی حکم نہ لگاتے۔'' (سیدین نمبر، ص: ۳۱۵)

ایک دوسرے مقام پر آپ کی فقہی بصیرت وسعت نگاہی کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سید العلماء نے ہزاروں فتاویٰ قلم بند کیے، آج کے مفتیان کرام اپنے فتووں کی نقلیں تیار کر کے رکھتے ہیں تاکہ زندگی کے کسی موڑ پر فتاویٰ کے مجموعے شائع کر سکیں مگر سید میاں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں دی، اگرچہ ان کے میراث کے فتوے ممبئی ہائی کورٹ تک میں تسلیم کیے جاتے تھے۔ سید میاں کے کاغذات میں بہت کم فتووں کی نقلیں ملیں۔'' (اہل سنت کی آواز، شمارہ ۶، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص: ۵۳)

استاد گرامی محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب قبلہ نے حضور سید العلماء کی فتویٰ نویسی پر آپ کے چند مختصر اور تفصیلی فتاویٰ کی روشنی میں قریب ۳۰ صفحات میں مفصلاً گفتگو کی ہے۔ (ملاحظہ ہو سالنامہ اہل سنت کی آواز، خصوصی شمارہ، اکابر مارہرہ مطہرہ (حصہ دوم) ص: ۵۶۴ تا ۵۹۴)

تصنیف و تالیف:

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''مارہرہ کے قیام کے دوران آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔انہی ایام میں مارہرہ شریف سے ماہانہ رسالہ''اہل سنت کی آواز'' جاری فرمایا جس میں انتہائی اہم مفید مضامین لکھتے رہے۔'' (سیدین نمبر،ص:۶۶۴)

حضور سید العلماء سید آل مصطفی قادری مارہروی علیہ الرحمہ کی بے پناہ مصروف زندگی نے انہیں اتنا موقع نہ دیا کہ پوری توجہ تصنیف وتالیف کی جانب کر پاتے، آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کی صدارت، جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت وخطابت، دوروں کی کثرت، اور دیگر مسائل اس قدر زیادہ تھے کہ تحریر وقلم کے میدان کو زیادہ مالا مال نہ کر سکے لیکن جتنا بھی لکھا وہ اپنے کیف وکم ہر دو اعتبار سے انتہائی جامع اور وقیع تسلیم کیا جاتا ہے، آپ کے تحریر کردہ مضامین ومقالات اور چند قلمی نگارشات جو یادگار ہیں ان سے آپ کی تحریری مہارت اور جودت فکر کا اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر محمد ارشاد ساحل شہ سرامی لکھتے ہیں:

''حضرت سید العلماء قدس سرہ کو نثر ونظم، تقریر وتحریر کے اصناف سخن پر یکساں دسترس حاصل تھی۔لیکن قدرت نے خدمت اسلام کا کام آپ کی لسانی خوبیوں سے زیادہ لیا۔''

آگے مزید رقم طراز ہیں:

''لیکن آپ کی جو بھی قلمی یادگاریں ہیں ان سے آپ کی تحریری مہارت، زبان وبیان پر پوری دسترس، قلم کی برق رفتاری، زبان کی سلاست، فکر کی جولانی، اسلوب کا اچھوتا پن اور نثر ونظم کی اعلیٰ خوبیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔''

(اہل سنت کی آواز، اکتوبر ۱۹۹۹ء ص:۳۳۲)

اس کے بعد ساحل صاحب نے نو صفحات میں آپ کی مستقل تین تصنیف (۱) فیض تنبیہ (۲) نئی روشنی (۳) مقدس خاتون اور ایک خطبہ صدارت پر وقیع تبصرہ وتجزیہ پیش کیا ہے اور اخیر میں آپ کے چند علمی مضامین کی نشان دہی کی ہے۔(آپ کی تصنیف ''مقدس خاتون'' فقیر برکاتی نے ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی میں قسط وار شائع کی، جو بہت مقبول ہوئی)

ذوق شعروادب:

حضور سید العلماء قدس سرہ کا ذوق شعروسخن بھی بڑا ستھرا نکھرا اور پاکیزہ تھا، آپ فن ادب اور نعت گوئی میں کامل مہارت رکھتے تھے اور زبان دانی کے عظیم جوہر سے مالا مال تھے، آپ کا اردو کلام اہل سنت کی آواز کے مختلف شماروں میں شائع ہوتا رہتا تھا۔ حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے مرتب کردہ رسالہ "مدائح مرشد" میں بھی آپ کی متعدد منقبتیں شامل ہیں۔

سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی لکھتے ہیں:

"حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی سید میاں علیہ الرحمہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ مرزا داغ دہلوی مرحوم کے شاگرد رشید اور فرزند معنوی سید شاہ احسن مارہروی کے تلامذہ میں سے تھے۔ سید میاں نے بہت کم سنی میں شاعری شروع کردی تھی۔ بہار یہ شاعری کا الگ انداز تھا اور نعتیہ شاعری کے تیور کچھ اور۔ سید تخلص فرماتے تھے۔ ایک دیوان بھی ترتیب دے رکھا تھا مگر وہ شعری بیاض سفر پاکستان کے دوران سامان کے گم ہوجانے کے ساتھ ضائع ہوگئی اور ہم اردو والے ایک روایت سے محروم ہوگئے۔" (سیدین نمبر، ص: ۵۰۰)

ان کے اشعار کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ان میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو کسی اچھے شعر کا طرہ امتیاز ہیں، برجستگی، روانی، تغزل، شعریت، نغمگی، شوخی سب کچھ نظر آتا ہے، غزلیں ہوں، یا نعت ومنقبت کے اشعار ان کا رنگ وآہنگ الگ ہی تاثر دیتا ہے۔ ذرا یہ شعر دیکھیں

ہونا تھا جس کو پیر خرابات میکدہ ... اس کو رہین جبہ ودستار کردیا

خیال یار نے بستر لگایا قلب مضطر میں ... یہ مہمان عزیز اترا ہے کس اجڑے ہوئے گھر میں

نعت کے چند اشعار بھی پڑھ لیں:

خدا نے خود تمہیں ایسا سنوارا یارسول اللہ ... نہیں ممکن کوئی ثانی تمہارا یارسول اللہ

اور اس نعت کا یہ مقطع تو زبان زد خاص وعام ہوچکا ہے:

کسی کی بے وجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو ... ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یارسول اللہ

ان کے علاوہ امام حسین سید الشہدا، خواجہ اجمیری، نوری میاں اور امام احمد رضا علیہم الرحمہ کی شان میں لکھی گئی منقبتیں تو بڑی دھوم سے مذہبی مجالس میلاد میں پڑھی جاتی ہیں۔ بس ایک شعر امام عالی مقام کی شان میں:

تمہارے سجدے کو کعبہ سلام کہتا ہے   جلال قبہ خضرا سلام کہتا ہے

بحث ومناظرہ:

مذکورہ تمام خوبیوں کے ساتھ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ ایک باکمال اور بلند پایہ مناظر تھے۔ اپنی تقریر میں بدمذہبوں کا رد و تعاقب تو کرتے ہی تھے باقاعدہ تحریری طور پر بھی ان کا تعاقب فرمایا اور بدمذہبوں کے ایوان میں زلزلہ برپا کر دیا تھا۔ آپ کے ایک تحریری مناظرے کی روداد و تفصیل ''اہل سنت کی آواز'' اکتوبر ۱۹۹۱ء کے شمارے میں پر دی گئی ہے جس کے مطالعے سے آپ کی مناظرانہ شان نمایاں نظر آتی ہے، جس کے آغاز میں آپ کے بلند اقبال فرزند سید نظمی میاں لکھتے ہیں:

''حضور والد ماجد سرکار سید میاں علیہ الرحمہ نے بمبئی کے قیام کے ابتدائی دور میں بے ادبوں سے کافی مچیٹے لیے۔ بھونڈی کا مناظرہ ایسی ہی ایک اہم کڑی تھی، ان دنوں مخصوص لابی کا ایک سرگرم رکن مولوی محمد یونس بکھیروی بمبئی کی سرزمین پر بڑا فعال تھا اور چاہتا تھا کہ بمبئی کے سنی عوام کو اپنے مکر وفریب سے صراط مستقیم سے بہکا دے اور شیطان کی راہ پر لگا دے۔ حضور سید میاں نے ابھی نہیں تو کبھی نہیں، یہ سوچ کر یونس بکھیروی کا تعاقب کیا اور جھوٹے کو جھوٹے کے گھر تک پہنچا کر دم لیا۔ ایک دن یوں ہی میں ابا حضور کے کاغذات کو دیکھ رہا تھا کہ ان میں یونس بکھیروی سے متعلق خط وکتابت نظر آئی، ابا حضرت نے جس طرح اس کا پیچھا کیا اسے آپ بھی پڑھ لیں۔''   (اہل سنت کی آواز، شمارہ ۶، ص: ۳۵، اکتوبر، ۱۹۹۱ء)

سید نظمی میاں کا یہ تفصیلی مقالہ ''حضور سید العلماء: مناظر بے نظیر'' کے عنوان سے ۳۶ صفحات میں شائع ہوا ہے، جس کے اخیر میں ایک تمثیلی مناظرہ بھی درج ہے جو حضور سید العلماء کی کتاب ''مقدس خاتون'' سے ماخوذ ہے جو انتہائی علمی رنگ لیے ہوئے ہے، اس کے مطالعہ

کے بعد حق کی صداقت اور باطل کا بطلان آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہوجاتا ہے اور جس سے حضور سید العلماء کی مناظرانہ شان تاباں و درخشاں ہوجاتی ہے۔ یہی مقالہ بعد میں سید ین نمبر میں بھی شامل کیا گیا جو مذکورہ نمبر کے صفحہ ۵۹۷ تا ۶۴۶ پر پھیلا ہوا ہے اور قارئین کو دعوت مطالعہ پیش کررہا ہے۔

امام احمد رضا سے عشق ومحبت:

مجدد اعظم، فقیہ اسلام، امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تو چشم و چراغ خاندان برکات ہیں اور مارہرہ مطہرہ امام احمد رضا کا پیر خانہ ہے، ساتھ ہی امام احمد رضا قدس سرہ نے دین متین اور مسلک حقہ کی جس ذمہ داری کے ساتھ ترجمانی کی اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسی بیش بہا پونجی کا زندگی بھر تحفظ کرتے رہے۔ ایسے ان گنت کمالات و روابط نے حضور سید العلماء علیہ الرحمہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا سچا شیدا بنادیا تھا اور آپ کے دل میں امام عشق ومحبت کی پاکیزہ عقیدت اتنی رچ بس گئی تھی کہ ان کے خلاف ذرا بھی سننا گوارا نہیں کرتے تھے، سید نظمی میاں مارہروی رقم طراز ہیں:

''سید میاں مارہرہ مطہرہ کے اس مقدس خانوادے کے فرد تھے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا پیر خانہ تھا۔ اتنا ہی نہیں، وہ اس گدی کے وارث تھے جس سے ارادت و وابستگی امام احمد رضا اپنے لیے دنیا و آخرت کی سب سے بڑی نعمت سمجھتے تھے۔ سید میاں نے امام احمد رضا کا پیر زادہ ہونے کا حق ادا کردیا۔ انہوں نے دنیا کو ایک جاندار نعرہ دیا

یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

(سیدین نمبر ص: ۴۰۵، ۵۰۵)

شہزادہ صدر الشریعہ علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی دام ظلہ رقم طراز ہیں:

''حضور سید العلماء کو اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سے بہت والہانہ لگاؤ تھا، جب آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ذکر فرماتے تو انداز بیان اس قدر موثر اور رقت انگیز ہوتا کہ

آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔" (سیدین نمبر، ص: ۴۳)

امام احمد رضا کا نام آتے ہی سید میاں بے قرار ہو جاتے اور اگر کہیں ان کی مخالفت سامنے آتی تو پوری جواں مردی کے ساتھ اس کے خلاف سینہ سپر ہو جاتے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سید میاں علیہ الرحمہ کی والہانہ محبت کا ثبوت آپ کا وہ رسالہ ہے جو "فیض تنبیہ" کے تاریخی نام سے ۱۹۴۷ء میں دارالاشاعت برکاتی مارہرہ سے شائع ہوا جس میں امام احمد رضا کے قصیدہ معراجیہ پر کی گئی تنقید کا وافی وشافی جواب دیا گیا ہے۔ اور اس قصیدے پر کی گئی گرفت کا سخت محاسبہ کیا گیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

امام احمد رضا کے مشن کو عام کرنے میں سید میاں علیہ الرحمہ نے زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا تھا، انہوں نے اپنی پوری حیات مستعار مسلک برکاتیت کے نقیب اور مسلک رضا کے علم بردار کی حیثیت سے گزار دی، شہزادہ امام احمد رضا حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفی رضا نوری علیہ الرحمہ سے بھی سید میاں کو بے حد گہرا لگاؤ تھا اور دونوں بزرگوں میں ایک دوسرے کا حد درجہ احترام وادب باقی رہا، آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے سلسلے میں دونوں حضرات ایک دوسرے کے اور بھی قریب آگئے اور جماعت کا کام کرتے ہوئے دونوں ایک دوسرے کے رفقائے کار بن گئے، بہ قول نظمی میاں:

"حضور مفتی اعظم ہند کا یہ معمول رہا کہ آخری فیصلہ سید میاں کا ہی مانتے تھے۔"

(سیدین نمبر، ص: ۵۰۵)

ماقبل کی سطور میں گزرا کہ چند وجوہات کی بنیاد پر آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کی صدارت سے سید میاں کا استعفا دینا اور مفتی اعظم ہند کا بریلی سے بمبئی آکر استعفا واپس لینے پر مجبور کرنا اسی محبت ووارفتگی کا ثبوت تھا۔ ان دونوں بزرگوں میں خط وکتابت کا سلسلہ عرصہ دراز سے قائم تھا، اسی پس منظر میں سید نظمی میاں مارہروی کے دو اشعار پڑھ لیں:

مفتی اعظم جنہیں خط میں لکھیں یاسیدی — ہاں وہی فخر سیادت حضرت سید میاں
مفتی اعظم سے پوچھا آپ کا پیارا ہے کون — آگیا ان کی زباں پر برملا سید میاں

احترام علما و مشائخ:

خانوادہ برکاتیہ کے مشائخ کرام اور سجادہ نشینان کی دیرینہ روایت رہی ہے کہ وہ علمائے اہل سنت کا بے حد احترام کرتے ہیں اور انہیں دل کے نہاں خانے میں جگہ دیتے ہیں، اعراس کے مواقع پر بھی یہ منظر خوب دیکھنے کو ملتا ہے۔ حضور سید العلماء قدس سرہ کو احترام علما کا یہ بیش قیمت جوہر وافر مقدار میں عطا ہوا تھا آپ اپنے معاصر علمائے اہل سنت و مشائخ طریقت کا حد درجہ ادب و اکرام کرتے تھے، حضور مفتی اعظم سے متعلق اوپر کی سطور پر اجمالاً روشنی ڈالی جا چکی ہے، استاد محترم حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے سید میاں قدس سرہ غایت درجہ عقیدت و محبت فرماتے اور ادب و احترام سے آپ کا ذکر فرماتے، اس ضمن میں حضرت مولانا عابد حسین مصباحی لکھتے ہیں:

> مولانا مبین الہدیٰ صاحب نورانی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند نے ایک ملاقات پر راقم سے یہ واقعہ بیان فرمایا: کہ ایک مرتبہ سید العلماء حضرت سید آل مصطفی مارہروی قدس سرہ بیت الانوار ایک جلسہ کی بابت تشریف لائے، خواص و عوام کی ایک مجلس میں حضرت صدر الشریعہ کا تذکرہ چھڑ گیا تو حضرت سید العلماء نے برجستہ فرمایا کہ "حضرت صدر الشریعہ کا وہ مقام ہے کہ اگر آپ کی جوتیاں مجھے مل جائیں تو میں اپنے سر پر رکھنے کو باعث فخر و انبساط سمجھوں گا اور انہیں سر پر لیے گھومتا رہوں گا۔"
>
> ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہ خدا — وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
>
> (ماہ نامہ اشرفیہ کا صدر الشریعہ نمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۹۱ء ص: ۲۹۱، ۳۹۱)۔

سید العلماء سید آل مصطفی مارہروی حضور صدر الشریعہ کی مجسم کرامت کا نام ہیں جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی اور سید میاں علیہ الرحمہ کے مابین قلبی روابط اور دینی تعلقات کو بھی اس خصوص میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس کا واضح ثبوت الجامع الاشرفیہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر کل ہند تعلیمی کانفرنس میں حضور سید میاں کی مفتی اعظم ہند کے ساتھ شرکت، خطبہ صدارت اور تعاون کا وعدہ آج بھی اشرفیہ کی تاریخ میں

سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے، سید میاں کے چھوٹے بھائی احسن العلماء سید شاہ مصطفی حیدر حسن مارہروی قدس سرہ کے روابط اور دونوں بزرگ بھائیوں کے تعلقات اور گہری قلبی وابستگی کے گواہ آج بھی سیکڑوں لوگ زندہ مل جائیں گے اس سلسلے میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی کے تاثرات بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

خطابت کی منفرد آواز:

تبلیغ دین کے کارآمد ذرائع میں تحریر وقلم اور تدریس وافتا کے ساتھ تقریر وخطابت کی افادیت وضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، یہ بڑا منظم اور انتہائی مفید فن ہے، اس فن کو انتہائی آسان اور بے حد منافع بخش تصور کرلیا گیا ہے، آسان ضرور ہے لیکن اس کے لیے جو اس فن کو پیشہ بنالے اور یہی اس کا ذریعہ معاش ہو لیکن جو تقریر وخطابت کو اشاعت مذہب حق کا موثر وسیلہ گردانتا ہو اور حقائق ومعرفت سے لبریز اور اخلاص وجذبہ دروں سے ہم آہنگ خطبات پیش کرتا ہو اس کے مشکل اور دقت طلب ہونے سے انکار نہیں کیا جاسکتا، یہ میدان انبیا ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرغوب میدان رہا ہے، ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے الفاظ ہیرے اور جواہرات ہیں، ان کا اثر براہ راست دل پر ہوتا تھا اور دل کی دنیا زیر وزبر ہونے لگتی تھی۔ حضور سید العلماء سید آل مصطفی قادری مارہروی قدس سرہ نے بھی اس میدان کو چنا اور یہ عظیم فن اختیار کیا تو اس لیے نہیں کہ وہ دور دور تک مشہور ہو جائیں اور ان کا سکہ دلوں پر قائم ہو اور نذرانوں سے جیب وزنی ہو جائے بلکہ آپ کی پوری زندگی گواہ ہے کہ آپ کی خطابت دین وسنیت کے لیے وقف تھی، کبھی بھی اس فن کو حصول زر اور دنیا طلبی کا ذریعہ نہ بنایا، آپ اپنے اس اصول پر تاحیات قائم رہے۔ اللہ عزوجل نے آپ کو جو جوہر خطابت اور حسن تقریر عنایت فرمایا تھا اسے آج بھی لوگ یاد کرتے ہیں تو آبدیدہ ہو جاتے ہیں، دل ودماغ عش عش کرنے لگتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ براہ راست جن سماعتوں نے آپ کی خطابت کی لذت پائی ہے اور آپ کی تقریر کی حلاوت جن کانوں میں آج بھی رس گھول رہی ہے ان کے چند تاثرات پیش کردوں جس کو پڑھ کر قارئین خود اندازہ لگاسکیں گے کہ خطابت

کی اس منفرد آواز میں کتنا دم خم تھا۔

تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری قدس سرہ نے ''زمانہ قدیم میں عرس قاسمی کی تقریبات'' میں حضور سید العلماء کی ایک تقریر ''تفسیر سورہ فاتحہ'' پر درج ذیل تبصرہ فرمایا ہے:

''مولانا عبد السلام صاحب کے بیان کے بعد مولانا حافظ قاری حکیم سید شاہ آل مصطفی میاں صاحب سلمہ نے سورہ فاتحہ مبارکہ کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے اتباع شریعت مطہرہ اور صورت وسیرت' ظاہر و باطن میں سچی کامل اطاعت وغلامی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام جہاں و جہانیاں سے زائد حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محبوب رکھنے کی ضرورت واہمیت بتائی اور روشن کیا کہ جو آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا پکا فرماں بردار محب ومخلص غلام ہے وہ اپنے آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دشمنوں، معاندوں، تمام اگلے اور پچھلے کفار ومشرکین مرتدین ومبتدعین سے حتی الوسع قطعاً دور ونفور رہتا ہے۔ جو ایک طرف سردار دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی محبت وغلامی کا دعویٰ کرے دوسری طرف ان کے دشمنوں، مخالفوں، معاندوں کی مدح وتعریف کے گیت گائے، ان کو اپنا مقتدا اور پیشوا، رہبر ورہنما، محبوب قائد اعظم اور بڑا پرہیزگار، روح اعظم وغیرہ وغیرہ بڑے القاب وخطاب سے سراہے، ان سے گھال میل، الفت ومحبت رکھے وہ ضرور اپنے دعویِ ایمان اور غلامی ومحبت آقائے دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جھوٹا اور کھوٹا ہے۔''

(اہل سنت کی آواز، مارہرہ مطہرہ، خصوصی شمارہ اکابر مارہرہ نمبر، حصہ سوم)

شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں:

''حضرت سید العلماء قدس سرہ خطابت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، دلکش، بلند آواز، ساحرانہ طرز بیان، نکات ودقائق سے بھرپور تقریر ایسی کہ گھنٹوں سنتے رہیے، مگر جی نہ بھرے، بمبئی میں ایام محرم میں وعظ کی سیکڑوں مجالس منعقد ہوتیں، لیکن ہمیشہ سب سے زیادہ مجمع حضرت سید العلماء کی محفل میں ہوتا تھا، ویسے تو حضرت بہت نحیف ونازک نظر آتے تھے

لیکن تقریر کے وقت ہمیشہ جوان معلوم ہوتے تھے۔ پانچ پانچ گھنٹے مسلسل وعظ فرماتے مگر ذرا بھی تکان کا نام نہ ہوتا، نہ کبھی حضرت کی آواز بیٹھتی، یکساں مسلسل تقریر فرماتے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ صبح نماز فجر تک وعظ ہوتا رہتا اور لاکھوں لاکھ کا مجمع محویت کے ساتھ سنتا رہتا، ذکر شہادت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔" (سیدین نمبر، ماہ نامہ اشرفیہ، ۲۰۰۲ء ص: ۷۶۴)

ایک دوسرے مقام پر شارح بخاری مزید فرماتے ہیں:

"تقریر وخطابت کے سلسلے میں دنیا ان کا لوہا مانتی تھی، کوئی بھی موضوع ہو، کتنا ہی خشک ہو، اس کو بلا تکلف ایسی شگفتگی کے ساتھ بیان فرماتے کہ بے پڑھے لکھے عوام پر بھی بار نہ ہوتا تھا۔" (کتابچہ، حضور سید العلماء، ص: ۳۱)

شہزادہ سید العلماء سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی لکھتے ہیں:

"سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے کبھی تقریر سے پہلے تیاری نہیں کی۔ کیسا ہی موقع ہو، کیسا ہی ماحول ہو، کیسا ہی موضوع ہو، سید میاں موقع ومحل کے اعتبار سے اپنا موضوع طے کرتے اور بیان کرنے لگتے، نپے تلے الفاظ، مسحور کن پیرایہ، قرآن وحدیث اور اقوال اسلاف سے حوالہ جات سید میاں کی تقریروں کی خصوصیت تھی۔" (سیدین نمبر ص: ۳۰۵)

مفتی مظفر احمد قادری بدایونی تحریر فرماتے ہیں:

"اس فرزند رسول اللہ میں بیک وقت شجاعت حیدری، سیادت حسنی، اور شہادت حسینی سب ہی چیز جمع تھی، اس مرد خدا کو دین وملت کی خدمات میں نہ دن کو چین تھا نہ رات کو آرام۔

سرکار سید العلماء سید الحکماء قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات سے کون واقف نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ خطابت وبلاغت کا یہ شہ سوار جس وقت منبر پر رونق افروز ہوتا تو زمین کی خوش بختی پر آسمان کے تاروں کو بھی رشک ہوتا۔ زور بیانی پر جس وقت اتر جاتا تو فارابی وارسطو کے ماتھے پر بھی پسینہ آجاتا۔ خاموشی میں تکلم کی حلاوت، الفاظ دل نشیں، خوب صورت

وبارعب چہرہ، کشادہ پیشانی، موزوں قامت، چھریرا بدن، حاضر جوابی ایسی کہ ہزاروں لاکھوں کے مجمع پر کنٹرول کرلینا ان کا ادنیٰ کام تھا، آپ کی ایک آواز پر حاضرین گوش برآواز ہوجاتے تھے۔" (اہل سنت کی آواز، ۱۹۹۱ء ص: ۱۳۲، ۲۳۲)

خطیب البراہین حضرت علامہ صوفی محمد نظام الدین خلیفہ حضور احسن العلماء لکھتے ہیں:

"رئیس الخطباء مقتداے اہل سنت حضور سید العلماء کی ذات گوناگوں خوبیوں کی مالک تھی۔ آپ اعلیٰ درجے کے خطیب، بہترین نثر نگار اور خوش فکر شاعر بھی تھے۔ آپ کی خطابت کی پورے ملک میں دھوم تھی۔" (سیدین نمبر ص: ۸۶۳)

شہزادہ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی رقم طراز ہیں:

"حضور سید العلماء ایک بلند پایہ فکر انگیز خطیب، معاصرین علما میں بے مثال مفکر، طبیب حاذق، زاہد شب زندہ دار، منتخب الصوفیہ، قادر الکلام شاعر اور نقاد بھی تھے، جماعتی شیرازہ بندی کے ماہر، شکل وصورت دلوں کو موہ لینے والی، آواز میں گھن گرج، بہت خوش مزاج، مگر شخصیت سے ہیبت حق کا جلوہ نمایاں، دنیا سے بے نیاز اور اصول کے پابند تھے، جب تک آپ بمبئی میں قیام پذیر رہے کسی بدمذہب کو پر مارنے کی بھی مجال نہ ہوئی۔" (سیدین نمبر، ص: ۴۳)

حضرت علامہ بدر القادری مصباحی ارقام فرماتے ہیں:

"حضرت سید العلماء سید الخطباء اور امام المقررین تھے۔ ان کے خطبوں اور تقریروں کے آہنگ پر ایک زمانے میں شہر ممبئی کی فضائیں بدلا کرتی تھیں، وہ سید برکاتیت جب حق کی للکار کے لیے گرجتا تھا تو سیاست کے ایوان میں زلزلہ آجاتا تھا۔"

(سیدین نمبر ص: ۱۶۶)

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی لکھتے ہیں:

"حضور سید العلماء کو تاریخ پر بڑا عبور حاصل تھا۔ آپ کی تقریریں بڑی پر جوش ہوتی تھیں، کبھی کبھی آپ مقفیٰ و مسجع تقریر بھی کرتے تھے، محرم الحرام کی دس گیارہ روزہ تقریریں تو یادگار تقاریر ہوا کرتی تھیں۔ شب عاشورہ کی تقریر خصوصیت کے ساتھ بہت ہی معلوماتی، اصلاحی، پر جوش اور ساتھ ہی ساتھ رقت آمیز ہوتی تھی۔ راقم نے آپ کی بمبئی کی تقریروں کی کیسٹیں سنی ہیں اور استقامت ڈائجسٹ کان پور کے شہید اعظم نمبر میں شب عاشورہ کی جو تقریر پڑھی ہے وہ ایک یادگار اور تاریخی تقریر ہے اور آج کے لفاظ مقررین اس تقریر سے کئی تقریریں تیار کر سکتے ہیں، البتہ وہ قابلیت، انداز، لب ولہجہ اور جذبہ صادق کہاں سے لائیں گے۔" (حوالہ سابق، ص: ۳۸۳)

مولانا بشیر احمد بشیر القادری لکھتے ہیں:

"(حضور سید العلماء نے) اپنے زور خطابت سے بمبئی جیسے عظیم شہر کو ایسا مسخر کر دیا کہ اپنے تو اپنے، غیروں نے بھی اعتراف کیا کہ سید العلماء کا بمبئی شہر میں وہ وقار و اقتدار ہے کہ بمبئی کے سنی مسلمانوں کو جدھر چاہیں جھکا دیں، ان کے دلوں پر قبضہ تھا۔"

آگے مزید ایک تاریخی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ایک بار شب عاشورہ میں چھ گھنٹے ذکر شہادت بیان فرمایا، بمبئی شہر کی چہل پہل، ٹرافک، گلی کوچہ سب جام تھے، مجمع کا یہ عالم تھا کہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آ رہا تھا، شہادت اکبر پر جو بیان فرمایا کہ سارا مجمع آہ و نالے بھر رہا تھا، رقت کا یہ عالم تھا کہ سامعین کے آنسوؤں سے دامن تر تھے اور کتنے سکتہ و بے ہوشی میں اٹھائے گئے۔"

(حوالہ سابق، ص: ۶۷۵)

مندرجہ بالا تاثرات اور وضاحتوں کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضور سید العلماء کو فن خطابت پر کامل عبور حاصل تھا۔ وہ میدان تقریر کے بادشاہ تھے، ان کے تمام کمالات و جواہر

میں تقریر و خطابت کا جوہر کھل کر نمایاں ہوتا تھا، اور دلوں کو مسحور کر لیتا تھا، جذبات و کیفیات قلبی کو نئے رنگ و آہنگ سے آشنا کرتا تھا اور اپنی فتح و نصرت کا علم بند کرتا تھا، اس میں آپ کی خداداد صلاحیتوں، روحانی امانتوں، علمی بصیرتوں، تاریخی حوالوں اور زبان و بیان، انداز تکلم اور لب و لہجے کی انفرادیت سب کو دخل تھا جو انہیں یقیناً ''سید الخطباء'' کے منصب پر فائز کرتا ہے۔

کشف و کرامت:

کشف و کرامت، اللہ رب العزت کی جانب سے اپنے محبوب اور مخصوص بندوں کے لیے خاص عطیہ ہے، اللہ نے اس عطیہ بیش بہا سے حضرت سید العلماء کو بھی مالا مال کیا تھا۔ آپ کے دفتر فضیلت و کرامات سے چند ناظرین کی خدمت میں پیش ہے۔ حضرت شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں:

''میں خود اپنی معلومات کی روشنی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت سید العلماء متجاب الدعوات صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے، خود میرے اوپر بارہا ایسی افتاد پڑی کہ میں پریشان ہو گیا۔ حضرت سید العلماء سے دعا کی درخواست کی، حضرت نے دعا فرمائی دعا کے بعد بشارت بھی دے دی تمہاری مصیبت ٹل گئی اور پھر ویسا ہی ہوا۔

(۱) بلرام پور میں بے ادبوں نے اپنے پیسے اور حکام رسی کے بل بوتے پر مجھ پر اور میرے احباب پر ایک جھوٹا کیس دائر کر دیا تھا، میں سخت پریشان تھا۔ عرس قاسمی میں حاضری ہوئی، دعا کی درخواست کی، دعا فرمائی اور فرمایا: مفتی صاحب جاؤ اب آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا کچھ نہ ہوگا۔ سب جانتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔

(۲) کالپی شریف حاجی دین محمد صاحب کے صاحب زادے خفا ہو کر گھر سے چلے گئے تھے اور کئی دن سے لاپتہ تھے۔ رات کو بعد جلسہ حاجی دین محمد صاحب نے حضرت سید العلماء سے عرض کیا۔ حضور دعا فرمائیں وہ آجائے۔ حضرت سید العلماء نے فرمایا کہ صبح کی گاڑی سے آجائے گا۔ میں اس وقت وہاں حاضر تھا، صبح جب گاڑی کی سیٹی ہوئی، اورئی کے مولوی بشیر

القادری صاحب موجود تھے، ان سے فرمایا: دروازہ کھولو دیکھو وہ آگیا۔ انہوں نے دروازہ کھولا، دیکھا تو صاحب زادے دروازے پر کھڑے تھے۔

(کتابچہ، حضور سید العلماء، از: شارح بخاری، ص: ۶۱، ۷۱)

(۳) مولانا بشیر احمد بشیر القادری اورئی بیان کرتے ہیں:

۱۹۶۵ء میں اورئی میں فرقہ وارانہ فساد ہوگیا۔ جس میں ہمارے اور مسلمانوں کے مکانات اور دکانیں جلا دی گئیں، سب کچھ لٹ گیا تھا، ہمارے ساتھیوں کو اور اورئی کے باا ثر مسلمانوں کو پولس نے گھروں سے پکڑ پکڑ کر جیل میں بند کر دیا تھا، میری بھی پولس کو تلاش تھی۔ میں بمبئی چلا آیا، یہاں حضور سید العلماء رضی اللہ عنہ کی شہرت تھی وہ اپنے وقت کے عارف باللہ، درویش کامل، قطب زمن اور روشن ضمیر بزرگ تھے۔ ان کی کرامت کا خوب چرچا تھا۔ خادم اپنے دوست عبد القادر بابا کے ساتھ مسجد کھڑک نماز پڑھنے جاتا، سرکار کی خدمت میں اور مسجد کھڑک میں اپنا وقت گزارتا، قلب کو سکون ملتا۔ لیکن جب اورئی کی یاد آتی، کسی پولس والے کو دیکھتا، دل گھبرانے لگتا، چہرے پر پسینہ آجاتا، کئی بار دل میں آیا کہ اپنے حالات حضور سید العلماء کی بارگاہ میں عرض کروں مگر ہمت نہیں پڑتی، آخر دل پر جبر کر کے اٹھا اور سرکار سید العلماء کی دست بوسی و مصافحہ کیا، آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، حضور نے فرمایا: کیوں روئے، کیا بات ہے؟ غلام نے اپنا حال عرض کیا، فرمایا: بیٹے بشیر! گھبراؤ مت، اللہ پر بھروسہ رکھو، ہم نے تمہارا معاملہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کر دیا ہے، ان شاء اللہ کچھ نہ ہوگا جاؤ۔ خادم سلام و قدم بوسی کے بعد واپس چلا آیا، مجھے ایسا لگا کہ جیسے میرے سر پر بوجھ تھا کسی نے اتارلیا، اسی وقت سے میرے دل میں ڈر، خوف ختم ہوگیا اور بمبئی میں اطمینان و سکون سے رہنے لگا۔ پولس والوں کے سامنے سینہ تان کر نکل جاتا، دل یہ کہتا اب ڈرنے کی کیا بات ہے۔ حضور سید العلماء رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ ہیں، ان کے کرم سے ہم محفوظ ہیں، ہمارا کچھ نہ ہوگا اور یہی ہوا، تقریباً چھ ماہ بعد اورئی سے اطلاع ملی کہ تمہارا نام پولس نے جانچ میں خارج کر دیا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان ہے سید العلماء کی، میرے آقا! تمہارے کرم کا کیا کہنا

جو فرمایا وہ ہو کر رہا۔ (سیدین نمبر، ۸)

(۴) مولانا بشیر القادری اورئی رقم طراز ہیں:

دوسری بار حضور سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ جب ۱۹۶۶ء میں اورئی تشریف لائے ، دار العلوم برکات محمدیہ کا سالانہ جلسہ تھا، چیت کی فصل کٹ رہی تھی، باہر کے مہمانوں کے آنے کی امید کم تھی، لہٰذا کھانا کم بنوایا تھا مگر مہمان بکثرت آگئے۔ میں بہت پریشان تھا کہ اب کیا ہوگا؟ میری پریشانی کو دیکھ کر حضور نے فرمایا بیٹا بشیر! کیا بات ہے؟ عرض کیا: سرکار! مہمان زیادہ ہیں کھانا کم بنوایا ہے۔ جلسہ کا وقت شروع ہونے کا ہے۔ اتنی جلدی کھانا بن نہیں سکتا، سمجھ میں نہیں آرہا ہے کیا کروں؟ فرمایا گھبرانے کی کیا بات ہے، جاؤ کھانے پر چادر ڈال دو، دیکھنا مت۔ کھانا کھلانا شروع کر دو، خادم نے کھانا کھلانا شروع کر دیا، واللہ سارے مہمان کھا گئے، ہم خوش خوش سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے حضور نے پوچھا سب مہمان کھا چکے، میں نے کہا جی۔ حضور نے فرمایا جاؤ چادر ہٹا کر دیکھو کتنا کھانا ہے اب ہم نے چادر اٹھا کر دیکھا تو آدھا کھانا موجود تھا خادم نے کل دس کلو گوشت اور بیس کلو آٹے کی روٹی بنوائی تھی جس میں تقریباً تین سو حضرات نے کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور آدھا بچ رہا۔ کیوں نہ ہو شاہ برکت اللہ کی برکتیں ہیں ان کے ہاتھ میں۔ (سیدین نمبر ص: ۶۸۵)

وفات حسرت آیات:

حضرت سید العلماء کی وفات ممبئی میں یکم جولائی ۱۹۷۴ء/ اور ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ کی درمیانی شب ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ بروز دوشنبہ ہوئی، وصال کے وقت حضرت سید العلماء کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ انہیں سرکاری توپوں کی سلامی دی گئی اور سرکاری اعزاز کے ساتھ بذریعہ طیارہ مارہرہ شریف لے جایا گیا، جہاں آپ کے صاحب زادے سید آل رسول حسنین میاں نظمی دام ظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں پیر و مرشد کے پہلو میں آپ کی آخری آرام گاہ زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دام ظلہ العالی حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ کے

وصال کے بعد حضرت سیدی مفتی، اعظم ہند مولانا مصطفی رضا اور حضور حافظ ملت علیہما الرحمۃ والرضوان کے قلوب پر ہونے والے گہرے صدمے کی کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''آپ کے وصال کی خبر سے پورے ہندوستان میں تہلکہ مچ گیا۔ جب یہ اندوہ ناک خبر بذریعہ تار اشرفیہ پہنچی تو فوراً حضور حافظ ملت نے تعزیت وایصال ثواب کا اجلاس طلب فرمایا اور مجھے اس سلسلہ میں تقریر کا حکم دیا۔ پھر حضرت نے عالم رقت میں فرمایا: ''سید العلماء علیہ الرحمہ کا الجامع الاشرفیہ پر بہت بڑا احسان ہے۔'' حضور سیدی مفتی اعظم ہند قبلہ اس دور میں بستر علالت پر اکثر عالم محویت میں ہوتے، شاید آپ کو حضرت سید العلماء کی رحلت کی خبر شدت مرض کی بنیاد پر نہ دی گئی۔ ایک روز جب آپ کو باہر دارالافتا میں لایا گیا تو آپ کی نظر ایک پرشکوہ پوسٹر پر پڑی۔ عنوان تھا: ''عرس چہلم سید العلماء'' آپ پر رقت طاری ہوگئی فرمایا: آہ! یہ بھی رحلت فرماگئے، اور فوراً فاتحہ خوانی فرمائی۔'' (سیدین نمبر ص: ۳۴، ۳۵)

یہ سوانحی تحریر حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی قادری مارہروی قدس سرہ کی بلند پایہ ذات اور ہمہ جہت کارناموں کا اجمالی خاکہ پیش کرتی ہے ورنہ ان کی مثالی شخصیت اور دینی وعلمی خدمات کو کماحقہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کی کم از کم میری زبان وقلم میں طاقت نہیں ہے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے ع کہ بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

(مفتی) توفیق احسن برکاتی

(۲۲ ستمبر ۲۰۱۲ء-۵، ذوقعدہ ۱۴۳۳ھ شنبہ)

حامی السنن، ماحی الفتن، احسن العلماء

عمدۃ الخطبا، گل گلزار قادریت

رونق، مجدد برکاتیت قاطع نجدیت

مفتی سید مصطفیٰ حیدر حسن

عرف حضرت سید حسن میاں قادری برکاتی

رحمۃ اللہ علیہ

۱۰ شعبان ۱۳۴۵ھ - ۱۹۲۷ء

۱۴ ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ - ۱۱ ستمبر ۱۹۹۵ء

یاالٰہی بہر حضرت مصطفیٰ حیدر حسن

حسن و صفوت کر عطا ان کے گدا کے واسطے

اور میں لکھتا چلا گیا

حضور احسن العلماء پر لکھنے کے لیے قلم اٹھ نہیں رہا تھا۔۔۔۔دل اور دماغ ،انگلیوں کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔۔۔خواہش تھی کہ۔۔۔عرس چہلم کے موقع پر حاضر ہو کر۔۔۔لفظوں کا نذرانہ پیش کروں، مگر ذہن خالی تھا۔۔۔۔دل غیر حاضر تھا ۔۔۔قلم میں روح نہ تھی۔۔۔عرض کی حضور ہمت دیجیے۔.!۔۔۔وقت مرحمت فرمایئے ۔۔۔ایک طرف تدریس، افتاء، دار العلوم کا انتظام وانصرام۔۔۔!! پھر اور ینٹل کالج کی مصروفیات۔۔گھر کی ضروریات ۔۔۔اقارب واحباب کے ساتھ صلہ رحمی کی مشغولیات ۔۔۔بس دن گزرتے چلے جارہے تھے۔۔۔! شدید اضطراب میں تھا۔۔۔کہ اچانک ۔۔۔ایک اخبار والے کی آواز کان میں پڑی ''کل ہڑتال ہے''۔۔۔بس میں نے فیصلہ کرلیا کہ اس دن کو ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔۔۔۔ارادہ کیا کہ صبح آٹھ بجے شروع اور شام آٹھ بجے ختم۔۔۔۔مگر گھڑی دیکھتے دیکھتے دن کے بارہ بج گئے۔۔۔۔۔وقت ظہر شروع ہوا ۔۔۔۔اور میں نے قلم کاغذ سنبھال ہی لیا۔۔۔اور حضور احسن العلماء سے فریاد کی کہ ''حضرت مضمون آج ہی ختم ہونا چاہیے''۔۔۔اپنے کمرہ تحریر میں گھس گیا، جو آج کل نور چشم مولوی حماد رضا سلمہ کا کمرہ مطالعہ ہے۔۔۔۔بیگم سے کہہ دیا کہ چار بجے سے قبل مجھے نہ چھیڑا جائے۔۔۔وہ سمجھدار خاتون، مزاج سے واقف، اشارہ سمجھ گئیں۔۔۔۔اور بس مضمون شروع ہوگیا، بیگم ہر گھنٹے بعد کبھی پھل اور کبھی چائے دیتی رہیں قلم نہ رکا میں جتنا لکھ سکتا تھا۔۔۔حضرت نے اس سے دوہرا لکھوادیا، مضمون پر مضمون بندھتا گیا اور میں لکھتا چلا گیا مغرب تک مضمون ہذا پورا ہوگیا۔۔۔میں خود متعجب تھا کہ یہ کیسے ہوگیا۔۔۔تو

حضرت نے ندا دی، ہمیں پکارا تھا۔۔۔تو کیا تعجب۔۔۔! سچ ہے

ے
میں نے جہاں بھی جب بھی پکارا ہے آپ کو
کی دستگیری ہے وہیں آ کر حسن میاں

دعا کیجیے کہ حضرت حسن کے صدقے، مولا مجھے بھی حسن بنا دے۔۔۔آمین

احمد میاں برکاتی

۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ

یکم اکتوبر ۱۹۹۵ بروز یک شنبہ

ٹرین اپنی پوری رفتار کے ساتھ اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے ایک طرف ایک نورانی صورت بزرگ عبادت میں مصروف ہیں' تلاوت جاری ہے ۔۔۔۔۔اور دوسری جانب دو نوجوان دینی وعلمی گفتگو میں ایسے محو ہیں کہ ڈبہ کے باہر کے مناظر سے یکسر بیگانہ نظر آتے ہیں ان میں سے ایک نوجوان دوسرے سے عمر میں کچھ بڑے نظر آرہے ہیں ۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک بطور معلم کچھ بتارہے ہیں اور دوسرے کچھ سیکھ رہے ہیں وقت گزرتا گیا منزل آگئی اور یہ مقدس حضرات منزل پر اُتر گئے ۔۔۔۔۔اس نئے انداز سے سیکھنے اور سکھانے والے ہر دو حضرات کا تعلق مشہور روحانی مرکز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے ہے ان کے ہمراہ دوسرے نورانی بزرگ دونوں کے مرشد گرامی ہیں اور یہی بزرگ طالب علم نظر آنے والے نوجوان کے ''خال محترم'' بھی ہیں ۔

سلسلہ نسب

یہ حضور احسن العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ سید مصطفی حیدر حسن میاں شاہ صاحب ہیں جو سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور وصی وجانشین حضور تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد رسول مفتی سید محمد میاں قادری رحمۃ اللہ علیہ اور خلف اصغر حضرت سید شاہ آل عبا رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین حیدر صاحب کے ہیں ۔۔۔۔۔ان کے ساتھ ان کے خال محترم حضور تاج العلماء سید محمد میاں [1] صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ نظر آنے والے نوجوان خلیل ملت خلیل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد خلیل [2] خان القادری البرکاتی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان صاحب تصانیف کثیرہ (مرید خاص حضور تاج العلماء اور تلمیذ ارشد حضرت صدر الشریعہ) ہیں ۔

---

(۱) حضور تاج العلماء کا وصال ۲۴ جمادی الاخری ۱۳۷۵ھ کو ہوا مارہرہ شریف، خانقاہ برکاتیہ میں مزار پُر انوار ہے ۔

(۲) خلیل ملت کا وصال ۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو ہوا' درگاہ جیلانیہ حیدرآباد سندھ کے صحن میں مزار مرجع خلائق ہے ۔

اس وقت کے وہ طالب علم نوجوان اپنے دور کے ولی کامل بنے جن کے دست حق پرست پر ہزاروں دلوں کے میل صاف ہوئے' زنگ دور ہوئے ۔۔۔۔۔۔لاکھوں کی نگاہیں فیض لینے لے لیے' ان ہی کی طرف اٹھتی رہیں۔

مارہرہ مطہرہ کی سرزمین مقدس سے ہمیشہ علم وفضل کے خزانے نمودار ہوتے رہے اس خطہ زمین پر جو یگانہ روزگار استراحت فرما ہیں ان میں ایسے ایسے گوہر آبدار ہیں جن کی چمک دمک زمانہ اور اہل زمانہ کی آنکھوں کو آج بھی خیرہ کر رہی ہے۔

صاحب البرکات حضرت سیدی شاہ برکت اللہ مارہری قدس سرہ سے خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ اور میاں صاحب نوری دادا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ تک کا دور' جن خوش نصیبوں نے دیکھا' یا پایا' وہ ان کا حصہ تھا' ہمارے حصہ میں تاج العلماء' سید العلماء (۱) اور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہم کی دولت زیارت آئی۔

تعلیم وتربیت

سید حسن میاں شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ سیدہ شہر بانو بیگم بنت سید شاہ اسماعیل حسن صاحب تھیں ۔۔۔۔۔۔آپ ۱۰ شعبان ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء شب یک شنبہ کو پیدا ہوئے' مارہرہ شریف کے خانقاہی مدرسہ قاسم البرکات میں ہی ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی چھوٹی عمر میں ہی قرآن حفظ کرلیا فارسی تعلیم کا آغاز گھر سے ہی کیا۔

---

(۱) سید العلماء کے فرزند ارجمند' آل رسول حسنین میاں زید مجدہم' سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ اپنے والد محترم کے سچے وصحیح جانشین ہیں ۔۔۔۔۔۔آپ کو دیکھ کر حضور سید العلماء کی یاد تازہ ہوتی ہے ۔۔۔۔۔"سید میاں" قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰ جمادی الاخری ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء میں ہوا' آپ تاحیات' آل انڈیا سنی جمعیت العلماء کے صدر رہے' حضرت آل رسول حسنین میاں بمبئی میں سکونت وملازمت رکھتے ہیں سید آل رسول حسنین میاں مدظلہ کے کئی رسائل اور نعتیہ وغزلیہ دیوان شائع ہوچکے ہیں' آپ کی مشہور کتاب "مصطفی سے مصطفی" میں ان تمام بزرگوں کی سوانح حیات ہے جن کے اسماء گرامی شجرہ قادریہ برکاتیہ میں آئے ہیں۔اس کو آباد فرمایا اس وقت ۱۰۱۷ھ سے آج تک حضرت کی اولاد مارہرہ شریف میں ہے۔

اپنے محترم ماموں اولاد رسول تاج العلماء حضرت شاہ علامہ مولانا مفتی سید شاہ محمد میاں صاحب، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف سے علوم درسیہ مروجہ کا اکتساب کیا۔۔۔خلیل

ملت مفتی محمد خلیل خاں سے مارہرہ شریف میں ہی منطق وصرف ونحو اور ادب عالیہ میں کمال حاصل کیا اس تعلیم میں ایک خصوصیت جو کسی طالب علم کو نصیب نہ ہوئی یہ تھی کہ جب تاج العلماء کے ساتھ سید حسن میاں شاہ صاحب تبلیغی دوروں پر گوندل پور بندر، ترسائی اور کاٹھیاواڑ تشریف لے جاتے تھے تو مفتی محمد خلیل بھی درس وتدریس جاری رکھنے کے لیے ہمراہ جاتے تھے اور اس طرح سفر میں بھی درس کا ناغہ نہ ہوتا تھا۔

بیعت وخلافت

حضرت سید حسن میاں شاہ صاحب کو تمام سلاسل خانوادہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ قدیم وجدید نیز جملہ اذکار واوراد واشغال ومراقبات، وسلسلات، ومصافحات، اور اسانید قراءت قرآن مجید وروایات حدیث حمید دادعیہ معمولہ خاندان کی اجازت اور بیعت وخلافت اپنے ماموں محترم حضور تاج العلماء حضرت سید شاہ محمد میاں صاحب سے حاصل ہے آپ حضرت تاج العلماء کے وصال کے بعد ان کے جانشین اور سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

تبلیغی خدمات

حضرت احسن العلماء نے اپنی زندگی بھی اپنے خال محترم حضور تاج العلماء قدس سرہ اور برادر مکرم سید العلماء حضرت سید آل مصطفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تبلیغ دین کے لیے وقف فرما رکھی تھی اکثر تبلیغی دورے فرماتے تھے خطیب واعظ کی حیثیت سے فصاحت و بلاغت میں آپ کو ملکہ حاصل تھا امام اہل سنت کے اشعار اپنی گفتگو میں برمحل اور برملا پڑھتے چلے جاتے حق وصداقت کی خاطر کبھی بھی ثروت وحکومت کا رعب قبول نہیں فرمایا' میدان شعر وسخن کے بھی شہ سوار تھے نعت ومنقبت میں طبع آزمائی فرمائی ہے۔۔۔۔۔ایک جگہ فرماتے ہیں۔

رضا کے غلامو۔ ۔ !چلو تم بھی آؤ
کہ تم کو رضا سے ملاتی ہے گا کر

آپ کی محفلیں

آپ کی محفل میں ہونے والی ہر گفتگو علمی گفتگو ہوتی ایک ایک جملہ سے عشق ومحبت ٹپکتا تھا آپ کے پاس بیٹھنے والا کبھی خالی دامن نہیں اٹھا طویل علالت کی وجہ سے آخرعمر میں تبلیغی دوروں میں بہت کمی فرمادی تھی پورے ہندوستان سے مشائخ علماء اور محققین وفضلاء آپ کی دست بوسی کو آنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی درگاہ مبارکہ کے تمام امور کے متولی وسرپرست اعلیٰ آپ ہی تھے ہر سال عرس قاسمی (حضرت سید ابوشاہ القاسم اسماعیل حسن رحمۃ اللہ علیہ) آپ کی نگرانی میں اورعرس نوری بھی آپ ہی کی نگرانی میں ہوتا تھا ہر دو اعراس میں ملک بھر سے علماء ومشائخ تشریف لاتے ہیں اس موقع پر تمام نادرو قیمتی تبرکات کی زیارت کرائی جاتی ہے' آپ کبھی کبھی پاکستان بھی تشریف لاتے ہیں، تو اس موقع پر خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اور امام اہل سنت کے پیر خانہ کے اس فرزند ارجمند کو دیکھنے کے لیے عشاق بے تابانہ ٹوٹے پڑتے اور اپنی آنکھوں اور دلوں کو سرور پہنچاتے۔

کلام رضا کے ماہر وشارح

حضور احسن العلماء کو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت تھی کہ آپ ہمیشہ اپنی تقریر وتدریس' خلوت وجلوت میں' جب اعلیٰ حضرت کا ذکر فرماتے تو ''میرے اعلیٰ حضرت'' کہتے ۔۔۔۔اور فرماتے کہ ''اعلیٰ حضرت کا کلام پڑھنا کوئی کھیل نہیں ہے' اسے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے علم چاہیے

غالباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے جب آپ پاکستان تشریف لائے' ان دنوں راقم الحروف دار العلوم امجدیہ کراچی میں زیر تعلیم تھا تو تقریباً ہر روز ہی' حضرت کی زیارت کا موقع ملتا رہا ۔۔۔۔آپ نے جمعہ کی نماز' حضرت استاذی علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی قادری رضوی

برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر اخوند مسجد کھارادر میں پڑھائی' حضرت قاری صاحب قدس سرہ ان دنوں اخوند مسجد میں خطیب و امام تھے۔ جمعہ کے بعد' حضرت قاری صاحب قبلہ قدس سرہ نے دعا فرمائی اور مناجات میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر بھی پڑھا

یا الٰہی جب سر شمشیر پر چلنا پڑے
رب سلم کہنے والے غم زدہ کا ساتھ ہو

حضرت قاری صاحب نے لفظ غم زدہ میں زاء پر زبر پڑھا۔۔۔۔۔حضرت احسن العلماء سید حسن میاں صاحب قدس سرہ کے ساتھ نجی محفل میں جب فقیر بیٹھا' تو آپ نے فرمایا" احمد میاں' اعلیٰ حضرت کے اس شعر میں جو قبلہ قاری صاحب نے آج پڑھا زاء پر پیش ہے زبر نہیں۔۔۔۔اس لیے زبر کے ساتھ معنی ہیں "غموں کا مارا ہوا" جب نبی خود غم کے مارے ہوں گے تو فریاد رسی کیسے فرمائیں گے۔۔؟ زبر کے ساتھ "زدن" سے بنے گا جبکہ پیش کے ساتھ غم زُدہ "زدودن" سے ہوگا' جس کے معنی ہیں "صاف کیا ہوا' قلع کیا ہوا" جو شان مصطفی کے عین مطابق ہے۔۔۔۔پھر فرمایا' میاں یہ وہ اسرار ہیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے ہیں۔۔۔۔ آپ قبلہ قاری صاحب سے عرض کر دیجیے گا"۔۔۔۔۔۔فقیر نے دوسرے دن' سبق پڑھتے ہوئے' حضرت قاری صاحب سے گفتگو عرض کی' تو آپ نہایت خوش ہوئے۔۔۔۔اور اس بات کو کئی جگہ بیان فرمایا' چنانچہ اس کا اثر ہے کہ آج حضرت استاذی قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور تمام مریدین' اس کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔۔۔۔اس طرح حضور احسن العلماء کا فیض' کلام رضا کی شرح میں' عوام تک پہنچا۔

اپنے استاد سے محبت:

حضرت کے استاد مکرم' حضرت خلیل العلماء' جب بھی ہجرت کے بعد پاکستان سے مارہرہ شریف تشریف لے جاتے' تو حضرت احسن العلماء آپ کو قرب خاص میں ٹھہراتے۔۔۔۔اور ہر طرح خیال رکھتے' عرس مبارک میں خاص طور پر فرمائش کر کے آپ سے تقریر کرواتے اور بہت خوش ہوتے بعد میں خصوصی خلوتوں اور اکرامات سے نوازتے۔

خانقاہ برکاتیہ میں معمول ہے کہ جب سجادہ نشین کا وصال ہوتا ہے تو عرس چہلم کے موقعہ پر جب خانقاہی جانشین کی دستار بندی ہوتی ہے' تو اس موقعہ پر خانقاہ کے باہر سے بھی ایک فرد کی دستار بندی کی جاتی ہے چنانچہ جب حضور تاج العلماء کے وصال شریف کے بعد حضور احسن العلماء کی دستار بندی ہوئی' تو آپ نے دوسری' دستار کیلیے اپنے استاد محترم خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں کو ہی منتخب فرمایا۔۔۔۔

جب خلیل العلماء کے وصال کے بعد' آپ ۱۹۸۶ء میں پاکستان تشریف لائے تو دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد میں جلوہ فرمایا اور وہاں استقبالیہ میں شرکت فرمائی دوران تقریر آپ بار بار ''میرے استاد' میرے استاد'' کہہ کر آبدیدہ ہو جاتے۔۔۔۔۔ بہت دیر تک آپ حضرت خلیل العلماء کا تذکرہ فرماتے رہے۔۔۔۔

فقیر راقم الحروف جب ۱۹۸۹ء میں' مارہرہ شریف، حاضر ہوا' تو آپ نے دوران گفتگو' اپنے زمانہ طالب علمی کی بہت سی باتیں' اور بار بار حضرت والدی خلیل العلماء کا تذکرہ فرمایا' آج کل کے واعظین پر گفتگو ہونے لگی تو آپ نے فرمایا۔۔۔۔۔ ''میاں' ہمارے استاد' آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے۔۔۔۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا --- پڑھے لکھے کو فارسی کیا

یعنی علماء کا علم تو خود زبان سے بولتا ہے'' فرمایا آج کل عبارت پڑھنے میں لوگ اعراب ظاہر نہیں کرتے جبکہ اعراب ظاہر کرنے سے ہی علم کا ظہور ہوتا ہے' سننے والا جب سنتا ہے کہ قاری نے مثلاً ''زید'' کی دال پر پیش پڑھا ہے تو وہ جانتا ہے کہ یہ فاعل بن رہا ہے اور جب زبر پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ مفعول ہو رہا ہے اور جب زیر پڑھا تو پتہ چلا کہ یہ مجرور ہے ۔۔۔۔۔ اور جب دال پر سکون پڑھا' تو سننے والا سمجھ گیا کہ قاری کا علم کتنا ہے؟

خلیل العلماء کی احسن العلماء سے محبت

حضرت خلیل العلماء بھی حضور احسن العلماء سید حسن میاں صاحب سے بے حد محبت

فرماتے تھے جب بھی ملاقات ہوتی تو آپ حضرت کے ہاتھ چوم لیتے تھے فرماتے تھے کہ میں حضرت حسن میاں صاحب کو اپنے استاد محترم اور مرشد گرامی حضرت تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ دیکھتا ہوں اور ان کے چہرے میں مرشد نظر آتے ہیں، چنانچہ ایک مرتبہ عرس قاسمی میں آپ نے مدح مرشد میں ایک منقبت پڑھی اس میں ایک شعر یہ تھا۔

میرے حسن کو میری نگاہوں سے دیکھئے　　تصویر خدوخال محمد میاں کی ہے

حضرت احسن العلماء کی شادی میں، خلیل العلماء نے سہرا پڑھا جو نہایت مقبول ہوا آپ نے سہرے کا تاریخی عنوان نکالا جو ''جشن شادی راحت'' سے ۱۳۶۸ھ نکلتا ہے حضرت احسن العلماء کو اس سہرے کے بہت سے اشعار زبانی یاد تھے جو آپ نے فقیر راقم الحروف کو سنائے، ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

اللہ غنی کیا خوب ہے یہ پاکیزہ طبیعت سہرے کی
تحمید الٰہ تجید نبی دیرینہ ہے عادت سہرے کی
کس ناز و ادا سے اترا کر، چمٹا ہے کلیجہ سے جا کر
بندھتے ہی جبین نوشہ پر، کیا کھل گئی قسمت سہرے کی
یہ بزم فلک کے سیارے، یہ اختر و انجم مہ پارے
ٹوٹے ہیں عقیدت کے مارے، کرنے کو زیارت سہرے کی
اے شاہ مدینہ شاہ زمن، از بہر حسین از بہر حسن
شاداں رہے یہ دولہا دولہن دن دونی ہو عزت سہرے کی
اے طبع خلیل فیض رقم، یہ جوش بیاں یہ زور قلم
کھائے گی تیری شوخی کی قسم، تا عمر لطافت سہرے کی

یہ پورا سہرا ''جمال خلیل'' میں چھپ چکا ہے حضرت خلیل العلماء نے اس موقعہ پر ایک قطعہ بھی فرمایا اس کے دو شعر ہیں:

چھائیں رحمت کی گھٹائیں میں وہ سہرا کہہ دوں
بدلیاں جھومتی آئیں میں وہ سہرا کہہ دوں
عرش تک نعت محمد کے ترانے گونجیں
حوریں فردوس میں گائیں میں وہ سہرا کہہ دوں

آپ کا علم اور عادات مبارکہ

حضرت احسن العلماء نہایت خلیق، ملنسار اور محبت فرمانے والے ہر دلعزیز، محبوب تھے۔۔۔۔کسی سے گفتگو فرماتے تو نہایت نرمی سے اور آہستہ آہستہ پھر اس سے پوچھتے کہ میری بات سمجھ گئے یا نہیں، اگر جواب نفی میں ملتا تو دوبارہ سمجھاتے۔۔۔۔۔کبھی کسی پر سختی نہ فرماتے اور نہ کسی کو ڈانٹتے اگر کبھی کوئی شخص، آپ سے کسی کی ذات میں کسی شرعی کمی کے بارے میں بات کرتا تو بھی آپ اس شخص سے ملنے پر کچھ نہ کہتے بلکہ اس کی بہتری کی دعا فرماتے۔ بسا اوقات لوگ آ کر بتاتے تھے کہ "میاں" فلاں شخص نے آپ کے بارے میں یہ بُرے کلمات کہے ہیں، ہم ان کو جواب دیں.....؟ آپ فرماتے "نہیں، صبر کرو، واللہ عزیز ذوانتقام، اللہ غالب انتقام لینے والا ہے" وہ حاسد چند دن بعد خود ہی ٹھنڈا پڑ جاتا اور حضرت کے سامنے آنے کی تاب نہ لاتا۔۔۔۔۔

آپ اتنے ذی علم تھے کہ ہر جملے سے علم کے موتی برستے اور فہم کے جواہر بکھیرتے تھے۔۔۔۔ایک مرتبہ فقیر سے فرمایا "میاں، دہریے، جو اللہ کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور لاَ الٰہ" یعنی کوئی خدا نہیں کا عقیدہ رکھتے ہیں، ان کا قول "لا" (نہیں) میں بھی، خدا کے وجود کا اقرار ہے، کہ وہ ہے، جب ہی تو یہ انکار کر رہے ہیں، اگر نہیں ہے تو انکار کس کا کر رہے ہیں، تو خدا کا وجود ان کے قول "لا" سے ثابت ہے، ان کا نہ ماننا اور بات ہے"

سجادگان مارہرہ شریف کی خصوصیت

مخدوم العلماء عارف باللہ، حضرت علامہ سید محمد علی رضوی قادری حسنی

(رحمۃ اللہ علیہ) نبیرۂ حضرت محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مارہرہ مطہرہ خانقاہ برکاتیہ کے سلسلہ عالیہ کے سجادگان میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس خانقاہ کے تمام سجادہ نشین عالم اور صاحب شریعت ضرور رہے ہیں اور بعض حضرات تو علم ظاہری، علم شریعت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ طبیب جسمانی بھی ہوتے تھے۔۔۔۔۔اور یہ حضرات اپنی ولایت کو اپنے علم ظاہری اور علم طب میں چھپاتے تھے، یعنی لوگ یہی کہیں کہ حکیم ہیں، عالم ہیں، مفتی ہیں، اور ہر شخص ان کے مقام ولایت کو نہ دیکھ سکے، یہ کسر نفسی کی اعلیٰ دلیل ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو سلسلہ اتصال کے ساتھ کسی خانقاہ میں نظر نہیں آتی، بلکہ دیگر خانقاہوں میں اکثریت کے ساتھ بعض سجادگان ایسے نظر آتے ہیں جو علم ظاہری سے آراستہ نہ تھے حالانکہ یہ علم طریقت کی پہلی سیڑھی ہے، لیکن مارہرہ مطہرہ اس ضمن میں نمایاں ہے۔۔۔۔اور یہاں کے سجادہ نشین علم وطب کے بھی اعلیٰ مقام پر فائز نظر آتے ہیں (تقریر بر تعزیتی جلسہ برائے حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ، دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد، ۱۶ ستمبر ۱۹۹۵ء)

عرس قاسمی کے موقع پر، حضور احسن العلماء بذات خود چل کر تمام مہمانوں سے انکے احوال دریافت فرماتے اور ان کے قیام وطعام کا انتظام ملاحظہ فرماتے اور اپنے فرزندگان کو بھی ہدایت فرماتے کہ کوئی مہمان کسی اضطراب وبے چینی کو محسوس نہ کرے، بسا اوقات، آپ بیرون ملک سے آنے والے، اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو دہلی سے لانے کے لیے اپنی ذاتی سواری بھجواتے اور اس طرح ان کی دلجوئی فرماتے تھے حالانکہ مارہرہ شریف اور دہلی کا فاصلہ سڑک کے راستے پانچ گھنٹے کا ہے۔

خطابت وشاعری

آپ عام طور پر نماز فجر اور نماز مغرب کی امامت خانقاہ کی مسجد برکاتی میں فرماتے تھے، لیکن جمعہ کی خطابت آپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا نہ کرتا۔۔۔۔۔۔آپ کے خطیبانہ وعظ اور تقاریر کی سینکڑوں کیسٹس آپ کے مریدوں اور عقیدت مندوں کے پاس موجود ہیں۔۔۔۔۔آپ ایک نہایت خوش آواز نعت خواں بھی تھے۔۔۔۔تلاوت قرآن کا طریقہ

بھی مسحور کن تھا۔۔۔۔۔آواز نہایت بلند اور گرج دار تھی۔۔۔۔۔۔جمال و حسن ظاہری کے ساتھ حسن باطن کے بھی حامل تھے۔۔۔۔۔آپ کی شاعری اور نعت خوانی کے جلوے کیسٹوں میں محفوظ ہیں اپنی ایک نعت میں فرماتے ہیں

از آدم تا بہ ایں دم سب تمہاری ملک میں آقا
ہو تم پیارے ملیک الملک کے اور ہم سب کے افسر ہو
زبانیں پیاس سے جب عرصہ محشر میں ہوں باہر
مجھے بھی اپنے صدقہ میں عطا اک جام کوثر ہو
حسنؔ کی لاج رکھ لینا کرم سے اپنے اے آقا
بروز حشر جب وہ روبروئے رب اکبر ہو

ایک اور جگہ یوں فرماتے ہیں۔۔۔

محمد آبروئے موماں ہیں　　محمد بادشاہ مرسلاں ہیں!
محمد شرح آیات الٰہی　　کتاب رطب و یابس کا بیاں ہیں!

حضرت سرکار بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی جناب میں یوں فریاد رسی کرتے ہیں

واسطہ حسنین کا سن لیجیے
مشکلیں آسان میری کیجیے
آپ کو مولا علی کی ہے قسم
دور کر دیجئے مرے رنج و الم
المدد یا غوث اعظم المدد
المدد یا قطب اکرم المدد
نرغہ اعداء میں ہیں اہل سنن
دور کیجیے ان سے سب اہل فتن

راقم الحروف پر حضرت کا کرم

حاجی محمد عمر قادری برکاتی (جو اس وقت ماشاءاللہ عمر کے بیاسی برس مکمل کر چکے ہیں) خلیفہ حضرت احسن العلماء نے فقیر سے بیان کیا کہ ''میں جب ۱۹۸۵ء میں مارہرہ شریف عرس قاسمی میں حاضر ہوا تو میں نے ایک دن موقعہ پا کر حضرت سے عرض کی کہ پاکستان میں احمد میاں صاحب کو بھی خلافت دے دیجیے' تو حضرت نے فرمایا' کہ حاجی صاحب میں استخارہ کرونگا، گویا اکابر کسی کو نائب بنانے سے پہلے مشورہ خیر طلب کرتے تھے' پھر اہل پا کر نیابت کا حق مرحمت فرماتے تھے' فقیر راقم الحروف بھی والد گرامی خلیل العلماء کے وصال کے بعد پہلی مرتبہ عرس قاسمی میں ان دنوں وہیں حاضر تھا حاجی صاحب نے مجھ سے وہیں اس کا ذکر کر دیا میں نے عرض کیا کہ اس بارے میں' اب آپ کچھ نہ فرمائیں ۔۔۔۔ پھر ہم دونوں ہی پاکستان واپس آگئے اور حضرت نے خلافت کے بارے میں کوئی بات نہ فرمائی ۔۔۔

چھ ماہ بعد مارچ ۱۹۸۶ء میں جب حضرت پاکستان تشریف لائے اور حیدرآباد کا دورہ ہوا تو مغرب کے بعد' درگاہ جیلانیہ میں' ایک محفل کا اہتمام کیا گیا' اسی دن صبح کے وقت میں بعض علماء مشائخ اور بزرگ کارکنان اہلسنت نے مشورہ کیا کہ آج شام کو بعد عشاء جب حضرت درگاہ جیلانیہ سے فارغ ہو کر دارالعلوم میں عشائیہ میں شرکت فرمائیں گے تو حضرت سے عرض کریں گے کہ احمد میاں برکاتی صاحب کو بھی اپنی خلافت مرحمت فرمائیں ۔۔۔۔ لیکن یہ کہنے کا موقعہ نہ آیا اور حضرت احسن العلماء نے درگاہ جیلانیہ میں بھری محفل میں' خطاب کے آغاز پر ہی یہ اعلان فرمایا کہ ''میں آج سے مفتی احمد میاں برکاتی کو خلافت دیتا ہوں اور تمام سلسلوں میں اجازت دیتا ہوں اور تمام اوراد و اشغال کی اجازت دیتا ہوں'' اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ایسا میں نے کسی کی سفارش یا کہنے پر نہیں کیا بلکہ ان کو اس کا اہل جان کر فیصلہ کیا ہے ۔۔۔۔ الحمدللہ!

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت کا اس وقت یہ اعلان کرنا اس وجہ سے تھا کہ کل کوئی مرے نائب سے یہ نہ کہہ سکے' ہم نے آپ کو خلافت دلائی ہے ۔۔۔۔ فقیر تو اس لائق

ہر گز نہیں ہے، تاہم وہ لائق بنا دیں تو کچھ مشکل نہیں ہے۔

فقیر پر خصوصی انعام

۱۹۸۶ء میں حضرت کا پاکستان کا یہ آخری دورہ تھا۔۔۔۔اسی دورہ میں ایک مرتبہ راقم الحروف کراچی حاضر ہوا، رہائش گاہ پر احباب و مریدین کا بڑا اجتماع تھا رات کے دس بجے تھے، حضرت نے بھرے مجمع سے فقیر کو بلایا، اور اپنے کمرہ خاص میں طلب فرمایا، فقیر کو دل میں خیال آیا کہ فقیر سے کچھ غلطی یقیناً ہوئی ہے اس کی اصلاح کی غرض سے تنہائی میں بلایا ہے اس خیال سے بدن پر لرزہ آگیا اور دل بے قابو ہونے لگا جب کمرے میں داخل ہوا تو حضرت مسہری پر تشریف فرما تھے فرمایا دروازہ بند کر کے کنڈی لگا دیجیے اور میرے پاس بیٹھیں، فقیر نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے چٹخنی لگائی اور حضرت کے قدموں میں بیٹھ گیا، آپ نے اپنے تکیے کے نیچے سے اپنا بیگ نکالا اور اس میں سے ایک خطیر رقم فقیر کو عطا فرمائی۔۔۔اور فرمایا "یہ آپ کا وظیفہ ہے آپ سے پہلے آپ کے والد کو ملتا تھا، اب آپ کو ملا کرے گا۔

یہ پیر خانہ کا تحفہ ہے جو مقرر ہے، اس کو رکھ لیں اور بس"، پھر آپ باہر تشریف لائے اور سب لوگوں کو مشرف فرمایا۔

۱۹۸۹ء میں جب راقم الحروف عرس قاسمی میں حاضر ہوا عرس کے پہلے دن ہی شہزادہ سید نجیب میاں سلمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مژدہ سنایا کہ "پاپا حضرت" نے فرمایا ہے، آج آپ کی تقریر ہوگی۔۔۔۔۔میں نے اس مژدہ جانفزہ کو سعادت سمجھا اور خواہش دل میں کی کہ حضرت سنئیں تو مزہ آئے اور اصلاح بھی فرمائیں فقیر کی باری آئی، تقریر شروع کی بیس منٹ بولتا چلا گیا۔۔۔۔۔جب جلسہ گاہ سے باہر آیا" تو شہزادہ سید نجیب میاں نے فرمایا، کہ حضرت نے آپ کی پوری تقریر گھر میں بیٹھ کر سنی، آنکھوں میں آنسو تھے، فرماتے جا رہے تھے "بلکل میرے استاد کا رنگ ہے بلکل وہی طرز ہے" سبحان اللہ اللھم زد فزد۔۔۔۔!

عرس شریف کے اختتام پر آپ نے چاروں شہزادوں کے ذریعہ الگ الگ

انعام بھجوایا۔۔۔۔بلکہ اپنے ہمشیر زادہ ڈاکٹر سید محمد جمال الدین اسلم میاں [1] کے ذریعہ بھی انعام عطا فرمایا۔۔۔۔اور وہ سب اتنی رقم تھی کہ میرے وہاں کے جملہ اخراجات کو کافی رہی۔۔۔۔قربان جائیے ایسے پیر خانے پر کہ جہاں پیر دیتے ہیں لیتے نہیں۔

حضرت کا وصال

علاج کی غرض سے آپ کو دہلی لایا گیا ہسپتال میں رہے۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۔ربیع الآخر بڑی گیارہویں شریف کے دن آپ نے اشاروں میں اپنے وصال کا ظاہراعلان فرمادیا اور نعت خوانی و تلاوت شروع کرادی۔۔۔۔احباب نعتیں سناتے رہے اور آپ خود بھی نعتیں پڑھتے رہے اور بار بار فرماتے "ہم تو پیا کے گھر جا رہے ہیں" آخری تین دن آپ گہرے مراقبہ میں رہے اور عالم کشف میں ہی یہ سلسلہ جاری رہا' جب کبھی اس وجدان سے شعور میں آتے' تو صاحبزادگان سے دریافت فرماتے' ارے میاں آپ حضور تاج العلماء سے ملے۔۔۔؟ سید العلماء سے ملے۔۔؟۔۔۔۔غرضیکہ بارات جمع ہوتی رہی اور جنتی دولہا کو تیار کیا جاتا رہا اسی نعت و تلاوت کے سماں میں آپ نے ۱۱ ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۲۶ھ بروز پیر ہندوستان کے وقت کے مطابق شب ۸ بج کر ۵۰ منٹ پر وصل الٰہی کا جام نوش فرمایا۔۔۔۔یاد رہے کہ ٹھیک اسی وقت پر تاج العلماء قدس سرہ کا وصال ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ کو ہوا تھا۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھا وہ طیب و طاہر گیا

(حضرت رضا بریلوی)

---

(۱) ڈاکٹر سید جمال الدین جامعہ ملیہ دہلی میں تاریخ کی تحقیق کے شعبہ کے سربراہ ہیں اور آج کل حضرت تاج العلماء سید محمد میاں قدس سرہ کے فتاویٰ جو کم ازکم چودہ جلدوں پر مشتمل ہیں کام کر رہے ہیں اور ان کو مبوب و مفصل فرمارہے ہیں اس کے علاوہ کئی کتب تصنیف فرما چکے ہیں اور ان کے تحقیقی مقالے پاک و ہند کے کئی ماہناموں اور مجلوں میں شائع ہو چکے ہیں (فقیر احمد میاں برکاتی)

ایک ماہ قبل وصال کی خبر

مارہرہ شریف سے دہلی آتے ہوئے، سواری میں بہت جھٹکے لگ رہے تھے جس سے آپ کو بظاہر بہت تکلیف ہو رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ مریدین وخدام نے عرض کی کہ حضور کو بہت تکلیف ہو رہی ہے، فرمایا "واپسی میں بلکل تکلیف نہ ہوگی" احباب سمجھے کہ یہ متوقع صحت کی طرف اشارہ ہے، عرض کی انشاء اللہ ۔۔۔۔۔ جب کہ درحقیقت آپ وصال مبارک کی طرف اشارہ فرمارہے تھے، جسکا علم وصال کے بعد ہوا۔

وصال کے بعد حضرت کا جسد اقدس مارہرہ شریف لایا گیا اور دوسرے دن مغرب کے وقت درگاہ شریف برکاتیہ میں اپنے خال محترم حضور تاج العلماء کے بائیں طرف، ان کے حجرے کے باہر دالان میں، اپنے برادر محترم حضور سید العلماء کے پائینی مدفون ہوئے۔

جسم اقدس کی نزاکت

حضرت سید آل رسول حسنین میاں مدظلہ فرماتے ہیں کہ چچا میاں حضرت احسن العلماء کو جب غسل شریف دیا گیا تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سو رہے ہیں، ابھی آنکھیں کھول دیں گے، جسم نہایت تازہ و نازک تھا، جس طرح ہم چاہتے باآسانی خمیدہ کر لیتے ذرا احساس نہ ہو کہ وصال فرما چکے ہیں۔

آخری کلمات

حضرت کے خادم خاص، اکبر بھائی برکاتی بیان کرتے ہیں کہ آخری لمحات میں حضرت کے ہونٹ بدستور مسلسل ہل رہے تھے، اور میں نے واضح طور سنا ورد فرمارہے تھے" یااللہ یارحمن یارحیم" اسی ورد میں آپ کا وصال ہوا۔

بعد وصال مرید کو زیارت

حضرت کے ایک مرید مشتاق ماکڑا، جو کہ کراچی میں رہتے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھے حضرت بہت یاد آئے، تو میں نے سوچا کہ وہی کلمات پڑھوں جو حضرت نے

آخری لمحات میں ورد کیے تھے "یا اللہ یا رحمن یا رحیم" تو میں یہ پڑھتے پڑھتے سو گیا۔۔۔۔۔
خواب میں حضرت کی زیارت ہوئی منظر یوں تھا۔

ایک نہایت حسین محل ہے ایسا کہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اس کے اندر بہت خوبصورت باغ ہے' اس باغ میں ایک بڑا جھولا ہے' جس کی زنجیر سونے یا چاندی کی ہے اور بہت چمک رہی ہے' حضرت اس جھولے پر جھول رہے ہیں' میں اندر داخل ہوا اور خواہش کی کہ کاش حضرت جھولا روک دیں تو میں حضرت کے پیر دباؤں حضرت نے جھولا روک دیا میں نے حضرت کے پیر آہستہ آہستہ دبائے' میرے ساتھ میرا لڑکا بھی تھا اس نے بھی پیر دبائے' تھوڑی دیر بعد حضرت نے فرمایا' اب بس کرو' ہمارا آرام کا وقت ہو گیا' اب آپ جائیے آپ نے بہت اچھے پیر دبائے اور آپ کے بچے نے بہت ہی اچھے پیر دبائے ہیں' پھر آپ نے بچے کو دعا دی' اور ہم دونوں باغ سے باہر نکل آئے دروازہ بند ہو گیا۔۔۔۔ باہر میری بیوی کھڑی تھی' میں نے بتایا کہ حضرت کی زیارت کر کے آیا ہوں۔۔۔۔ تو اس نے کہا کہ مجھے بھی زیارت کرادو' میں نے کہا کہ اب حضرت کا آرام کا وقت ہے' دیکھوں شاید جاگ رہے ہوں' میں دروازے کے قریب گیا' تھوڑی سی جھری تھی' اس سے دیکھا تو حضرت جاگ رہے تھے' آپ نے مجھے دیکھا' پوچھا اب کیا ہے۔۔۔۔؟ میں نے عرض کی' میری بیوی بھی زیارت کرنا چاہتی ہے آپ نے اجازت دی میں بیوی کو لے کر دوبارہ باغ میں گیا' زیارت ہوئی اور پھر آنکھ کھل گئی میں بہت خوش ہوا۔۔۔۔" (یہ خواب فقیر سے حاجی عبدالقادر برکاتی پردیسی نے بیان کیا)۔

خواب میں وصال کی اطلاع

جس شب آپ کا وصال ہوا' راقم الحروف اس دن کوئٹہ (بلوچستان) میں تھا' شب کو خواب میں' ایک بڑی عمارت دیکھی جس میں بے شمار بینچیں اور صوفے لگے ہوئے ہیں اور ان تمام سیٹوں پر بے شمار مرحومین اور موجودین علماء و مشائخ اور عوام اہل سنت بیٹھے ہیں' گویا کسی کا انتظار کر رہے ہیں ان میں سے بعض علماء مرحومین سے فقیر نے ملاقات کی' جو علماء وہاں

محسوس ہوئے ان میں علامہ مفتی وقار الدین قادری قدس سرہ' علامہ عبد المصطفیٰ ازھری قدس سرہ' مفتی سید شجاعت علی قادری قدس سرہ اور بہت سے تھے' وہیں محفل میں حضرت کا تذکرہ ہوا۔۔۔۔جب حضرت کا نام لیا تو بے ساختہ زبان سے حضرت سید حسن میاں رحمۃ اللہ علیہ نکلا' میری آنکھ کھلی' تو میں نے قصداً آپ کا نام لے کر جاگتے میں دامت برکاتہم العالیہ کہا کچھ دیر بعد ہی اخبار میں آپ کے وصال کی خبر پڑھی''

وصال کے بعد مشکل کشائی

آپ کے وصال کی خبر سب سے پہلے کراچی پہنچی' تو آپ کے چند مریدوں' برکاتی احباب نے مارہرہ شریف کا رخت سفر باندھا۔۔۔۔علی الصبح' اسلام آباد روانہ ہو گئے۔۔۔۔ انڈیا ویزا آفس پہنچے انہوں نے ویزا دینے سے انکار کر دیا اور کہا مروجہ طریقے کے سوا ہم ویزا نہیں دے سکتے۔۔۔۔لیکن چند ہی لمحوں بعد خود بلایا فارم جمع کیے اور صرف دو گھنٹے بعد خلاف توقع اور خلاف مزاج اور خلاف قانون عام' خصوصی اختیارات سے ویزا جاری کر دیا اس طرح یہ پانچ حضرات حضرت کی کرامت سے ناممکن کو ممکن کرتے ہوئے شام پانچ بجے دہلی پہنچ گئے یہ ناقابل یقین حد تک مشکل تھارات کو پونے گیارہ بجے یہ احباب مارہرہ شریف پہنچ گئے معلوم ہوا تدفین ہو چکی ہے' تاہم ابھی قبر انور کی پہلی تازگی موجود تھی اسی سے آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔۔۔۔یہ حضرت کی واضح کرامت ہے کہ صرف چوبیس گھنٹوں میں بغیر کسی انتظام کے اپنے پاس بلوالیا اور اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اہل اللہ کا تصرف وصال کے بعد بڑھ جاتا ہے۔

آپ کی تصانیف

حضور احسن العلماء نے چند کتب و رسائل بھی تالیف فرمائے ہیں.....

(۱) مدائح مرشد' اس کتاب میں آپ نے اولیاء خانقاہ برکاتیہ کے حضور مختلف شعراء کے نذرانے جمع فرمائے ہیں۔

(۲) دوائے دل' احسن العلماء نے یہ رسالہ تالیف فرمایا' حضور سید العلماء نے اس

میں چار چاند لگائے اور حضور تاج العلماء کی سرپرستی میں پہلی مرتبہ یہ رسالہ مارہرہ مطہرہ کی سرزمین سے نکلنے والے ماہنامہ ''اہل سنت کی آواز'' جلد سوم حصہ ہفتم میں ۱۳۷۲ھ میں طبع ہوا۔ دوسری مرتبہ یہ کتاب مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد سندھ نے بڑی آب وتاب کے ساتھ سنہ ۱۹۹۰ء میں شائع کی راقم الحروف نے اس پر پیش لفظ تحریر کیا۔

یہ کتاب ان تمام مریضان قلب کے لیے علاج ہے جن کے دل بدعقیدگی اور گمراہی کی بیماری میں مبتلا ہیں اس کتاب کو پڑھ کر نہ صرف یہ کہ روحانی بیماریوں کو شفائے ایمان حاصل ہوتی ہے بلکہ خوش عقیدہ مومنوں کے ایمان میں بھی مزید پختگی آتی ہے اور اس میں چار چاند لگتے ہیں حضرت مولف نے گیارہ آیات قرآنیہ، بائیس (۲۲) احادیث نبویہ اور بہت سے اقوال فقہاء دائمہ واولیاء سے مندرجہ ذیل مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مشکل کشا ہیں۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رزق کے تقسیم فرمانے والے ہیں۔

۳۔ نماز غوثیہ سے حاجتیں پوری ہوتیں ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کو ''یاغوث'' کہہ کر پکارنا جائز ہے۔

۵۔ ایک مشت سے کم داڑھی رکھنے والے کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ نمبر ۵ چوں کہ مشہور ومعروف ہے اس لیے حضرت مصنف نے اس مسئلہ میں صرف جواب پر اکتفاء فرمایا ہے اور دلائل کے لیے دوسرے رسائل کو کافی سمجھا ہے۔

فقیر کی نظر سے یہ رسالہ پہلی مرتبہ اس وقت گزرا جب میں، اپنے محترم بزرگ حاجی محمد عمر قادری قاسمی کے دئیے ہوئے پرانے تحائف میں سے ''اہلسنت کی آواز'' کا مطالعہ کر رہا تھا، ان رسائل میں سے فقیر نے بہت سے موتی چنے ہیں اور کئی کتابیں ان سے نکالیں ہیں کچھ ابھی زیر ترتیب ہیں اور کچھ زیر طبع! رسالہ ہذا ''اہل سنت کی آواز میں بتیس صفحات پر مشتمل ہے اس کو عوام کے لیے بہت مفید پایا تو دل چاہا کہ یہ خزینہ رحمت پھر مطلع انوار بنے قدیم نسخہ میں عربی عبارات کا ترجمہ اکثر مقامات پر موجود تھا، فارسی ترجمہ کہیں بھی نہ تھا فقیر نے افادہ

عام کی غرض سے فارسی عبارات کا بھی ترجمہ اردو میں کر دیا نیز بعض مقامات پر اصل کتاب میں کچھ کلمات کو مشکل سمجھا تو انکے معانی بھی حاشیہ میں لکھ دئے تا کہ کتاب نہایت سہل اور آسان ہو جائے۔جس زمانہ میں، یہ کتاب لکھی گئی اس وقت فارسی بولنا لکھنا پڑھنا عوام کا مشغلہ تھا' اب تو خواص بھی اس زبان سے نا آشنا ہوتے جا رہے ہیں اس لیے فقیر نے مناسب سمجھا کہ فارسی کا ترجمہ کر دیا جائے۔(۳) ☆ اسکے علاوہ چند اور رسائل ہیں جن میں سے بعض ''اہل سنت کی آواز'' کے مختلف شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔اور آج بھی سلسلہ برکاتیہ کے محققین' دینی و مذہبی و تدقیق میں مصروف اور سرگرم عمل ہیں اس وقت جن فرزندان خانقاہ کے ذریعہ یہ سلسلہ تالیف وتصنیف جاری ہے ان میں۔۔۔

(۱) ڈاکٹر سید محمد امین (علیگ) مدظلہ فرزند اکبر احسن العلماء' (آپ کی کتاب حیات شاہ برکت اللہ' ترجمہ سراج العوارف' ترجمہ چہارم انواع اور ترجمہ' آداب السالکین پاکستان میں بھی طبع ہو چکی ہیں)۔(۲) حضرت سید آل رسول حسنین میاں مدظلہ۔(۳) ڈاکٹر سید محمد جمال الدین اسلم میاں مدظلہ شامل ہیں۔

مریدین وخلفاء

آپ کے خلفاء میں اہل علم کی تعداد زیادہ ہے آپ نے اپنے چاروں صاحبزادوں کو بھی خلافت عطا فرمائی۔۔۔۔آپ کے مریدین ہزار ہا ہزار ہیں صرف حیدر آباد کراچی میں ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کے پانچ ہزار سے زائد مرید ہیں۔

☆ اہل سنت کی آواز، ہندوستان کا وہ مشہور ماہنامہ ہے، جسکو الحمد للہ میرے مرشد گرامی۔۔۔۔ السید الشاہ۔۔۔۔۔اولاد رسول۔۔۔۔مفتی سید محمد میاں قادری آل رسولی قدس سرہ العزیز نے مارہرہ کی سر زمین سے جاری فرمایا اور مسلسل کئی سال تک یہ رسالہ جاری رہا' پھر حالات نے کروٹ بدلی اور یہ ماہنامہ بھی جاری نہ رہ سکا تاہم تصنیف و تالیف کا سلسلہ جو مارہرہ مطہرہ سے سلسلہ برکاتیہ کے امام' صاحب البرکات و النجات سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا، آج بھی جاری ہے۔اور اب یہ ماہنامہ بھی سالانہ کی شکل میں حضور امین ملت کی سرپرستی میں پھر کام شروع کر چکا ہے۔

پاک و ہند کے علاوہ آپ کے مریدین سری لنکا' بنگلہ دیش' نیپال' جاپان' امریکہ' ساؤتھ افریقہ اور بہت سے افریقی ممالک میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں ہندوستان میں تعداد شمار سے باہر ہے۔

اولاد واحفاد

آپ کی شادی ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۹ء میں سیتا پور میں ہوئی اولاد میں بحمد اللہ و بفضلہ چار بے صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔

(۱) ڈاکٹر سید امین' زید مجدھم (علیگ) آگرہ میں ایک کالج میں لیکچرر رہے' آپ کے دو صاحبزادے سید محمد امان میاں اور سید محمد عثمان اور ایک صاحبزادی سیدہ ایمن سلمھم اللہ ہیں۔

(۲) سید محمد اشرف ایک سرکاری منصب پر فائز ہیں آپ کے دو صاحبزادے بنیل اشرف اور سید ناظم ہیں ایک صاحبزادی ہیں سلمھم اللہ۔

(۳) سید محمد افضل ایک سرکاری منصب پر فائز ہیں ۔آپ کے ایک صاحبزادے سید برکات سلمہ ہیں۔

(۴) سید محمد نجیب زید کرمہ نومبر ۱۹۹۴ء میں آپ کی شادی ہوئی، حضرت احسن العلماء کی ظاہری حیات میں ہی آپ نے خانقاہ کا انتظام سمجھ لیا تھا اس وقت آپ ہی جملہ امور کی نگرانی فرماتے ہیں ۔آپ کے دو صاحبزادے سید حسن حیدر اور سید محمد محسن اور ایک صاحبزادی سیدہ عارفہ سلمھم اللہ ہیں۔

(۵) سیدہ ثمینہ صاحبہ سلمہا' ان کی شادی خاندان میں ہی ہوئی ہے ایک صاحبزادے سید شہاب اور ایک صاحبزادی سلمہا ہیں۔

منقبت بہ حضور احسن العلماء علامہ سید حسن میاں قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ

از احمد میاں حافظ البرکاتی (مرتب رسالہ ہذا)

صبر و رضا و صدق کے پیکر حسن میاں
نوری میاں کے نور کے مظہر حسن میاں

ایسا کرم ہے آپ کا سب پر حسن میاں — ہے پُر سکون ہر دل مضطر حسن میاں
وہ جس میں آب اُسوہ خیر البشر کی ہے — اک ایسا آئینہ ہیں سراسر حسن میاں
نور نگاہ زہرا ہیں لخت دل علی — آل علی و آل پیمبر حسن میاں
اولاد باب علم ہیں اور آل شہر علم — ہیں علم و آگہی کا سمندر حسن میاں
ان کی مہک سے سارا چمن عطر بیز ہے — ہیں باغ قادری کے گل تر حسن میاں
ہیں چرخ معرفت کے وہ رخشندہ آفتاب — شاہ جی میاں کا ناز ہیں حیدر حسن میاں
واللہ فخر و ناز محمد میاں ہیں وہ — ہیں آل مصطفی کے جو دلبر حسن میاں
مارہرہ و بریلی کا ہر ایک ماہتاب — ہے آپ کی ضیاء سے منور حسن میاں
بس اک نگاہ لطف سے مٹتی ہے تشنگی — ہیں تشنگان شوق کے محور حسن میاں
جس نے ہمیں کیا غم دوراں سے بے نیاز — ہے وہ نگاہ لطف مکرر حسن میاں
منزل کی مشکلات کا کیوں مجھ کو خوف ہو — ہر گام پر ہیں جب میرے رہبر حسن میاں
دنیا کی ہر بلا سے وہ مامون ہو گیا — جو آگیا ہے آپ کے در پر حسن میاں
وہ گردش زمانہ سے گھبرائے کس لیے — حامی ہوں جس کے مصطفی حیدر حسن میاں
مفتی خلیل آپ کے جلووں کا آئینہ — اور آپ ان کے علم کا مظہر حسن میاں
اس خارزار ہستی میں ہر اک مقام پر — ہیں گل بداماں آپ کے چاکر حسن میاں
نظمی میاں کے حسن میں حسن حُسن کے ساتھ — شامل ہے حسن و شان برادر حسن میاں
بے شک امین و اشرف و افضل نجیب ہیں — ہیں یہ جو آپ کے مہ و اختر حسن میاں

میں نے جہاں بھی جب بھی پکارا ہے آپ کو کی دست گیری ہے وہیں آ کر حسن میاں
بخشا ہے آپ نے جو امین و نجیب کو مجھ کو بھی ہو عطا وہی ساغر حسن میاں

حافظؔ مزا تو جب ہے کہ یوں ہو بسر حیات
دل میں حسن میاں ہوں تو لب پر حسن میاں

آپ کی وصیت

وصال سے چند لمحے پیشتر، حضرت احسن العلماء نے وصیت فرمائی ''آپ پانچوں بھائی ہمیشہ مل کر رہیں اور جملہ امور باہم مشورے سے انجام دیں مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ قایم رہیں اور کسی مسلمان کے آنے پر ہرگز ملول نہ ہوں مہمان نیک بختوں کے ہاں ہی آتے ہیں پانچوں بھائی سے مراد، آپ کے برادرزادے، سید آل رسول حسنین میاں شہزادہ سید العلماء رحمۃ اللہ علیہ ہیں ۔۔۔۔۔۔جن کی اولاد میں تین صاجزادے، سید سبطین حیدر، سید صفی حیدر، اور سید ذو الفقار حیدر ہیں ۔

آپ کے ملفوظات

(۱) ''جو خدا خدا پکارے اپنے گھمنڈ میں پڑا بھاری موحد، خدا پرست شناس بنے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی و فرمانبرداری سے منہ موڑے، وہ ہرگز سچی ابدی کامیابی و فلاح نہیں پاسکتا اس نے درحقیقت خود خدا کی بھی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کی، اللہ ہی کو نہیں پہنچانا'' (ملفوظات مشائخ مارہرہ، ص ۱۳۶)

(۲) آج مسلمانوں کو سارے جہاں میں جن سخت مصیبتوں، تباہیوں، بربادیوں اور آفتوں کا سامنا ہے، ان کی دفع کا واحد یقینی ذریعہ صبر و تقویٰ ہے ۔ (ملفوظات ص ۱۳۸)

(۳) نافرمانوں اور سرکشوں نے نفس اور شیطان کے ورغلانے سے ربانی حقانی اصول کے مقابل اپنی جھوٹی عقل سے کچھ اصول گڑھ لیے اور ان پر عمل کیا آخرت میں تو جو سزا اس کی وہ نافرمان پائیں گے، پائیں گے ہی ۔۔۔۔۔۔مگر اس دنیا میں بھی جو سزا نہیں ملی ارباب سیر و تواریخ اس سے ناواقف نہیں، (ملفوظات مشائخ مارہرہ، ص ۱۴۳)

(۴) تمہارے لیے تمہارے بغدادی آقا، جیلانی دولہا، غوث اعظم، قطب عالم، پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک زندگی میں اچھی پیروی ہے (ملفوظات ص ۱۵۴)

(۵) تم صبر وتقویٰ کو اپنا دستور العمل بناؤ، ظاہر و باطن، قول وعمل میں شریعت مطہرہ اسلامیہ کی حتی الوسع کامل پابندی کرو، اللہ ورسول کے ہو جاؤ اسی میں حقیقی کامیابی اور یہی سچی راہِ نجات ہے۔ (ملفوظات ص ۱۵۴)

مریدین ومتوسلین کو وصیت

اس پیارے آقا کے سچے غلام، تمہارے حقانی علمائے کرام اہل سنت. نائبان مصطفی علیہ التحیہ والثناء، تمہارے سچے رہبر و رہنما ہیں تم ان ہی نائبان مصطفیٰ کا دامن تھام لو اور ان تمام بے دینوں بدمذہبوں سے جو کہ اللہ کو جھوٹا بتانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مر کر مٹی میں مل جانے والا، کہنے والے، علم غیب سرکار کا انکار کرنے والے، حضور کے علم غیب کو جانوروں سوٗر اور کتے وغیرہ اور پاگل اور مجنوں کے علم سے مشابہت دینے والے اولیاء کرام کے مزارات پر اخذ فیوض و برکات کے لیے جو (بندگان خدا وسنی مسلمان) حاضر ہوں انہیں ابو جہل کے برابر مشرک کہنے والے، نیاز فاتحہ، سوم چہلم پھول، سہرا، سب کو شرک و بدعت ٹھہرانے والے، حسین بخش، احمد بخش، پیر بخش نام والے پر شرک و بدعت کا الزام لگانے والے، گستاخ و بے ادب، ہوں یا قرآن عظیم کو ناقص ماننے والے، حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی شان میں تبرا بکنے والے رافضی ہوں، یا ختم نبوت کا انکار کر کے خود اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرنے والے، حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علی نبینا وعلیہ السلام، اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم بتول کی شان میں گستاخیاں کرنے والے، قادیانی، بابی، بہائیہوں یا جنت و دوزخ، وحی و رسالت، ملائکہ و جن، سب کا انکار و تکذیب کرنے والے دہریئے ہوں، یا حضور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے ائمہ اہل بیت اطہار کو گالیاں دینے والے، خوارج ہوں، کلی طور پر دور رہو اور اسی میں نجات ہے" (ملفوظات ص ۱۵۲)۔

وارث پنجتن

حضرت سید شاہ یحییٰ

حسن میاں قادری اچھے صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۰ ربیع الآخر ۱۳۴۴ھ ۷ نومبر ۱۹۲۵ء

۱۸ شعبان ۱۴۳۳ھ ۲۱ جولائی ۲۰۱۲ء

وارث پنجتن حضرت سید شاہ محمد یحییٰ حسن میاں عرف اچھے صاحب علیہ الرحمۃ کی ولادت ۲۰، ربیع الآخر ۱۳۴۴ھ/ ۷ نومبر ۱۹۲۵ء کو مارہرہ شریف میں ہوئی۔ آپ سید مسعود حسن صاحب کے صاحبزادے تھے جو حضرت سید شاہ اولادرسول صاحب کے پوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں (خاص طور سے حضرت تاج العلما) سے حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تشریف لے گئے اور وہاں سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ ایک زمانے تک وہ مارہرہ میں رہے اور اپنے چچا حضرت سید شاہ اولاد نبی چھما میاں علیہ الرحمہ کے ساتھ عرس نوری کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔

حضرت یحییٰ میاں صاحب ایک عرصے تک گوشہ نشین رہے پھر سن ۱۹۸۷ء میں اپنے چچا جان کے وصال کے بعد مارہرہ شریف اپنے گھر واپس لوٹ کر سجادہ نشینی کے منصب پر فائز ہوئے اور عرس نوری کو باقاعدہ اسی شان وشوکت سے شروع فرمایا۔ مارہرہ شریف تشریف لا کر ایک دن وارث پنجتن نے حضور احسن العلماء سے عرض کیا کہ مجھے اپنا چھوٹا بیٹا نجیب دے دو۔ حضرت نے فرمایا کہ چاروں بیٹے آپ کے ہیں آپ نجیب میاں کر لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیے۔ وصال سے کچھ سال پہلے حضرت وارث پنجتن نے حضرت رفیق ملت کو اپنا وارث وجانشین مقرر کر کے ان کی سجادہ نشینی کا اعلان فرمایا، ولی عہدی کی دستار باندھی۔ خرقہ پوشی کے دن اپنے ہمراہ درگاہ معلی گدی کے جلوس میں رفیق ملت کو لے کر گئے۔

حضرت یحییٰ میاں صاحب بڑے عقل منداور سخاوت کے پیکر تھے، گفتگو کے فن میں ماہر جس محفل میں موجود ہوتے بس وہی وہ نظر آتے تھے۔ اعلیٰ درجے کی خاطرداری کرنے والے، چھوٹا ہو یا بڑا سب کے ساتھ ایک سا سلوک، ان کا دسترخوان ان کے دل کی طرح بڑا تھا۔ ایک مرتبہ علی گڑھ یونیورسٹی میں ایک جلسے میں تشریف لائے اور بڑی ہی معلوماتی اورشاندار تقریر فرمائی۔ قومی، سیاسی، سماجی معاملات میں بھی آپ گہری نگاہ رکھتے

تھے۔ World Islamic Mission کے chariman رہتے ہوئے ملت اسلامیہ کے لیے اپنی قیمتی اور مخلص خدمات انجام دیں۔ بابری مسجد کے معاملے پر خود پیش قدمی کرتے ہوئے وہاں دورہ کیا اور حکومت کو بہت بیباکی سے اپنی رائے کے بارے میں بتایا کہ بابری مسجد اس وقت محفوظ نہیں ہے جس سے ملت اسلامیہ کو راحت وحوصلہ اور اپنی روحانی قیادت پر بہت بھروسہ بھی ہوا۔ وارث پنجتن خانقاہ برکاتیہ کی تمام روایتوں کے امین اور بزرگوں کے واقعات کے حافظ تھے۔ فقیرانہ مزاج کی وجہ سے عوام میں ان کی مقبولیت کا عالم نرالا تھا جس کا اندازہ ان کے جنازے کے مجمع کو دیکھ کر ہوا۔ حضرت وارث پنجتن خوبصورت، حسین، پرُ نور چہرے کے مالک تھے۔ جب وہ عمامہ شریف باندھ کر نکلتے تھے تو بزرگوں کی یادگار لگتے تھے۔

حضرت سید یحییٰ میاں قدس سرہ نے امریکہ اور یورپ کے دورے بھی کیے ور خانقاہ برکاتیہ کے پیغام کو عام کیا۔ بہت کم غذا کھاتے مگر مہمان کے سامنے خود کھڑے ہو کر خوب طرح طرح کے کھانے کھلاتے تھے۔ اگر آدھی رات کو بھی مہمان آ گیا تو خادموں کو ہدایت ہوتی کہ کھانا پہلے دو۔

انکو اپنے دوست حبیب انور زبیری صاحب سے دلی لگاؤ تھا اور زبیری صاحب بھی وارث پنجتن کی محبت میں ہر سال مارہرہ تشریف لاتے انہی کے پاس ٹھہرتے۔

وارث پنجتن کا وصال ۱۸/ شعبان ۲۱/ ۱۴۳۳/ جالائی ۲۰۱۲ء جمعرات کے دن دہلی میں علاج کے دوران ہوا۔ جنازہ مارہرہ لایا گیا، ایک بڑی مجمع نے حضرت امین ملت کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی اور پھر درگاہ برکاتیہ میں حضرت چھمامیاں کے روضے میں وارث پنجتن کو سپرد مزار کیا گیا۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کا جنازہ سب سے پہلے ان کے چاروں بھتیجے اٹھائیں لہٰذا حضرت امین ملت، شرف ملت، رفیق ملت، اور افضل میاں صاحب ان کو اپنے کاندھے پر گھر سے خانقاہ شریف تک لائے پھر مجمع کے حوالے کیا۔ وارث پنجتن کے چہلم کے دن علماء مشائخ کی موجودگی میں حضرت رفیق ملت کو ان کی جگہ مسند سجادگی پر رونق

افروز کیا گیا۔اب مسند نوریہ پر حضرت رفیق ملت سرکار نوری کے فیضان کو عام کر رہے ہیں۔

آپ کے خلفائے میں ان اہم شخصیات کے نام درج کیے جاتے ہیں:

حضرت شرف ملت سید محمد اشرف قادری، حضرت رفیق ملت سید نجیب حیدر نوری، حضرت ڈاکٹر سید شاہد علی نوشاہی صاحب سجادہ نشین جنیٹہ شریف، حضرت مولانا سید عبدالرب، جناب خواجہ احتشام الدین قادری، شہید بغداد حضرت مولانا اُسید الحق قادری صاحب قدس سرہ بدایوں شریف۔ (تذکرہ مشائخ مارہرہ، از احمد مجتبیٰ)

فقیر راقم الحروف مرتب کتاب ھذا، احمد میاں برکاتی نے، حضرت سید یحییٰ میاں علیہ الرحمہ کو پہلی مرتب خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں دیکھا۔۔۔عرس قاسمی کا موقعہ تھا۔۔فقیر حاضر عرس ہوا تھا، حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ اور حضرت سید نجیب میاں زید مجدہٗ سے اجازت لیکر برکاتی مسجد سے دائیں طرف۔۔۔سید یحییٰ میاں کی رہائش تھی، وہاں حاضر ہوا۔۔۔ حضرت کی زیارت کی ہوئی، اپنا تعارف کرایا کہ حضرت خلیل العلماء کا بڑا بیٹا ہوں، حضرت گھر کے اندر لے گئے اور بہت زیادہ خوش ہوئے۔۔۔۔کچھ برکات کی زیارت کرائی ان میں یک مُہر بھی تھی جسکے لیے بتایا مہر حضرت سیدی ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے ۔۔۔آپ نے فرمایا یہ مہر نیلم پتھر پر ہے اور، قیمت کے لحاظ سے یہ پتھر جس کا سائز تقریباً ڈیڑھ انچ لمبا، اور ڈیڑھ انچ چوڑا تھا۔فرمایا کہ یہ پتھر اس وقت نو لاکھ روپے کا ہے، آپ نے از ارہ تلطف وہ مہر میرے ہاتھ پر لگائی۔اس موقع پر آپ نے چند قلمی تحریروں کی زیارت بھی کرائی۔ان میں سے ایک رسالہ سیدی اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی رسالہ مطبوعہ کی نقل بھی تھی۔

فقیر نے حضرت یحییٰ میاں صاحب کو دعوت دی کہ وہ جب بھی پاکستان تشریف لائیں، ہمارا غریب خانہ حاضر ہے۔۔۔۔۔کچھ عرصہ بعد حضرت حیدر آباد تشریف لائے تو چوڑی پاڑہ حیدر آباد میں قیام فرمایا۔اس آبادی میں مارہرہ مطہرہ کے کافی لوگ رہائش پذیر ہیں ۔۔۔آپ نے اپنے اس دورے میں حیدر آباد کے دینی مدارس کا معائنہ فرمایا اور اپنے قدم

سے شرف بخشا۔۔۔اس دورہ میں کافی احباب آپ کے توسل سے سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے۔۔۔۔گزشتہ سال ۲۰۱۶ میں جب فقیر، دربار احسن البرکات، ماریشس حاضر ہوا۔وہاں کافی احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔۔ایک نوجوان بھی ملے، جو حضرت یحییٰ میاں صاحب سے بیعت ہیں۔۔۔فقیر ان کے گھر بھی حاضر ہوا۔الحمدللہ تعالیٰ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کا فیض بہت تیزی سے دنیا میں پھیلا ہے۔۔۔یحییٰ میاں صاحب بھی اسی سلسلے کے فروغ میں کوشاں نظر آئے۔۔۔۔اللہ تعالیٰ جملہ مشائخ کرام کی برکات سے ہم سب کو سرفراز فرمائے۔(آمین)

(احمد میاں برکاتی)

کتابیات

اس مضمون کی تیاری میں، درج ذیل کتب و رسائل سے مدد لی گئی۔

۱۔اہلسنت کی آواز: اولادرسول سید محمد میاں حضرت، مارہرہ مطہرہ،
۲۔دوائے دل: احسن العلماء سید حسن میاں برکاتی، برکاتی پبلشرز (کراچی ۱۹۹۰ء)
۳۔مصطفی سے مصطفی، آل رسول سید حسنین میاں برکاتی نوری، برکاتی پبلشرز (کراچی، دسمبر ۱۹۸۸ء)
۴۔ملفوظات مشائخ مارہرہ، احمد میاں برکاتی، مفتی، برکاتی پبلشرز (کراچی مارچ ۸۷ء)
۵۔اصح التواریخ، اولادرسول سید محمد میاں حضرت، برکاتی پبلشرز (کراچی ۸۸ء)
۶۔مجلہ تقریب آرائش، مدیر، محمد حنیف اللہ والا، برکاتی فاؤنڈیشن (کراچی ستمبر ۱۹۹۵ء)
۷۔جمال خلیل احمد میاں برکاتی، مفتی، مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ (حیدرآباد جون ۹۵ء)
۸۔مفتی اعظم سندھ احمد میاں برکاتی، مفتی، مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ (حیدرآباد، جولائی ۸۵ء)
۹۔ترجمان اہل سنت کراچی ماہنامہ مدیر جمیل احمد نعیمی ماہ اگست ستمبر ۱۹۷۵ء

حضرت علامہ سید آل رسول

حسنین میاں نظمی مارہروی علیہ الرحمہ

۶ رمضان ۱۳۴۵ھ ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۴ء

محرم الحرام ۱۴۳۵ھ ۔ ۶ نومبر ۲۰۱۳ء

(از افادات: مفتی محمد توفیق احسن برکاتی مصباحی، ممبئی)

جانشین حضور سید العلماء (سید آل مصطفی سید میاں مارہروی نور اللہ مرقدہ) سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ خاندان برکات کے چشم و چراغ ہیں، یہ وہ عظیم خانوادہ ہے جس کی نجابت سیادت اور عظمت و رفعت ضرب المثل بن چکی ہے، ہندوستان کے نجیب الطرفین سادات کرام میں جس کا رتبہ انتہائی بلند و بالا ہے، جس کی خاندانی وجاہت، علمی برتری، دینی و ملی شناخت، فکری طہارت اور اصلاحی و دعوتی خدمات کو بین الاقوامی شہرت و ناموری حاصل ہے اور یہ پاکیزہ خاندانی کئی صدیوں سے اپنا علمی و قلمی اور باطنی و روحانی فیضان لٹا رہا ہے اور ایک عالم سیراب ہو رہا ہے۔

۶/ رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ، مطابق ۴/ اگست ۱۹۴۴ء کو علمی، ادبی اور روحانی خطہ مارہرہ مقدسہ میں جس بچے نے جنم لیا، آج جب فکر و فن کی انجمن میں اس کا نام لیا جاتا ہے تو تاریخ کا ایک بے حد حسین اور درخشندہ باب نگاہوں کے سامنے گھوم جاتا ہے اور فروغ علم و فن کے مختلف میدانوں میں اس کے اجداد کے ذریعہ پیش کی جانے والی قربانیاں یکے بعد دیگرے ذہن کی اسکرین پر نمودار ہونے لگتی ہیں۔ سید نظمی کا خاندانی نام محمد حیدر اور تاریخی نام سید فضل اللہ قادری (۱۳۴۵ھ) تجویز کیا گیا اور سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کے نام سے مشہور عالم ہوئے۔

چار سال، چار ماہ، چار دن کی عمر میں بدست حضور تاج العلما سید شاہ اولاد رسول محمد میاں علیہ الرحمہ رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔ پھوپھی صاحبہ حافظہ سیدہ عائشہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا سے ناظرہ قرآن ختم کیا اور حفظ اول کا آغاز ہوا، بعدہ درگاہ برکاتیہ کے مکتب میں داخل کر دیا گیا فارسی کی پہلی کتاب اپنے چچا حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفی حیدر حسن میاں علیہ الرحمہ سے پڑھی، اردو کی ابتدائی تعلیم مرحوم منشی عبد الرشید خاں مارہروی سے پائی، اردو کی دوسری اور تیسری کتاب والد ماجد حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفی سید میاں مارہروی علیہ الرحمہ کی تربیت میں رہ کر پڑھی، پنجم درجہ تک ممبئی اور پھر دوبارا انٹرمیڈیٹ تک کی تعلیم مارہرہ مطہرہ میں رہ

کر مکمل کی۔ تفسیر قرآن اور درس حدیث (تجرید بخاری) شعبہ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دلی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا اور جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دلی سے انگریزی ادب کے ساتھ گریجویشن کیا اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ماس کمیونی کیشن سے میڈیا آپریشنز اور نیوز رپوٹنگ کی تربیت حاصل کی، بعدہ UPSC کے تحت منعقد ہونے والے سول سرسز کے مشکل ترین امتحان میں شرکت کی اور تمغۂ کامیابی سے سرفراز ہونے کے بعد مرکزی حکومت کی وزارت اطلاعات ونشریات کے محکمۂ پریس انفارمیشن بیورو (P.I.B) سے ملازمت کا آغاز کیا اور حکومت ہند کی ڈائرکٹوریٹ آف فیلڈ پبلسٹی کے جوائنٹ ڈائرکٹر کے عہدے سے ۳۲ سالہ بے داغ ملازمت کے بعد رضا کارانہ طور پر سبک دوش ہوئے۔ دوران ملازمت نظمی مارہروی نے کسی قسم کا غیر ضروری دباؤ قبول کیا، نہ ہی کہیں گورنمنٹ کی کاسہ لیسی سے آپ کا دامن آلودہ ہوا، ان سب پر مستزاد وہ تعلیم وتربیت خاص، اہم ہے جو آپ نے والد ماجد حضور سید العلما سید آل مصطفی سید میاں مارہروی کے زیر سایہ رہ کر دینی وروحانی تربیت کی شکل میں پائی، جس کے نتیجے میں آپ علوم جدیدہ کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ کے ماہر وغواص بن کر دنیائے علم پر نمودار ہوئے اور ان میدانوں میں اپنی حیرت انگیز تحقیقات وتصنیفات کے ذریعہ مثالی شخصیت کے روپ میں جلوہ گر ہوئے۔

آپ نے اپنی علمی وروحانی وراثت اور اخلاقی اقدار کی حفاظت وفروغ میں جان توڑ جدوجہد کی، شعر وسخن، علم وادب، فکر وفن اور تحقیق وتدقیق وترجمہ نگاری کے میدان میں گراں قدر کام کیے، جہاں تک زبان دانی کا معاملہ ہے تو اس میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی مراٹھی، گجراتی اور سنسکرت جیسی زبانوں پر آپ کو عالمانہ وفاضلانہ کمال حاصل ہے، اس کے علاوہ آپ نے مذاہب عالم کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہے، اور تقابل ادیان پر بھی آپ کی گہری نظر رہی ہے، مذہب حق دین اسلام کے ساتھ ساتھ مذاہب عالم پر آپ کی قیادت ووسعت نظری کا خلاصہ کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر انور شیرازی (لندن) رقم طراز ہیں:

''تقریباً چونتیس ۳۴ کتابوں کے مصنف نے مجھ سے عالمی مذاہب کے تقابلی

موازنے پر کافی تفصیل سے گفتگو کی کبھی مجھے ایسا لگا کہ میں پنڈت، آل رسول سے مخاطب ہوں اور کبھی یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے فادر، آل رسول بیٹھے ہوئے ہیں، نظمی اپنے ہر رنگ میں منفرد لگے'' (بعد از خدا۔۔۔۔ص:۳۰)

آپ نے دوران ملازمت تصنیف و تالیف اور تحقیق و تراجم کی طرف بھی توجہ کی اور بھرپور انہماک کے ساتھ شعر و سخن کی زلف برہم کی مشاطی میں بھی اپنی مہارت کا مظاہرہ فرمایا، اردو کے علاوہ فارسی، ہندی، گجراتی، اور انگریزی میں اپنا قلمی اثاثہ دنیائے سنیت کو عطا کیا، دیگر زبانوں سے اردو میں تراجم بھی کیے اور اردو سے دیگر زبانوں میں بعض اہم کتابوں کو منتقل کیا ہے اور جہان ادب کو اپنی گراں قدر ادبی و شعری نگارشات سے زینت بخشی ہے، اگرچہ ناقدین ادب اور سخن وران عصر نے اس کی شایان شان اسے مقام نہ دیا اور تعصب و تنگ نظری نے اسے حاشیۂ ادب پر ڈالنے کی دانستہ کوشش کی، تاہم اس کے اندر موجود جواہر غالیہ کی چکا چوند نے کائنات سخن کی گلیوں کو سجانے سنوارنے میں کوتاہی نہ برتی، دبستان خیال میں روشنی پھیلی اور اقلیم سخن منور و تاباں ہو گیا۔

محترم سید آل رسول نظمی مارہروی کی تصانیف کی اجمالی فہرست پر نگاہ ڈال لیں اور پھر ان کے موضوعات کے تنوع، اسلوب کی پختگی اور زبان و بیان کی ندرت پر تنقید و تجزیہ کے پھول نچھاور کریں۔

(۱) کلام الرحمن (ہندی ترجمہ کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان)
(۲) مصطفی جان رحمت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، مختصر سیرت نبوی)
(۳) شان مصطفی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (کلام رضا پر تضامین)
(۴) مدائح مصطفی، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نعتیہ دیوان)
(۵) اسرار خاندان مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ترجمہ رسالہ فارسی
(۶) تنویر مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (مجموعہ نعت)
(۷) عرفان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم (مجموعہ کلام)

(۸) نوازش مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (نعتیہ دیوان)
(۹) مصطفی سے آل مصطفی تک (تذکرہ مرشدان سلسلہ برکاتیہ)
(۱۰) مصطفی سے مصطفی رضا تک (تذکرہ)
(۱۱) قرآنی نماز بہ مقابلہ مائکروفونی نماز (اردو اور ہندی میں رسالہ)
(۱۲) دی گریڈ بیانڈ (علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انگریزی رسالہ)
(۱۳) نظم الٰہی (انگریزی تفسیر سورۂ بقرہ تقریباً ۸۰۰ صفحات) ادیان عالم کے تقابلی موازنہ کے روپ میں، یہ تفسیر برطانیہ اور امریکہ کے کچھ سنی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہے۔
(۱۴) گستاخی معاف (ہندی انشائیے)
(۱۵) گھر آنگن میلاد (میلاد نامہ برائے خواتین، مختصر)
(۱۶) گھر آنگن میلاد (میلاد نامہ برائے خواتین، مفصل)
(۱۷) ذبح عظیم (واقعات کربلا)
(۱۸) دی وے ٹوبی (انگریزی ترجمہ بہار شریعت، سولھواں حصہ)
(۱۹) کیا آپ جانتے ہیں؟ (ہفت رنگ اسلامی معلومات، اردو اور ہندی میں)
(۲۰) اسلام دی ریئل جن الٹی میٹ (انگریزی)
(۲۱) ڈیسٹی نیشن پیراڈائز (فضائل صحابہ، انگریزی)
(۲۲) گیٹ وے ٹو ہیون (خواتین کے لیے انگریزی رسالہ)
(۲۳) ان ڈیفینس آف اعلیٰ حضرت (انگریزی)
(۲۴) فضل ربی (سفرنامہ۔ اردو اور ہندی)
(۲۵) سبع سنابل شریف پر اعتراضات کے جوابات
(۲۶) قصیدۂ بردہ شریف (اردو، انگریزی اور ہندی میں ترجمہ وتشریح)
(۲۷) کتاب الصلوٰۃ (طریقہ نماز پر انگریزی رسالہ)

(۲۸) اعلیٰ حضرت کی تصنیف ''الامن والعلیٰ'' کا انگریزی ترجمہ
(۲۹) نئی روشنی (حضور سید العلماء کے اصلاحی ناول کا ہندی ترجمہ)
(۳۰) مصطفیٰ سے مصطفیٰ حیدر حسن تک (تذکرہ مع اضافہ از، احمد میاں برکاتی مارہروی مرتب، کتاب ھٰذا،)
(۳۱) بعد از خدا۔۔۔۔۔(مکمل نعتیہ دیوان)
(۳۲) چھوٹے میاں (خانقاہی پس منظر میں ایک ناول)
(۳۳) عمر قید (گجراتی کلاسکی ناول کا اردو ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا کے لیے)
(۳۴) آگ گاڑی (گجراتی کلاسکی ڈرامہ کا اردو ترجمہ نیشنل بک ٹرسٹ آف انڈیا کے لیے)
(۳۵) لولو (سیلاب کے پس منظر میں ایک سماجی ناول)
(۳۶) طیبہ رشک جناں (اردو، ہندی)
(۳۷) سب سے بڑا اللہ کا رشتہ (موضوع: الحب فی اللہ والبغض فی اللہ)
(۳۸) چل قلم (نعتیہ دیوان بعد از خدا۔۔۔۔۔ کا ہندی روپ)
(۳۹) دی ایکنرل ٹیڈ ہاؤس آف دی ہولی پروفیٹ (انگریزی ترجمہ رسالہ مبارکہ ''الشرف المعبد لآل محمد'' از: علامہ نبہانی)

ان تصنیفات وتحقیقات وتراجم کے علاوہ سید نظمی مارہروی کے قلم زرنگار نے ملک و بیرون کے ممتاز اخبارات ورسائل وجرائد میں فکروفن کے جوگل ولالہ سجائے ہیں وہ خود اپنی جگہ ایک ریکارڈ ہیں، مثلاً نیادور (لکھنو) آج کل (نئی دہلی) استقامت ڈائجسٹ (کانپور) انقلاب، اردو ٹائمز، ہندوستان، سب رس، ہندوستانی زبان، صبح امید، قومی راج، (ممبئی) کھلونا، ہما، ہدیٰ، ہزار داستان، پیام مشرق، پرچم ہندی، (نئی دلی) ہندی روزمانہ لیٹسٹ (رائے پور ایم پی) انگریزی رسالہ دی مرر، پندرہ روزہ ریاض عقیدت (کونچ ضلع جالون) میں کہانیوں، افسانوں، انشائیوں، نظموں اورغزلوں کی اشاعت، اس کے علاوہ

سیکڑوں کتابوں پر تبصرے جو برسوں تک ماہ نامہ صبح امید (ممبئی) میں شائع ہوتے رہے جن پر مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی نے اردو کے بہترین صحافی کا نقد ایوارڈ برائے سال ۱۹۸۰ء پیش کیا، ساتھ ہی ممبئی سے نکلنے والے روز نامہ شامنامہ میں عرصہ دراز تک نظمی مارہروی کے مرتب کردہ علمی وادبی معمے شائع ہوئے اور کافی مقبول ہوئے۔

سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کو بیعت وخلافت والد امجد حضور سید العلماء علیہ الرحمہ سے حاصل ہے، مزید عم محترم حضور احسن العلما سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی علیہ الرحمہ اور سید شاہ حبیب احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (سولی شریف بارہ بنکی) سے بھی اجازت وخلافت عطا ہوئی۔ سید نظمی مارہروی امام احمد رضا قادری کے پیر ومرشد حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی کے پیرو مرشد شیخ المشائخ حضور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ اور حضور سیدنا شاہ غلام محی الدین امیر عالم قدس سرہ کی گدی کے وارث وامین اور سجادہ نشین ہیں، یہ خوبی سید نظمی مارہروی کی بڑی ممتاز اور اعلیٰ خوبی ہے جس پر نظمی کو بجاطور پر فخر کرنے کا حق حاصل ہے۔ نظمی مارہروی لکھتے ہیں:

میں اچھے میاں کے مکاں کا مکیں ہوں، میں ہوں شاہ نوری کی گدی کا وارث
مری پشت پر میرے مرشد کا پنجہ، وہی ہر قدم پر مرے رہ نما ہیں

سید نظمی مارہروی کی ذات کی کئی حیثیتیں متعین کی جاسکتی ہیں، آپ ایک صاحب طرز ادیب، شاعر، افسانہ نگار، کہانی نگار، مصنف ومحقق ومترجم اور جلیل الشان مفسر قرآن ہیں، ساتھ ہی انتہائی مہذب اور صوفی منش بھی اور اعلیٰ صوفیانہ اقدار کے محافظ بھی۔ آپ کی اس ممتاز صفت اور خاندانی سیادت اور علمی وجاہت نے ایک ممتاز پیر طریقت کی حیثیت سے آپ کی ذات کو متعارف کرادیا، آپ کے ہزاروں مریدین ومتوسلین ملک وبیرون کے مختلف شہروں میں موجود ہیں، اور کئی اہم اہم شخصیات کو آپ نے اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا ہے، جن میں نمایاں نام فقیہ اعظم ہند شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی برکاتی علیہ الرحمہ، محدث کبیر

شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مناظر اہل سنت مفتی محمد امان الرب قادری رضوی، صاحبزادہ سید شاہ سبطین حیدر برکاتی، سید شاہ صفی حیدر برکاتی، سید شاہ ذوالفقار حیدر برکاتی، سید شاہ محمد امان میاں مارہروی، سید شاہ محمد اویس مصطفیٰ زیدی بلگرامی، اور سید شاہ محمد گلزار میاں واسطی سجادہ نشیں مسولی شریف، وغیرہم کا آتا ہے۔

۱۹۸۵ء میں آپ پہلی بار زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، دوسرا حج ۱۹۹۴ء میں نصیب ہوا (اس حج میں فقیر احمد میاں برکاتی مرتب کتاب ھٰذا بھی ساتھ تھا) اور ۱۹۹۷ء میں تیسری مرتبہ آپ حج بیت اللہ کی غرض سے تشریف لے گئے، ۱۹۹۹ء میں بڑا عمرہ اور زیارت مقامات مقدسہ بغداد، بیت المقدس، شام، اسرائیل کے لیے حاضر ہوئے، ۲۰۰۶ء ماہ رمضان المبارک میں ایک اور عمرہ نصیب ہوا، یہ سید نظمی مارہروی کی کتاب زندگی کے وہ درخشندہ اوراق ہیں جنہیں اجمالی طور پر روبرو کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سید آل رسول نظمی مارہروی نے جس ماحول، اور جس گھرانے میں آنکھ کھولی وہ علم وادب، شعر وسخن، فکر وفن، شعور وآگہی، حق پرستی، دین داری، فیضان رسانی، اور اعلیٰ ترین روحانیت کا گہوارہ تھا اور اب بھی ہے، مذہب، مسلک، مشرب سب کچھ صاف وشفاف اور عشق سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشک باری سے پوری آبائی نسل معطر ومنور ہے، عاشقان مصطفیٰ اور عارفان خدا کا ایک تسلسل ہے، ایک خاموش ربط ہے جو صدیوں پر محیط ہے، حضرت نظمی کو نہ صرف علمی وادبی ماحول ملا، بلکہ ساتھ ساتھ مورث اعلیٰ کا فیضان بھی ان کی موزوں رہنمائی کر رہا تھا، اس پر نظمی کی محنت، لگن وجاں فشانی اور وسعت مطالعہ نے ان کے افکار وخیالات پر بلند آگہی کا غازہ مل دیا جس نے ان کی شخصیت اور فکر وفن میں قوس وقزحی رنگ بھر دیا۔

نظمی مارہروی نے ایک کامیاب اور قادر الکلام نعت گو شاعر کی حیثیت سے اپنا جو مقام بنایا یہ دراصل اس موروثی طہارت آمیز تسلسل کو آگے لے جانا تھا جو خانوادۂ برکاتیہ کا وطیرہ رہا ہے اور جس خاندان نے تقدیسی شاعری کے ایک جہان سے ارباب فکر کو متعارف کرانے

کی سعی بلیغ کی ہے، محترم نظمی کا شعری شجرہ حضور سید العلماء سید میاں مارہروی اور حضرت احسن مارہروی سے ہوتا ہوا براہ راست داغ دہلوی تک پہنچتا ہے، اس لیے ان کی شاعری میں اس تسلسل کے اثرات کا پایا جانا کوئی تعجب خیز نہیں۔ اس لیے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ نظمی عصر حاضر کے ایک عظیم اور قادر الکلام شاعر ہیں اور ان کا شعری سرمایہ نہ صرف اپنی کثرت کے لحاظ سے بہتوں پر فوقیت رکھتا ہے بلکہ کیف وکم ہر دو اعتبار سے امتیازی شان رکھتا ہے، اس مقام پر ٹھہر کر ہم محب گرامی ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مالیگاؤں کی تحریر کا یہ اقتباس نذر قارئین کرتے ہیں جس سے نظمی مارہروی کے شعری خزانے اور موروثی کمال پر روشنی پڑتی ہے، رقم طراز ہیں:

''نظمی مارہروی ہندوستان کے جس عظیم خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں، علم وفضل، زہد واتقا، سیادت وبزرگی اور شعر وادب میں اس کی خدمات جلیلہ مسلم مانی گئی ہیں، ایک زمانہ سے مارہرہ مطہرہ روحانیت وعرفانیت کا مرکز تو ہے ہی، شعر وسخن میں بھی اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے، اردو زبان وادب کے آغاز، عروج اور ارتقا کی تاریخ میں بھی مارہرہ مطہرہ کے بزرگوں کی شراکت داری جگ ظاہر ہے، میر سید عبد الواحد بلگرامی علم وعرفان کے بحر ناپیدا کنار، تصوف وولایت کے در نایاب تو تھے ہی ساتھ ہی ساتھ آپ اپنے عہد کے ممتاز شاعر وادیب بھی گزرے ہیں، عہد عالم گیری میں جب کہ اردو کا تشکیلی دور شروع تھا تاج دار خاندان مارہرہ حضور سید شاہ برکت اللہ پیمی و عشقی مارہروی کی شعری ونثری خدمات اظہر من الشمس ہیں، آپ فن علم وادب اور شاعری میں مثل ونظیر نہیں رکھتے تھے، عربی، فارسی کے علاوہ ہندوی (جو آگے چل کر اردو کے نام سے معنون ہوئی) اور سنسکرت پر آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، چنانچہ آپ کی شاعری کے بارے میں حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نور اللہ مرقدہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''مآثر الکلام'' میں تحریر فرمایا ہے:

''شاہ برکت اللہ پیمی نے پیامی شاعر کی حیثیت سے عالم گیر شہرت حاصل کی تھی''

(علامہ غلام علی آزاد بلگرامی، ماثر الکرام دفتر ثانی ص: ۹۴۲)، علاوہ ازیں ''مقدمہ تاریخ

اردو زبان'' میں ماہر لسانیات پروفیسر ڈاکٹر مسعود حسین خان راقم ہیں: ''عہد عالم گیر کے مشہور مصنف سید شاہ برکت اللہ پیمی مارہروی کو ہندی، فارسی اور عربی پر کامل عبور تھا تصوف ومعرفت سے لبریز انسانیت کے پیغام کو انہوں نے اپنے دوہوں اور گیتوں کے ذریعہ پہنچایا (پروفیسر ڈاکٹر مسعود حسین خان، مقدمہ تاریخ اردو زبان ص:۱۶۹)

حضور سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ نے عربی میں ''عشقی'' اور ہندی میں ''پیمی'' تخلص اختیار کیا ''پیم پرکاش'' کے نام سے آپ کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔''

(اقلیم نعت کا معتبر سفیر۔سید نظمی مارہروی ص:۷،۸)

نظم گوئی کی یہ روایت میر عبد الواحد بلگرامی، مخدوم صاحب البرکات عشقی و پیمی مارہروی، سید شاہ حمزہ عینی مارہروی، سید شاہ آل احمد اچھے میاں، سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی، تاج العلما سید اولاد رسول محمد میاں فقیر مارہروی، سید شاہ آل عبا مارہروی، سید شاہ آل مصطفی سید میاں مارہروی اور سید شاہ مصطفی حیدر حسن مارہروی سے ہوتی ہوئی سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی تک پہونچتی ہے، اسی سلسلے کے چند اور نام (سید جمال الدین اسلم مارہروی، سید محمد اشرف مارہروی اور سید سبطین حیدر مصطفی مارہروی) بھی زندہ جاوید ہیں اور اس سلسلہ نور کو آگے بڑھاتے ہوئے خاندان برکات کی شان دار نمائندگی فرما رہے ہیں

(ان میں ایک نام خلیل ملت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ کا بھی نمایاں ہے، جو حیدرآباد سندھ میں جا کر آباد ہوئے) لیکن موجودہ شعراء میں نظمی مارہروی کو کئی اعتبار سے انفرادیت حاصل ہے جس کا اظہار و اعلان متعدد اہل قلم اور بزرگ شخصیات نے اپنی تحریرات اور بیان میں فرمایا ہے۔

معروف قلم کار اور محقق علامہ ارشاد احمد ساحل سہسرامی سید نظمی مارہروی کے شعری امتیاز کو یہ لکھ کر خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ: ''تقریبا تیس سال ہوتے ہیں جب سے حضرت نظمی کا قلم "ورفعنالك ذكرك" کی برکتیں سمیٹ رہا ہے، اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ اور استاذ زمن حضرت حسن بریلوی کے بعد حضرت نظمی پہلے شاعر ہیں جنہوں نے

اردو زبان میں فن نعت کی اتنی مبسوط اور ایسی مقبول خدمت کی سعادت حاصل کی ہے، کلام رضا کے بعد شعر نظمی، جہان نعت میں سکہ رائج الوقت کی مانند چلا کرتا ہے''۔

(بعد از خدا۔۔۔۔ص:۳۱)

اس کے بعد علامہ ساحل سہسرامی نے نظمی کی نعتیہ شاعری کا بڑا خوب صورت تجزیہ پیش کیا ہے اور ان کی شعری خصوصیات و امتیازات کو شمار کیا ہے جن میں عشق رسول، فنی مہارت، شعری معنویت، وسعت مطالعہ، حق گوئی اور صوتیاتی ترنم پر کھل کر بحث کی ہے اور بر محل اشعار سے اپنی بات کو وزن دار بنایا ہے۔

(ملاحظہ فرمائیں، بعد از خدا۔۔مطبوعہ ممبئی ص:۳۱ سے ۳۶)۔

علامہ ارشاد ساحل سہسرامی نے خانوادۂ برکات کی علمی و ادبی خدمات پر ۱۷۵ صفحات پر مشتمل ایک انتہائی علمی و تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا تھا جس میں میر عبد الواحد بلگرامی سے لے کر موجودہ ارباب قلم سید محمد اشرف مارہروی تک برکاتی خاندان کی کل چوبیس شخصیات کا تفصیلی تعارف اور ان کی علمی و ادبی خدمات پر محاکاتی اور حوالہ جاتی گفتگو پیش کی تھی، یہ تحقیقی مقالہ خانقاہ برکاتیہ کے ترجمان ''اہل سنت کی آواز'' جلد ۶ میں ۱۹۹۹ء میں مکمل شائع ہو چکا ہے، ساحل صاحب قبلہ نے اس تفصیلی مقالے میں ممدوح گرامی سید نظمی مارہروی پر بھی دس صفحات میں خوب خوب لکھا ہے، ساتھ ہی نظمی مارہروی کی پندرہ تصنیفات کا اجمالی تعارف بھی بڑی سلیقہ مندی سے پیش کیا ہے۔

نظمی مارہروی نے شاعری کا آغاز کم عمری ہی میں کر دیا تھا، ویسے تو ان کا قلمی سفر ۱۹۵۸ء سے ہی جاری ہے، یادگار کے عنوان سے ایک کہانی لکھ کر انہوں نے بچوں کے رسالہ ماہ نامہ ''کھلونا'' دلی میں چھپوائی تھی، کئی اور کہانیاں اور افسانے ہندوستان کے مشہور ادبی جریدوں میں شائع ہوئے، غزلیں، نظمیں بھی اخبارات و رسائل میں چھپیں اور داد بھی ملی، لیکن خاندانی اثرات نے نظمی کو بھی اسی پاکیزہ اور تقدس مآب صنف سخن کا دلدادہ بنا دیا جسے تقدیسی شاعری کا نام دیا جاتا ہے، سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ کے عرس

مبارک کے موقع پر منعقد ہونے والے نعتیہ اور بہاریہ مشاعرے میں اول اول نظمی نے اپنے والد ماجد سید میاں مارہروی کا لکھا ہوا کلام پڑھنا شروع کیا، یہیں سے آپ کے اندر بھی شعر گوئی کا شوق پروان چڑھنا شروع ہوا، بہ قول نظمی مارہروی: ''یہیں سے میرے اندر خود اپنے شعر کہنے کا شوق پیدا ہوا، ابا حضرت کو معلوم ہوا تو پہلی ہدایت یہ فرمائی کہ میں بار بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیوان 'حدائق بخشش' پڑھا کروں، مجھے اس مشق میں کئی ایک نعتیں از بر ہوگئیں اور مختلف تقاریب میں وہ نعتیں پڑھنے بھی لگا، پھر میں نے شاعری شروع کر دی۔ (بعد از خدا ۔۔۔ نعتیہ دیوان، مطبوعہ ممبئی ص: ۴۰)

سید نظمی مارہروی کے عم محترم حضور احسن العلماء مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی قدس سرہ کو ''شارح کلام رضا'' کہا جاتا ہے اور آپ کے والد محترم حضور سید العلماء سید میاں مارہروی قدس سرہ بھی تحریر و تقریر، مجلس وعظ اور مختلف تقریبات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کے اشعار تواتر سے استعمال فرماتے تھے، ان کی تشریحات سے بھی سامعین کو آگاہ کرتے اور ان کے دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عشق امام احمد رضا کا چراغ بھی روشن کر دیتے۔ ان دونوں حضرات کے تعلق سے خود نظمی مارہروی لکھتے ہیں کہ: ''حضور سید میاں علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت، ترویج و ترقی کے لیے وقف کر رکھی تھی، حضور احسن العلماء اعلیٰ حضرت پر اتھارٹی تھے، حدائق بخشش پڑھنے اور سمجھانے کا انہیں کا حصہ تھا''۔ (سہ ماہی افکار رضا ممبئی، پچاسواں خصوصی شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۰ء ص: ۲۹)

سید نظمی مارہروی نے حضور تاج العلماء سید شاہ محمد میاں مارہروی کو اچھے ہوش و حواس کی حالت میں برتا ہے، عم محترم حضور احسن العلماء قدس سرہ کی صحبت بھی اٹھائی ہے، والد ماجد کے ساتھ رہنے کا موقع بھی نصیب ہوا ہے اس لیے آپ کے افکار اور شخصیت میں ان حضرات کی فکری جولانیوں کا سمٹ جانا قرین قیاس ہے بلکہ حقائق کے اجالے میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ نظمی مارہروی کو محبت و الفت کا عظیم سرمایہ ان اکابر کی صحبت سے حاصل ہوا ہے اور امام احمد رضا قادری بریلوی کی سچی عقیدت اسی صحبت بافیض کا ثمرہ ہے، اب بریلی

شریف نظمی مارہروی کی دھڑکنوں میں بس گیا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی شاعری، ان کی تحقیقات انیقہ اور فتاویٰ و دیگر رسائل ان کے مطالعہ میں آنے لگے، امام احمد رضا سے یہی عقیدت والفت انہیں بریلی شریف حاضری پر مجبور کرگئی اور نظمی نے والہانہ انداز میں مزار رضا پر حاضری دی، خود لکھتے ہیں: ''ہم نے کئی برس غزلیں اور نظمیں لکھیں، ملک کے مشہور ومعروف ادبی رسالوں میں شائع بھی ہوئیں، داد بھی ملی، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے روضہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی، مزار رضا پر فاتحہ عرض کرکے ہم نے اپنے رب سے ایک ہی دعا مانگی: ''اے پروردگار! عشق رسالت اور نعت مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کا جو سمندر تو نے اپنے محبوب بندے احمد رضا کے سینے میں موجزن فرمایا تھا اس کا ایک قطرہ اپنے کرم سے ہمارے سینے میں بھی ڈال دے۔'' آگے مزید لکھتے ہیں: ''کہتے ہیں کہ سچے دل سے نکلی دعا بارگاہ ایزدی میں ضرور مقبول ہوتی ہے، ہمیں یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اپنے مزار میں لیٹے لیٹے ہماری دعا پر آمین کہا ہوگا، بریلی شریف سے واپسی پر ہم نے اعلیٰ حضرت کی سترہ نعتوں پر تضمین لکھی جو 'شان نعت مصطفی'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ بس یہیں سے ہماری کایا پلٹ ہوئی۔ بہاریہ شاعری سے دل پلٹ گیا اور قلم کا رخ مذہبی شاعری کی طرف مڑ گیا۔

(مقدمہ عرفان مصطفی ص: ۴، بحوالہ اہل سنت کی آواز شمارہ ۶ ص: ۲۵۹، ۲۶۰)

والد محترم سید مارہروی قدس سرہ نے نظمی کو جو نصیحت کی تھی کہ امام احمد رضا قادری کا شعری مجموعہ ''حدائق بخشش'' مطالعہ میں رکھو، نظمی مارہروی نے اس نصیحت پر روز اول سے عمل کرنا شروع کردیا، اس گہرے مطالعہ نے نظمی کی فکروفن کو اپنے خوش کن اثرات سے بھی نوازا اور مسلم الثبوت موضوعات نعت نے آپ کی شاعری کو تنوع بخشا، جہاں حرمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پامالی کا ادنیٰ تصور ہی نعت نگاری کے لیے زہر قاتل ٹھہرا بلکہ قدم قدم پر حزم واحتیاط نے ان کی شاعری کو مقبول ومقدس بنادیا۔ سید نظمی مارہروی نے کلام امام احمد رضا سے کافی استفادہ کیا، جس کے اثرات آپ کے کلام میں جا بجا ملتے ہیں اور نظمی

نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔ معروف فکشن نگار شاعر و ادیب سید محمد اشرف مارہروی لکھتے ہیں: ''نظمی کی شاعری کی ایک بہت نمایاں خصوصیت ہے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدی احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے فیض اٹھانا، ایسے کسی بھی موقع پر نظمی نے اپنے فیض کے منبع کو چھپایا نہیں ہے، چھپائے وہ جو کسی اور کا مال تاک رہا ہو۔ بفضلہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خاندان برکات کے چشم چراغ تھے اور خاندان برکات کا بچہ بچہ ان کو اپنی پوتی سمجھتا ہے''۔ (بعد از خدا۔ مطبوعہ ممبئی ص:۱۹)

ایک سوال کے جواب میں کہ'' آپ کی شاعری میں کس شاعر و نعت نگار کے اثرات حاوی ہیں؟ نظمی مارہروی فرماتے ہیں: ''میری شاعری پر صرف اور صرف امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے اثرات حاوی ہیں، میں ان کے کلام سے جی بھر کے فیض اٹھاتا ہوں، گویا وہ میرے باپ کا مال ہو''۔ (پیغام رضا ممبئی کا فکروتدبیر نمبر، اپریل تا جون ۲۰۰۹ء ص: ۱۰۴)، یہی وجہ ہے کہ کلام نظمی کو'' پرتو کلام رضا'' بھی کہا جاتا ہے، اس تعلق سے خود آپ نے تحریر کیا ہے کہ: ''سنی دنیا نے مجھے پرتوِ کلام رضا کا لقب عطا کیا ہے، یہ میرے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے، اعلیٰ حضرت سے میرا رشتہ دور کا نہیں، بہت قریب کا ہے، اگر چہ کچھ احمقوں نے یہ مشہور کرنا شروع کیا ہے کہ نظمی اعلیٰ حضرت کے مخالفوں سے مل گیا ہے۔ یہ امام احمد رضا کی روح کا فیض ہے کہ میرے بارے میں ایسا غلط پروپیگنڈہ کرنے والے خود ہی اعلیٰ حضرت کے مخالفین کی جوتیاں سیدھی کرنے والوں میں شامل ہو گئے'' آگے مزید لکھتے ہیں: ''میری نعتوں کی شہرت اور مقبولیت صرف اور صرف اعلیٰ حضرت کی روح کا فیض ہے اور اس کا اعتراف کرنے میں مجھے ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی۔ میرے اکثر اشعار اسی اعتراف کی ترجمانی کرتے ہیں۔ (پیغام رضا ممبئی ص: ۱۰۳/ اپریل تا جون ۲۰۰۹ء)

اب سید نظمی مارہروی کے وہ اشعار'' مشتے از نمونہ خروارے'' کی طرز پر ملاحظہ کرلیں جن میں یہ اعترافات موجود ہیں اور نظمی نے بڑی مہارت اور سلیقہ مندی سے اس اعتراف کو شعری پیکر عطا کیا ہے۔

پرتو کلک رضا لاریب نظمی کا قلم
فیض نے ان کے مجھے حساں بنا کر رکھ دیا

نعت گوئی نظمی نے سیکھی حسان الہند سے
نعت کہتے تھے بریلی میں جو طیبہ دیکھ کر

ہے فیض رضا نظمی تیرے قلم پر
کیے جایوں ہی نعت و مدحت کی بارش

ملا نظمی تجھے کلک رضا کا فیض اس درجہ
ترے اشعار انداز رضا بن کر نکلتے ہیں

بارگاہ اعلیٰ حضرت سے ملا نظمی کو فیض
اس کی نعتوں کی زمانے بھر میں دھومیں مچ گئیں

ملا نام نظمی کو نعت میں، یہ عطا رضا کے قلم کی ہے
کہاں میری اتنی بساط تھی، نہ حساب میں نہ کتاب میں

آگے چل کر نظمی مارہروی نے اس بات کا خلاصہ بھی کر دیا ہے: ''میں نے جس وقت نعت کہنا شروع کیا تھا تب میرے والد ماجد حضور سید العلماء نے مجھے نصیحت کی تھی کہ میں حدائق بخشش کا مطالعہ کروں۔ یہ اسی نصیحت پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے کہ میرے اشعار میں میرے چاہنے والوں کو اعلیٰ حضرت کا رنگ نظر آتا ہے''۔ (پیغام رضا ممبئی ص: ۱۰۴، شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۹ء)، گویا کہ فکر امام احمد رضا ہی نظمی مارہروی کے تمام تر شعری اثاثے کی بنیاد ہے

اور اسی بنیاد پر نظمی نے نعت گوئی کی خوب صورت عمارت تعمیر کی ہے اور بے طرح کامیابیوں سے ہم کنار ہوئے ہیں، ایک مقام پر اسی فکر رضا کے تعلق سے چند جملوں میں بڑی دل لگتی اور مبنی بر حقیقت بات لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ: ''فکر رضا دراصل حلال کو حلال کہنے اور حرام کو حرام سمجھنے کا نام ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی ساری زندگی اوامر و نواہی کی تبلیغ و تشہیر میں گزاری، امام احمد رضا نے دنیائے اسلام کو ایک ہی فکر دی، وہ یہ کہ دل میں عشق رسول ہے تو سب کچھ ہے۔ انہی دو لفظوں میں چھپی ہے فکر رضا اور یہی دو لفظ ہر زمانے ہر دور میں انسانی بقا کے ضامن رہے ہیں۔ (حوالہ سابق: ۱۰۳)

امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ذات سے اور ان کے افکار و نظریات سے سید نظمی مارہروی کی یہی وہ لگن اور سچی عقیدت تھی کہ جس نے انہیں ترجمہ قرآن مجید ''کنز الایمان'' اور تفسیر قرآن ''خزائن العرفان'' کو ہندی زبان میں ترجمہ و منتقلی پر آمادہ کیا اور آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات سے وقت نکال کر اس اہم اور دشوار ترین کام کا آغاز کر دیا اور یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور ''کلام الرحمن'' سے اس کی اشاعت عمل میں آئی اور رج ہاؤس ممبئی میں رضا اکیڈمی ممبئی اور بزم برکات آل مصطفی ممبئی کے اشتراک سے اس کی شان دار رسم اجرا ہوئی۔

امام احمد رضا کی ذات سے روحانی طور پر وابستگی نے انہیں شہر بریلی سے بھی مربوط کر دیا اور امام احمد رضا کے خاندان سے بھی دلی تعلق بنائے رکھنے پر مجبور کیا، جس طرح مشائخ مارہرہ اور امام احمد رضا کے درمیان ایک طرز کا خاص تعلق اور لگاؤ تھا اور نظمی مارہروی نے اپنی زندگی میں موجودہ مشائخ و اکابرین مارہرہ کو اسے نبھاتے ہوئے دیکھا تو اس کے اثرات آپ کی حیات کے لمحات میں بہ خوبی ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں، نظمی مارہروی نے ''امام احمد رضا اور مشائخ مارہرہ'' کے عنوان سے ایک تفصیلی مضمون سپرد قلم کیا تھا، جو سہ ماہی افکار رضا ممبئی کے پچاسویں شمارہ امام احمد رضا نمبر میں بڑے اہتمام سے شائع ہوا، جو اس وقت راقم کے پیش نگاہ ہے، یہی مقالہ بعد میں پیغام رضا ممبئی شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء میں بھی شائع ہوا تھا، اس مقالے میں آپ نے مشائخ مارہرہ سے امام احمد رضا کے روابط و تعلقات

اور الفت ومؤدت پر تفصیل سے لکھا ہے اور فکر رضا کی اشاعت وفروغ میں مشائخ مارہرہ کی خدمات جلیلہ اور حدد رجہ کاوشات کو جلوہ نما کیا ہے۔

ایک جگہ آپ رقم فرماتے ہیں: ''الحمد للہ! مارہرہ کے اس سید گھرانے کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں جتنا ذکر امام احمد رضا کا ہوتا ہے، اتنا شاید اعلیٰ حضرت کے اپنے خاندان میں نہیں ہوتا ہوگا (سہ ماہی افکار رضا ممبئی خاص شمارہ ص: ۲۹) خاندان برکات مارہرہ شریف اور بریلی شریف کے رشتے پر روشنی ڈالتے ہوئے نظمی مارہروی اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ: ''خاندان برکات مارہرہ شریف اور بریلی شریف ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں، وہ برکاتی نہیں جو خانوادۂ رضا کو نہ مانے اور وہ رضوی نہیں جو خانوادۂ مارہرہ سے عقیدت نہ رکھتا ہو، خود اعلیٰ حضرت اس اٹوٹ بندھن کا اعلان فرما گئے ہیں۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مری سرکاروں کے

مارہرہ کے سادات کو ہمیشہ سے ہی اپنے اس رشتے پر ناز رہا ہے، ہم الحمد للہ سپوت ہیں کپوت نہیں، ہمارے اسلاف نے ہمیں محبت کی وراثت عطا کی ہے، اعلیٰ حضرت کو میرے دادا حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمہ نے چشم وچراغ خاندان برکات کا لقب عطا فرمایا، ہم مارہرہ والے آج بھی اعلیٰ حضرت کو اپنے خاندان کا ایک فرد مانتے ہیں، اعلیٰ حضرت نسب کے اعتبار سے خان زادے تھے، مگر ہم سید زادے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل پیرا ہیں جس کے تحت سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے فرمایا تھا ''سلمان میرے اہل بیت سے ہے'' میں نے اپنے ایک شعر میں مارہرہ اور اعلیٰ حضرت کی نسبت کا ذکر یوں کیا ہے:

حضرت آل رسول پاک کے فیضان سے
خان زادہ سیدوں کا اعلیٰ حضرت بن گیا

خانوادہ مارہرہ اور بریلی شریف کے رشتے پر اگر لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے"۔ (پیغام رضا ممبئی شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۹ء ص: ۸۹) سید نظمی مارہروی نے اپنے احباب کی فرمائش پر اپنے تمام شعری مجموعوں کو یک جا کر کے ۲۰۰۸ء میں ایک مکمل نعتیہ دیوان "بعد از خدا۔۔۔" کے نام سے ۴۸۶ صفحات پر مشتمل شائع کیا، اس دیوان میں حروف ہجائیہ کا بھرپور لحاظ رکھا گیا ہے اس میں کل ۳ حمدیہ نظمیں ۱۶۰ نعتیں، ۳ طویل آزاد نظمیں، ۳۴، قطعات ۵۰، مناقب اور ۲۴ سہرے اور دیگر منظومات کے علاوہ ۲۷ ہندی و سنسکرت زبان پر مشتمل نعتیہ کلام ہیں جو چھند اور چوپائیوں پر مشتمل ہیں، اس دیوان کا سرسری مطالعہ بتاتا ہے کہ بے شمار مقامات میں نظمی مارہروی نے بریلی اور مارہرہ کے اٹوٹ رشتے کو شعری لبادہ پہنایا ہے اور انتہائی ہنرمندی کے ساتھ قابل ذکر اشعار شعری بیاض میں سجائے ہیں، چند کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے: پڑھیں اور نظمی کے فکر و خیال اور اظہار حقیقت کی داد دیں ۔

بریلی سے چلے مارہرہ پہنچے اور پھر اجمیر
مدینے کے لیے بغداد سے ہو کر

مرکز ہے سنیت کا بریلی کا شہر پاک
چمکائی ہے رضا نے شریعت رسول کی

احمد رضا کو فیض ہے آل رسول کی
زندہ ہیں آج تک وہ فضیلت لیے ہوئے

کمال ہے کہ بریلی کے خان زادوں کو
فروغ بخشا ہے مارہرہ کی سیادت نے

کہاں رسول کی مدحت کہاں قلم میرا
سلیقہ بخشا مجھے روح اعلیٰ حضرت نے

بے بریلی سے لو اور میم لو مارہرہ سے
قلعہ نجد پہ اے سنیو! بم برساؤ

نام اعلیٰ حضرت پر جان نثار کرتے ہیں
ہاں ہمیں بریلی سے ایسی ہی عقیدت ہے

شہر بریلی تجھ پہ فضل ہے نوری کا
آج بنا تو مرکز اہل سنت ہے

ان اشعار کے مطالعہ سے سید نظمی مارہروی کے فکری ارتکاز کا پتہ بہ آسان لگ جاتا ہے، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نظمی کو مرکز سنیت بریلی کی مرکزیت پر ناز ہے اور انہیں اپنے برکاتی اعلیٰ حضرت پر فخر ہے۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے خلف اصغر حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفی رضا نوری برکاتی علیہ الرحمہ محترم نظمی مارہروی کی علمی لیاقت، روحانی سیادت، اور امام احمد رضا سے سچی عقیدت و وارفتگی کی سراہنا کرتے نظر آتے اور نظمی کی ذات پر کامل اطمینان کا اظہار بھی کرتے تھے، محترم نظمی مارہروی کے والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلم میں بریلی شریف سے حضور مفتی اعظم ہند بھی مارہرہ مقدسہ تشریف لے گئے تھے اور نظمی کی رسم سجادگی کو خود اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھ کر اعتبار بخشا تھا اور بھرے مجمع میں ان کی تحسین کی تھی۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ جب شدت مرض کا شکار تھے حتی کہ کھانا تک ترک

کر دیا تھا، اس وقت محترم سید نظمی مارہروی نے بریلی شریف حاضر ہو کر آپ کی عیادت کی تھی، اسی موقع پر آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے لیے خود کھانا منگوا کر پیش کیا تھا، لیکن مفتی اعظم ہند کے کئی بار انکار کے بعد آپ نے یہ کہہ کر کھانا کھانے پر راضی کر لیا تھا کہ: ''ایک آل رسول آپ کو حکم دیتا ہے کہ تھوڑا کھانا تناول کر لیں'' اور حضور مفتی اعظم نے اس پیرزادے کی بات تسلیم کرتے ہوئے کھانا تناول کیا تھا، محترم نظمی نے کئی جگہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، تصلب فی الدین اور تفقہ وتدبر کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور آپ کے وصال پر ایک طویل منقبت بھی سپرد قلم کی تھی، جو نعتیہ دیوان بعد از خدا کے صفحہ ۲۴۴ پر موجود ہے۔ چند اشعار نشان خاطر ہیں:

زندگی ان کی تھی شرح مصطفیٰ کا آئینہ
قول وفعل وحال میں تھے مرتضیٰ کا آئینہ

قوم نے جس کو دیا تھا مفتیء اعظم لقب
شارح قرآن، حدیث مصطفیٰ کا آئینہ
اپنے مرشد حضرت نوری سے جو نوری بنا
صورت وسیرت میں وہ احمد رضا کا آئینہ

ولی صورت ولی سیرت ہمارے مفتیء اعظم
کہ جن کو دیکھنے کے ساتھ ہی یاد خدا آئے

ہوئے نوری کے تو نوری بنے ہیں مفتیء اعظم
بریلی تجھ کو مارہرہ سے کیسی نوری نسبت ہے

حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس

سرہ کو مارہرہ مقدمہ کے جس حجرے میں داخل سلسلہ فرمایا تھا اور اجازت وخلافت سے سرفراز کیا تھا محترم نظمی مارہروی اس ممتاز نسبت کے حصول پر بھی بڑے والہانہ انداز سے روشنی ڈالتے ہیں، اس سے بھی امام احمد رضا کی ذات سے ان کے روحانی ربط ووابستگی کی وضاحت ہوتی ہے۔

''جس مقدس گدی پر بیٹھ کر حضور خاتم الاکابر نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو داخل سلسلہ عالیہ برکاتیہ کیا اور جس تخت کو حضور نوری میاں صاحب قدس سرہ نے زینت بخشی، وہ گدی اور تخت بحمد اللہ تعالیٰ اس فقیر برکاتی نوری کے پاس ہے ساتھ ہی حضور اچھے میاں صاحب قدس سرہ کا مکان سجادگی بھی''۔ (مقدمہ مترجم سراج العوارف، مطبوعہ ممبئی، ص:۱۸، سنہ۲۰۰۹ء)

سید نظمی میاں مارہروی کی دینی، ادبی وشعری خدمات

از افادات: عطاء الرحمن نوری

سید آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی، ہندوستان کے نجیب الطرفین ساداتِ کرام میں بلند و بالا مقام پر فائز خاندان برکات کے چشم و چراغ ہیں۔ زبان کے سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے دادا جان حضرت سید آل عبا رحمۃ اللہ علیہ اردو زبان کے منفرد انشا پرداز اور صاحبِ اسلوب ادیب تھے۔ بچپن سے کثیر المطالعہ ہونے کی وجہ سے آپ کے پاس الفاظ کا خزانہ موجود تھا۔ علامہ سید محمد اشرف قادری برکاتی صاحب (شہزادۂ حضور احسن العلماء) تحریر فرماتے ہیں: شعر کی عمارت الفاظ کے اینٹ گارے سے تیار کی جاتی ہے۔ الفاظ بظاہر یک رخے ہوتے ہیں لیکن جب ان کا استعمال ادب میں ہوتا ہے تو وہ یک رخے الفاظ ہشت پہل ہیرے بن جاتے ہیں، جن کے لشکارے میں پورا شعر چمک اٹھتا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی ہے کہ شاعر شعر کے موضوع اور خیال کی نزاکت کی مناسبت سے الفاظ کا استعمال کس طرح کر رہا ہے۔ نگینے کی طرح جڑ رہا ہے یا بڑھئی کی طرح کیلیں ٹھونک رہا ہے۔

نظمی اپنے شعر میں جو لفظ لاتے ہیں وہ اس کی روح سے واقف ہوتے ہیں۔ جہاں آسمان کہنا ہوتا ہے وہاں فلک نہیں کہتے، جہاں زمین باندھنا ہوتا ہے وہاں دھرتی نہیں باندھتے"۔ (بعد از خدا، ص ۲۱) آپ نے چوکھا رنگ، ملنگ، دبنگ، پیم، سونے نین، چرن، دن دنادن، سناسن، ٹناٹن، اور کھناکھن وغیرہ ہندی کے مدھر بولوں کا استعمال بھی بڑی حسن خوبی سے کیا ہے۔

☆ عشق رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور احتیاط:

آج پوری دنیا میں آپ کی شخصیت اور نعتیہ شاعری کا چرچا زبان زد خاص وعام ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر انور شیرازی (لندن) حضور نظمی میاں کی نعتیہ شاعری پر تبصرہ کرتے

ہوئے رقم طراز ہیں: نعت دراصل غزل کے خاندان کی ہی ایک رکن ہے۔ غزل اگر محبوب سے باتیں کرنے کا نام ہے تو نعت محبوب خدا کی باتیں کرنے کا نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ غزل میں مضمون کی بھرپور آزادی رہتی ہے جبکہ نعت میں قدم قدم پر احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ حضور خاتم المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تعلق سے کچھ کہنے سے پہلے سو بار سوچنا پڑتا ہے۔ یہی وہ نزاکت ہے جس کی وجہ سے اردو ادب میں بہت کم لوگ نعت کے میدان میں اتر سکے۔ نعت کہنے کے لیے جو لوازمات درکار ہیں ان میں سب سے بنیادی چیز ہے عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اگر نعت کہنے والے کے دل میں ممدوح کی سچی محبت نہیں ہے تو اس کے اشعار محض بھرتی کی شاعری تک محدود رہیں گے۔ نظمی صاحب آل رسول ہیں، نانا جان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت ان کی رگوں میں خون کی جگہ دوڑ رہی ہے۔ خانقاہی ماحول نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ اسی لیے ان کے اشعار عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سرشار نظر آتے ہیں۔ (بعد از خدا، ص ۲۷) نعت کے لیے جہاں عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شرط اول ہے وہی احتیاط کا دامن تھامے رہنا اور مبالغہ وغلو سے پرہیز کرنا نعتیہ شاعری کا لازمی عنصر ہے۔ جس طرح عشق رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چاشنی کے بغیر نعت کا شعر قبول عام حاصل کر ہی نہیں سکتا اسی طرح محبت مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تقاضہ ہے کہ جو الفاظ غزل میں زنانِ بازاری کے لیے مستعمل ہیں وہ شانِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں ہرگز ہرگز استعمال نہ کیے جائیں۔ حضور نظمی میاں کے کلام میں جہاں محبت مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں وہی احتیاط کا پہلو بھی مضبوط دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ تبلیغی دورے کے سلسلے میں مگہر سے گورکھپور جا رہا تھا۔ کار میں بیٹھے بیٹھے آمد شروع ہوگئی۔ سب سے پہلے مطلع وارد ہوا۔

دل میں عشق مصطفی کا نوری جوہر رکھ دیا
ہم نے غیر اللہ کو اللہ کے گھر رکھ دیا

ایک کے بعد ایک شعر ہوتے گئے اور جلد نعت پوری ہوگئی۔ گھور کھپور جا کر ڈائری میں نعت اُتارتے وقت خیال آیا کہ اگر چہ مطلع کا دوسرا مصرع شرعی اعتبار سے صحیح ہے کہ

(۱): رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ غیر اللہ ہیں اور یہ عقیدہ تمام اہل ایمان کا ہے۔

(۲): دل کو اکثر صوفیائے کرام نے اللہ کا گھر بتایا ہے اور اسے عرش اعظم سے بھی افضل قرار دیا ہے۔

مگر چونکہ غیر اللہ کی اصطلاح کچھ ناعاقبت اندیشوں نے اتنی عام کر دی ہے اور اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین کی نیت سے استعمال کرتے ہیں جسے عوام سنتے ہی بھڑک اٹھتے ہیں۔لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ایسی اصطلاح کا استعمال ہی ترک کر دیا جائے۔اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ دوسرا مصرع بدلوں تو کیا بدلوں۔امام عشق ومحبت حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے لو لگائی اور فوراً ہی متبادل مصرع موزوں ہوگیا۔اب مطلع یوں ہے:

دل میں عشق مصطفی کا نوری جوہر رکھ دیا
کیا کیا، چھوٹے سے کوزے میں سمندر رکھ دیا

ایسا اکثر اشعار کے ساتھ ہوا کہ شروع میں کچھ کہا تھا مگر نظر ثانی میں انہیں بدلنا پڑا۔وجہ تھی احتیاط کا تقاضا۔

☆نظمی و رضا کے کلام کی مشابہت:

حضور نظمی میاں نے شاعری کا آغاز اس وقت کر دیا تھا جب آپ چھٹی یا ساتویں جماعت میں تھے۔حضور سید شاہ ابوالحسین نوری میاں قدس سرہ کے عرس کے موقع پر آپ کے والد ماجد کلام لکھ کر ممبئی سے مارہرہ شریف تشریف لاتے اور ان کو مشاعروں میں پڑھنے کے لیے صحیح تلفظ کی ادائیگی کے ساتھ مکمل مشق حضور نظمی میاں سے کروائی جاتی اور مشاعرے میں وہ کلام آپ سے پڑھوائے جاتے۔آپ کے والد ماجد کے کہنے پر آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ کلام "حدائق بخشش" پڑھنا شروع کیا،اس دوران آپ کو کئی ایک نعتیں ازبر ہوگئیں اور مختلف تقاریب میں آپ وہ نعتیں پڑھنے بھی لگے۔

مزار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی حاضری پر آپ نے بارگاہ صمدیت میں جو دعا کی تھی تو سفر بریلی سے واپسی کے بعد آپ نے اعلیٰ حضرت کی سترہ نعتوں پر تضامین لکھیں۔بہت کم

لوگوں نے کلام رضا میں پیوندکاری کی جسارت کی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند نہیں لگایا جاتا۔ حضور نظمی میاں نے سترہ نعتوں پر تضامین لکھی ہیں اور ہر نعت میں مخمل کے ساتھ مخمل کا ہی جوڑ لگایا ہے۔ مثلاً:

انگلیوں سے چشمے جاری ہوں وہ ان کا دست پاک
بادشاہی جس پہ ہو قرباں وہ ان قدموں کی خاک
معجزات مصطفی کی سارے عالم میں ہے دھاک
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

کلام رضا پر تضامین کا مجموعہ ''شان مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)'' کے نام سے شائع ہو کر عام وخاص سے داد و دہش حاصل کر چکا ہے۔ اسی طرح کلام رضا اور کلام نظمی میں جو صوتی و معنوی ہم آہنگی پائی جاتی ہے اسے ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی نے اپنی کتاب ''اقلیم نعت کا معتبر سفیر: سید نظمی مارہروی'' میں پیش فرمایا ہے۔ ان میں سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا (رضا بریلوی)

لطف ان کا عام ہوگا جس گھڑی میزان پر
نظمی عاصی کا بیڑا پار ہو ہی جائے گا (نظمی مارہروی)

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے (رضا بریلوی)

رفعت مصطفائی پر عرش کی عقل دنگ ہے
ان کی ہر اک ادا میں کیا محبوبیت کا رنگ ہے (نظمی مارہروی)

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے (رضا بریلوی)

مالک کہوں کہ صاحب رحمت کہوں تجھے
پروردگارِ خلق کی نعمت کہوں تجھے (نظمی مارہروی)

☆عظیم روحانی پیشوا:

آپ کی شخصیت کا سب سے اہم اور قابل ذکر پہلو یہ تھا کہ آپ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد اور مفتی اعظم ہند کے پیر و مرشد کی گدی کے وارث و امین اور سجادہ نشین تھے۔اس اعتبار سے آپ روحانیت و عرفانیت،تصوف و معرفت اور طریقت و حقیقت کے بھی کوہ گراں تھے۔ہزار ہا مصروفیات کے باوجود دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں تاحیات کوشاں رہے۔آپ نے اصلاح امت،تحفظ سنیت،ترویج مسلک اعلی حضرت،رشد و ہدایت،تصوف و ولایت،تاریخ اسلامی اور سیرت طیبہ کے اہم گوشوں کو اجاگر کرنے کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف فرمائی۔تاحیات ملکی و بیرونی تبلیغی اسفار کا سلسلہ جاری رہا۔ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ کا دائرہ کار صرف خانقاہ تک ہی محدود تھا بلکہ آپ کی شخصیت ایک ہمہ جہت شخصیت تھی۔اس بات کا اندازہ پروفیسر ڈاکٹر انور شیرازی کے اس تبصرے سے لگایا جاسکتا ہے۔ڈاکٹر شیرازی رقم طراز ہیں:''مولینا سید آل رسول نظمی سے میری ملاقات پریسٹن میں ہوئی تھی جب وہ سنی دعوت اسلامی کے اجتماع میں شرکت کے لیے آئے تھے۔پہلی نظر میں وہ مولینا ہی لگے،کہیں سے کہیں تک شاعر نہیں۔۔۔۔۔۔۔نظمی کا میدان بنیادی طور پر روحانیت ہونا چاہئے تھا کیونکہ وہ جس خاندان عالی سے تعلق رکھتے ہیں اس کا یہی تقاضا ہے۔مگر میں جس نظمی سے ملا وہ روحانیت کے علاوہ فلمی ادب،جاسوسی ادب،زرد صحافت وغیرہ جیسے نازک موضوعات پر بھی کافی گہری نظر رکھتا ہے۔تقریباً چونتیس کتابوں کے مصنف نے مجھ سے عالمی مذاہب کے تقابلی موازنے پر کافی تفصیل سے گفتگو کی۔

☆فنی مہارت:

شاعری میں صرف فنی التزام ہی ضروری نہیں بلکہ فکر و خیال کی عطر بیزی بھی درکار

ہے۔حضور نظمی میاں نے شعری دھاک جمانے کے لیے سخن آرائی نہیں کی۔ان سے ان کا مطمح نظر قوم مسلم میں عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شمع کو روشن کرنا تھا۔آپ لکیر کے فقیر نہ تھے جو صرف عام فہم بحروں میں اپنے خیالات کی ترسیل کرتے بلکہ آپ نے عام روش سے جداگانہ بحروں میں طبع آزمائی کی۔چنانچہ علامہ ساحل شہسرامی (علیگ) لکھتے ہیں: آپ بڑی ٹیڑھی ترچھی زمینوں کا انتخاب فرماتے ہیں، پیچیدہ اور نادر قافیے بھی استعمال کرتے ہیں پھر بھی شگی کی فضا برقرار رہتی ہے اور پڑھنے،سننے والے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے۔یہ فن نعت کی برکت بھی ہے اور حضرت نظمی کی شعری کرامت بھی۔(بعد از خدا،ص ۲۳) آپ کے دیوان میں درج دو نعتیں عجوبہ روزگار ہیں۔جو یقیناً اردو میں اپنی نوعیت کی منفرد نعتیں ہیں۔بلکہ ڈاکٹر انور شیرازی نے اسے دنیا کی طویل ترین بحر کی نعت قرار دیا ہے۔جس کا ایک مصرع ایک سانس میں پڑھنا مضبوط دم والے انسان کے لیے بھی دشوار ہے۔مگر طویل بحر کے باوجود شعریت و نغمگی اور سلاست و روانی کہیں بھی مفقود نہیں ہوئی۔دونوں نعتوں کے مطلع خاطر نشین فرمائیں۔

(۱) مصرع اولیٰ: کیا ہوا آج کہ خوشبو سی ہوا میں ہے تجلی سی فضا میں ہے مہکتی ہوئی گلیاں ہیں چٹکتی ہوئی کلیاں ہیں چمن کیف میں جھومے ہے فلک وجد میں گھومے ہے سجی آج یقیناً کہیں پھر نعت کی محفل

مصرع ثانی:

نکہتیں لیتی ہیں انگڑائی چو طرفہ ہیں رعنائی قدسی کی قطاریں ہیں درودوں کی بہاریں ہیں سماں برکتوں والا ہے اجالا ہی اجالا ہے کہ سرشار ہے آقا کی محبت میں ہر اک روح ہر اک دل

(۲) مصرع اولیٰ: یہی آرزو ہے یہی جستجو ہے کہ جب تک رہیں دھڑکنیں میرے دل میں چلیں میرے سینے میں جب تک یہ سانسیں کیے جاؤں آقائے نعمت کی باتیں انہی مصطفی جانِ رحمت کی باتیں

مصرع ثانی:

زباں پر مری بس انہی کا بیاں ہو مری روح میں یاد ان کی نہاں ہو رہے وقف ان کے لیے میرا تن من مرے دل میں ہوں ان کی الفت کی باتیں محبت کی باتیں عقیدت کی باتیں

☆ تصنیفی خدمات:

نعتیہ شاعری تو آپ کا خاص میدان فکر وعمل تھا ویسے آپ کا، رہ وار قلم نثر ونظم دونوں ہی میدانوں میں یکساں رواں دواں تھا۔ آپ نے اپنا قلمی سفر ۱۹۵۸ء میں ایک کہانی سے شروع کیا، پھر غزلیں اور نظمیں لکھیں جو ملک کے مشہور ومعروف ادبی رسالوں اور اخبارات میں شائع ہوئیں۔ آپ نے اردو کے علاوہ فارسی، ہندی گجراتی اور انگریزی میں بھی اپنا علمی اثاثہ علمی دنیا اور جہانِ ادب کو عنایت کیا ہے۔ دیگر زبانوں سے اردو میں تراجم بھی کیے ہیں اور اردو سے دیگر زبانوں میں بعض اہم کتب کو منتقل بھی کیا ہے۔ آپ کی بیش تر تصانیف زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر جلوہ گر ہو کر اہلِ علم و دانش سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

☆ وفات:

۶، نومبر بروز بدھ ۲۰۱۳ء کو حضور نظمی میاں جیسی تہہ در تہہ اور متنوع صفات وخصوصیات کی حامل شخصیت اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔ نزد مینارہ مسجد ممبئی میں آپ کے صاجزادہ کی اقتدا میں ہزارہا عقیدت مندوں نے نم پلکوں کے ساتھ نماز جنازہ ادا کیں۔ مارہرہ شریف میں تدفین عمل میں آئی۔ مولیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے محبوب کے قدموں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

ماخذ:

۱۔ بعد از خدا

۲۔ اقلیم نعت کا معتبر سفیر: سید نظمی مارہروی

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہٗ الحمید معلومات میں چار چاند کے لیے، یہ مقالہ بھی شامل کتاب کر رہا ہے۔

اقلیمِ نعت کا معتبر سفیر سید نظمی مارہروی

حسبِ فرمائش: محمد عامر برکاتی، البرکات مینس وئیر، مالیگاؤں

بسمِ اللہ الرّحمٰنِ الرَّحِیم

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

میرے ایک کرمفرما شاسا جناب محمد عامر برکاتی نے ایک روز اخلاص ومحبت میں ڈوبی ہوئی ایک حسین اور خوب صورت خواہش ظاہر کی کہ میں شہزادۂ خاندانِ برکات حسان العصر سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کی شخصیت اور فن نعت گوئی پر کچھ خامہ فرسائی کروں۔ ویسے مجھ جیسا کم علم اور بے بضاعت ہرگز اس قابل نہیں کہ سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی جیسی متنوع صفات کی حامل عظیم المرتبت تہہ دار روحانی وعرفانی، علمی وادبی شخصیت، مایہ ناز ادیب، بلند پایہ انشا پرداز، تجزیہ نگار، صحافی، افسانہ نویس، اور مہتم بالشان قادر الکلام نعت گو شاعر کے شعری وفنی محاسن کا جائزہ لیتے ہوئے کچھ باتیں سپردِ قرطاس کر سکے۔

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مقدس آل اور عاشق صادق کی شخصیت اور فن نعت گوئی پر ان چند عقیدت مندانہ صفحات کے حوالے سے دراصل میں اپنے آپ کو نظمی مارہروی کے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا وخوش نودی کا طالب بنا رہا ہوں اور نظمی مارہروی کے نیاز کیشوں کی صف میں شامل ہو کر دنیوی واخروی سرفرازی وکامرانی کو اپنے مقدر میں درج کروا رہا ہوں۔

شہزادۂ خاندانِ برکات حسان العصر سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی (علیہ الرحمہ)، ہندوستان کے نجیب الطرفین ساداتِ کرام میں بلند وبالا مقام ومرتبہ پر فائز خاندانِ برکات کے چشم وچراغ ہیں۔ وہ مارہرہ مطہرہ جس کی عظمتیں اور رفعتیں مسلم ہیں۔ اور جس کے فیوضِ روحانی کا چشمۂ جاری اکنافِ عالم میں رواں دواں ہے۔ جہاں سے امام احمد رضا قادری برکاتی محدثِ بریلوی جیسے اپنے وقت کے عظیم ''مجدد'' نے بھی روحانی اکتسابِ

فیض کیا۔

نظمی آپ کا تخلص ہے جو آپ کے دادا حضرت سید شاہ آلِ عباس صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کا عنایت فرمودہ ہے۔اس تخلص کی شہرت ومقبولیت کے کیا کہنے اہلِ عقیدت و محبت کی بزم میں آپ کہیں سرکارِ نظمی تو کہیں حضور نظمی تو کہیں نظمی میاں کے لقب سے احتراماً یاد کیے جاتے ہیں۔

بزرگوں کی نورانی وعرفانی اور روحانی نسبتوں سے سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کی شخصیت میں چار چاند لگ گئے اور آپ کو اس قدر تابانی و درخشانی حاصل ہوئی کہ آج پوری دنیائے سنیت میں آپ کی شخصیت اور نعتیہ شاعری کا چرچا زباں زدِ خاص وعام ہے۔

نظمی مارہروی کے والدِ ماجد حضور سید العلماء سید آلِ مصطفی سید میاں مارہروی نور اللہ مرقدہ نے آپ کی دینی وروحانی تربیت فرمائی۔جس کے نتیجے میں آپ علومِ جدیدہ کے ساتھ ساتھ علومِ دینیہ کے بھی ایک عظیم شہ سوار بنے۔نظمی مارہروی کی سب رنگ شخصیت کا یہی امتیازی وصف ہے کہ آپ بہ یک وقت علوم جدیدہ کے ماہر تو ہیں ہی علومِ دینیہ میں بھی آپ مثالی حیثیت کے حامل ہیں۔اسی طرح آپ نے مذاہبِ عالم کا بھی گہرا مطالعہ کیا، اسلام کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب پر آپ کی عالمانہ مہارت اور وسعتِ نظری مثالی ہے۔

علاوہ ان محاسن کے حضرت سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کثیر لسانی شخص ہیں۔آپ کو اردو کے علاوہ عربی، فارسی، ہندی، انگریزی، مراٹھی، گجراتی اور سنسکرت جیسی زبانوں پر عالمانہ وفاضلانہ دسترس حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کی فکر ونظر میں بلا کی گہرائی و گیرائی جلوہ فگن ہے۔نعتیہ شاعری تو آپ کا خاص میدانِ فکر وعمل ہے۔ویسے آپ کا رہوارِ قلم نثر ونظم دونوں ہی میدانوں میں یک ساں رواں دواں ہے۔آپ نے اصلاحِ امت، تحفظِ سنیت، ترویجِ مسلکِ اعلاحضرت، رشد وہدایت، تصوف وولایت، تاریخِ اسلامی اور سیرتِ طیبہ کے اہم گوشوں کو اجاگر کرنے کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں۔! تحقیق طلب امور کی

عالمانہ ومحققانہ شان وشوکت سے وضاحت وصراحت فرمائی ہے۔تفسیر وحدیث کے جابہ جا حوالے آپ کی تصانیف میں بہ کثرت موجود ہیں۔سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی روحانیت وعرفانیت، تصوف ومعرفت اور طریقت وحقیقت کے بھی کوہِ گراں ہیں۔ان پر نور امانتوں کے حوالے سے تزکیہ نفس، طہارتِ قلبی، رشد وہدایت، تبلیغ دین اور اشاعت وتحفظ مسلکِ اعلاحضرت کے لیے نظمی مارہروی کے ملک وبیرونِ ملک تبلیغی واشاعتی اسفار جاری رہتے تھے۔جہاں آپ کے وعظ وارشاد کی روحانی وعرفانی مجالس آراستہ ہوتی تھیں۔آپ کے پند ونصائح سے بھرپور مواعظِ حسنہ اور ملفوظاتِ نافعہ سماعت کر کے نہ جانے کتنے گناہ گار افراد تائب ہوئے اور بدعقیدہ، اہلِ سنت کے دامن میں آئے۔نظمی مارہروی بڑوں کی عزت و احترام اور چھوٹوں پر شفقت وپیار میں اسلاف کے پرتو ہیں۔آپ کی مجالس خالص علمی وادبی اور دینی واصلاحی عنوانات سے لبریز ہوتی تھیں۔آپ اپنے مریدین، متوسلین، معتقدین اور مستفیدین کی تالیفِ قلبی کے لیے اپنی نوازشات کی بارش کرتے رہتے تھے، ہرایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، دل نشین لب ولہجے میں کلام کرنا آپ کی شخصیت کے توصیفی پہلو ہیں۔نظمی مارہروی کے اندرونِ ملک تبلیغی وعلمی اسفار اتر پردیش، دہلی، ہریانہ، بہار، بنگال، آسام، میگھالیہ، میزورم، تری پورہ، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، راجستھان، گجرات، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، دادرانگر حویلی اور گوا جیسی ریاستوں کے مختلف اضلاع کے متعدد شہروں اور گاؤں میں جاری رہتے تھے علاوہ ازیں بیرونِ ملک میں حجازِ مقدس، عراق، دبئی، اسرائیل، شام، انگلینڈ، پاکستان اور نیپال کے مختلف شہروں میں آپ کی روحانی وعرفانی مجالس منعقد ہوتی رہی ہیں۔

نظمی مارہروی کو فن شاعری ورثے میں ملا۔آپ کے والدِ ماجد حضور سید العلما سید آلِ مصطفی سید میاں نور اللہ مرقدہ اپنے وقت کے عظیم مفتی، طبیب حاذق، خطیب، ادیب، مفکر، مدبر اور قادر الکلام شاعر گذرے ہیں۔آپ کا اشہب فکر نعتیہ اور بہاریہ دونوں رنگ میں شاعری کیا کرتا تھا۔آپ کے بعض اشعار زبان زدِ خاص وعام ہیں۔مثلاً

کسی کی جے وِجے ہم کیوں پکاریں کیا غرض ہم کو
ہمیں کافی ہے سید اپنا نعرہ یارسول اللہ

چمن کا ہر گل و غنچہ سلام کہتا ہے
حسین تم کو زمانہ سلام کہتا ہے

ترے پایے کا کوئی ہم نے نہ پایا خواجہ
تو زمیں والوں پہ اللہ کا سایا خواجہ

نظمی مارہروی جب حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کی زیارت اور حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو چکے تو آپ کے عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں مزید والہانہ وارفتگی آ گئی۔ جذبات کا التہاب، مضامین وموضوعات اور خیالات ومحسوسات کا جوسیل رواں گل بوٹے کی طرح ارضِ ذہن وقلب پر پروان چڑھنے لگا اس کو فکرِ نظمی نے قرطاس عقیدت ومحبت پر سجانا شروع کر دیا۔ وارداتِ قلبی کا یہ خوب صورت اور صد رنگ انعکاس یکے بعد دیگرے ''مدائح مصطفی، تنویرِ مصطفی، عرفانِ مصطفی اور نوازشِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' جیسے بیش بہا نعتیہ دواوین کی شکل میں رونما ہوا۔ یہ نعتیہ مجموعے یقیناً نظمی کی طرف سے دنیائے ادب کو گراں قدر تحفہ ہیں۔ نظمی مارہروی خود کو امام احمد رضا کی چلتی پھرتی کرامت مانتے ہیں اور اپنے اشعار میں جابجا اس حقیقت کا برملا اعتراف واظہار بھی کرتے ہیں۔

ملا نام نظمی کو نعت میں یہ عطا رضا کے قلم کی ہے
کہاں میری اتنی بساط تھی نہ حساب میں نہ کتاب میں

حضرت نظمی مارہروی کا یہ مطلع شاید ہی کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو یاد نہ ہو۔

کعبے کے در کے سامنے مانگی ہے یہ دعا فقط
ہاتھوں میں حشر تک رہے دامن مصطفی فقط

نظمی ہی کی زمین میں فقیر احمد میاں برکاتی مرتب کتاب ھذا نے بھی کئی نعتیں کہیں ہیں اس نعت کی زمین کا مطلع ملاحظہ ہو

ہے میری بس یہی دعا ہے یہی التجا فقط
بندہ مصطفیٰ ہی رکھ مجھ کو میرے خدا فقط

سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی نے اپنے احباب کی فرمائش پر تمام شعری مجموعوں کو یک جا کر کے ۲۰۰۸ء میں ایک مکمل دیوان ۴۸۶ صفحات پر مشتمل ''بعد از خدا...'' کے دل کش نام سے شائع کیا۔ جو عشق و محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گنجینہ ہونے کے ساتھ ساتھ فنی و شعری محاسن کا خزینہ بھی ہے۔ آپ نے اس میں کہیں کہیں بالکل اچھوتے اور نرالے موضوعات کو پیش کیا ہے، اس دیوان میں بعض ردیفیں اور قوافی جدت لیے ہوئے ہیں۔ زمینیں انتہائی مترنم اور انداز بیان میں ندرت و دل کشی ہے، نیز کئی بحریں نہایت سنگلاخ اور ردیفیں ادق ہیں۔ حمد و نعت کی جملہ روایات اور لوازمات کی مکمل پاس داری ''بعد از خدا...'' کی سطر سطر میں معمور اور ورق ورق میں مسطور نظر آتی ہیں۔

''بعد از خدا...'' میں شامل ایک نعتیہ نظم ''آرزوئیں کیسی ہیں؟ کاش یوں ہوا ہوتا!'' ایک اچھوتی اور منفرد نعت ہے، جسے مثالی نہیں بلکہ بے مثالی کہا جائے تو یہ مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔ اس نعت میں آپ نے سارے مضامین احادیثِ طیبہ کی روشنی میں بڑی خوب صورتی اور دل کشی کے ساتھ نظم کیے ہیں۔ جو ہر اعتبار سے لائق تحسین و آفرین ہیں۔

نظمی مارہروی کی دینی، علمی، ادبی اور شعری خدمات کی اس وسعت، رنگارنگی اور تنوع کو دیکھتے ہوئے اس امر پر حیرت ہوتی ہے کہ اس بلند و بالا سب رنگ علمی شخصیت کا دنیائے علم و ادب میں حتیٰ کے نعتیہ ادب کے حوالے سے بھی ویسا تذکرہ نہیں ہے جس کے وہ حق دار ہیں۔ جب کہ آپ کے موئے قلم سے نکلے ہوئے کلام کی عوامی مقبولیت کا تو یہ عالم ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کے بعد اگر کسی نعت گو شاعر کا کلام شہرت کی بلندیوں کو چھو رہا ہے تو وہ بلاشبہ سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی ہی کا کلام بلاغت نظام ہے۔

نظمی مارہروی کے کلام کے مطالعہ وتجزیہ کے بعد قاری کے دل پر جو نقشِ اولین مرتب ہوتا ہے وہ ہے آپ کے کلام کا، کلامِ رضا کا عکس جمیل، اور مظہرِ حسین ہونا۔ نظمی مارہروی کے کلام کی دیگر لائق تحسین خصوصیات میں یہ ایک اہم خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام کو پڑھ کر اہلِ عقیدت ومحبت آپ کو ''پرتوِ کلامِ رضا'' کے مہتم بالشان لقب سے یاد کرتے ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نظمی مارہروی کی وسیع تر شعری کائنات اور آپ کے فنی دروبست نیز جذبہ وفن کی طہارت، لفظ ومعنیٰ کے انسلاکات، فصاحت وبلاغت، تشبیہات وتلمیحات، استعارات وپیکرات، شعریت وادبیت اور شگفتگی وپختگی پر کماحقہ تبصراتی مقالہ قلم بند کرنا بھی اہلِ علم ودانش کا کام ہے۔

نظمی مارہروی فن نعت گوئی کے جملہ لوازمات سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔ آپ کی نعت گوئی گوناگوں محاسن سے لبریز ہے۔ آپ نے اپنی نعتوں میں کم وبیش انہی موضوعات کو برتا ہے جو امامِ نعت گویاں رضا بریلوی کی نعتوں میں جلوہ گر ہیں۔ ویسے نظمی نے سیرتِ طیبہ کے بعض ایسے گوشوں کو بھی اپنی نعتوں میں سمویا ہے جو دوسرے نعت نگاروں کے یہاں خال خال نظر آتے ہیں۔ اس لحاظ سے نظمی ایک منفرد لب ولہجے کے نعت گو شاعر کے روپ میں سامنے آئے ہیں۔ آپ کے نعتیہ کلام کی زیریں رو میں موضوعات کا گہرا تنوع ہے۔ فکر وفن اور جذبہ وتخیل میں ہمہ جہتی وہمہ گیریت پنہاں ہے۔ آپ نے اپنی نعتوں میں مختلف موضوعات کو بڑی خوش اسلوبی سے برتا ہے۔

نظمی مارہروی کے کلام کا ایک اور اہم توصیفی پہلو یہ ہے کہ آپ نے مشکل پسندی کو اپناتے ہوئے کبھی کبھی بڑی سنگلاخ بحروں کو منتخب کیا ہے اور مشکل ردیفوں میں اپنا شاعرانہ کمال ادیبانہ مہارت سے دکھایا ہے۔

جیسا کہ اس بات کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ نظمی مارہروی کی شخصیت علوم جدیدہ اور علومِ دینیہ کا حسین سنگم ہے۔ آپ دریائے قرآنیات، سیرت، احادیث اور تاریخِ اسلامی کے ایک

مشاق شاعر ہیں۔ آپ قرآنی اسلوب، قرآنی مضامین، احادیثِ نبویہ کے تقاضوں اور سیرتِ طیبہ کے صد رنگ پہلوؤں کے دانا و بینا عالم و فاضل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شعر کہتے وقت آپ اس گہرے دریا سے ایسے ایسے قیمتی موتی نکال لانے میں کام یاب ہو جاتے ہیں جو آرائش و زیبائش نعت کے لیے غایت درجہ ضروری و اہم ہیں۔ آپ نے اپنے بیش تر اشعار کی بنیاد آیاتِ قرآنی اور حدیثِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی ہے۔ آپ کی نعتوں میں اردو کے ساتھ ساتھ فارسیت کی آمیزش اور عربی زبان کا گہرا رچاؤ پایا جاتا ہے۔ عربی و فارسی کے استعمال کے باوجود قاری کو اُکتاہٹ نہیں محسوس ہوتی بلکہ وہ مکمل طور پر ان اشعار سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ یہ امر نظمی مارہروی کے ایک کام یاب اور قادر الکلام نعت گو شاعر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

''بعد از خدا...'' میں نعتوں کے علاوہ ایک معتد بہ حصہ منقبتوں پر مشتمل ہے جو شعری محاسن کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ نظمی مارہروی کے اپنے ممدوحین کے تئیں والہانہ وارفتگی اور باہوش عقیدت و محبت کی غماز بھی ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر، سیدنا علی مرتضیٰ، امام حسین، شہدائے کربلا، سیدنا غوثِ اعظم، خواجہ غریب نواز، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا، بزرگانِ مارہرہ مطہرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں منقبتیں خامۂ نظمی نے حوالۂ قرطاس کی ہیں۔

علاوہ ازیں نظمی مارہروی نے اس مجموعہ میں اپنے لکھے ہوئے سہروں اور رخصتیوں کو بھی شامل کیا ہے۔ یہ سہرے اور رخصتیاں بھی اپنے طرزِ اظہار، پیرایۂ بیان اور مضامین کی ندرت کے باوصف خاصے کی چیز ہیں۔ ان میں جہاں نصیحت آموز مضامین کی فراوانی ہے وہیں شعری حسن و جمال سے یہ نظمیں آراستہ و مزین ہیں۔ نظمی مارہروی نے ان سہروں میں نعتیہ و منقبتی انداز اختیار کر کے اس صنف کو بھی اپنے امتیازی اسلوب کے سبب ایک دل کش تقدس عطا کر دیا ہے۔ جو آپ کو دیگر پیشہ ور سہرا نویس اور رخصتی نگار شعرا سے منفرد اور ممتاز کرتا ہے۔ حضرت امین ملت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں مارہروی کی رسم مناکحت کے موقع پر نظمی کا لکھا گیا سہرا اندازِ بیان کے اعتبار سے اچھوتا اور نرالا بانکپن لیے

ہوئے ہے، ردیف وقوافی کی جدت وندرت اور فکری طہارت قاری کو مسرت وبصیرت سے آشنا کرتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ سید آلِ رسول حسنین میاں نظمی مارہروی کی تہہ درتہہ اور متنوع صفات وخصوصیات کی حامل سب رنگ شخصیت اور آپ کی وسیع تر جملہ فنی محاسن سے آراستہ ومزین تقدیسی شعری کائنات کا کماحقہ تعارف اور تبصرہ وتجزیہ پیش کرنا آسان کام نہیں۔ نظمی مارہروی کے شعری اثاثے کو پڑھنے کے بعد ہر صاحبِ نقد ونظر ہمارے اس دعوے کی توثیق کرے گا کہ ''نظمی مارہروی بلاشبہ عصرِ رواں کے سب سے عظیم ترین نعت گو بلکہ حسان العصر کہہ جانے کے بجا طور پر مستحق ہیں۔'' بعض ناقدین کے نزدیک اکیسویں صدی نعت گوئی کی صدی ہے اور واقعہ بھی یہی ہے، تو اس صدی کے ممتاز نعت نگاروں میں نظمی مارہروی کا بھی تذکرۂ خیر ہونا چاہیے۔ اب جب کہ نعتیہ ادب کو کافی فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ نعت اور فن نعت سے متعلق دنیا کے کئی خطوں سے نمائندہ رسائل وجرائد اشاعت پذیر ہو رہے ہیں تو ضروری ہو جاتا ہے کہ نظمی مارہروی کے فکروفن اور آپ کی امتیازی اوصاف کی حامل نعتیہ شاعری پر خصوصی گوشے شائع کیے جائیں۔ یونی ورسٹیوں اور جامعات میں آپ کے فن نعت گوئی کا محاکمہ کرتے ہوئے تحقیقی مقالات قلم بند کیے جائیں، تاکہ نظمی مارہروی کے پاکیزہ نعتیہ رجحانات، خیالات اور افکار میں جو انفرادیت، تنوع اور ہمہ جہتی وہمہ گیریت ہے اُن سے دنیائے ادب واقف ہو کر مکمل طور پر مستفیض ہو سکے۔

حضرت نظمی میاں نے، خانقاہ شریف کے پروردہ خلیفہ مُجاز، استاد احسن العلماء، حضرت خلیل ملت، خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کے کلام ''جمالِ خلیل'' پر ایک خوبصورت مقالہ تحریر فرمایا، جو کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے، اسی طرح انہوں نے جانشین خلیل ملت مفتی احمد میاں برکاتی کے کلام ''برکات محل'' پر بھی ایک حسین مضمون تحریر فرمایا ہے، جو قابل مطالعہ ہے۔

فخر خاندان برکات، امین ملت، تاج المشائخ حضرت ڈاکٹر پروفیسر سید شاہ

محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی

سجادہ نشین، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

۲۵ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ ۱۵، اگست ۱۹۵۲ء

برکاتیوں کے دولھا سید امین ہیں
جس کے سجا ہے سہرا سید امین ہیں
مفتی شریف ہوں یا مفتی خلیل حافظ
ان کی نظر کا تارا سید امین ہیں

(احمد میاں حافظ البرکاتی)

آپ کی ولادت ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۵، اگست ۱۹۵۲ء بروز جمعہ، قصبہ کاسگنج کے "مشن" اسپتال میں ہوئی۔ آپ کی پی۔ ایچ۔ ڈی میر تقی میر پر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے مکمل ہوئی۔ حضور تاج العلماء نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت و خلافت سے نواز دیا تھا۔ والد ماجد حضور احسن العلماء نے ۱۹۵۴ء میں اپنی سجادہ نشینی کے روز اجازت و خلافت سے سرفراز کیا نیز عرس رضوی کے موقع پر حضور مفتی اعظم ہند نے ایک دن میں تین بار خلافت عطا کی۔

نام و لقب: فخر السادات امین الملت والدین مولانا سید محمد امین میاں برکاتی رضوی بن احسن العلماء مولانا سید حسن میاں قادری برکاتی بن صحافیٔ ہندوستان، حضرت سید آل عبا برکاتی بن حضرت سید حیدر برکاتی۔

تسمیہ خوانی

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی رضوی کی رسم بسم اللہ والد ماجد نے بڑی شان وشوکت سے کرائی، مارہرہ مطہرہ کے مشائخ کے علاوہ دیگر اکابرین ملت نے بھی شرکت کی۔ آپ کے برادر اکبر سید نظمی میاں نے تسمیہ خوانی کے موقع پر ایک نظم کہی جو ہدیہ ناظرین ہے۔ ملاحظہ ہو

جبین امیں پر یہ سہرا مبارک — بہ نام خدا اس کا بندھنا مبارک
گلستان حیدر کا نورستہ غنچہ — اسے پھول بن کر مہکنا مبارک
حسینی ضیا سے ہے تاباں درخشاں — اسے مہر بن کر چمکنا مبارک
ہے آل عبا کے فضائل کا حامل — نجابت کا اس کو یہ تمغا مبارک
امین اپنا پڑھ لکھ کے فاضل بنے گا — لکھے گا قلم سے یہ فتویٰ مبارک
یہ حافظ بھی ہوگا یہ قاری بھی ہوگا — سنائے گا اک دن شبینہ مبارک
بنے گا مبلغ یہ دین متیں کا — نبی کی نیابت کا عہدہ مبارک
عبا اس کے دادا ہیں اسحاق نانا — تو پوتا مبارک نواسہ مبارک
جو کہتا ہے پھولوں کے سہرے کو بدعت — ہے بے ہودہ جاہل بڑا نا مبارک

محبت کی کلیو! مسرت کے پھولو! | کبھی وقت دیکھا تھا ایسا مبارک
بندھا تسمیہ کا ہے یہ جیسے سہرا | اسی طرح شادی کا سہرا مبارک

تعلیم وتربیت

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حسن العلماء حضرت علامہ مفتی سید حسن میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان محمد یوسف آفریدی، منشی سعید الدین، حافظ عبدالرحمن عرف حافظ کلو، والدہ ماجدہ اور پھوپھیوں سے حاصل کی ۔علم تکسیر کے ابتدائی اسباق اپنے عم مکرم سید العلماء حضرت سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ سے پڑھے ڈاکٹر سید محمد امین میاں نے مزید جدید علوم وفنون کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کارخ کیا، اور وہاں رہ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کی ۔آپ نے ۱۹۸۱ء میں مسلم یونیوسٹی علی گڑھ سے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔

والد ماجد احسن العلماء: (کچھ تذکرہ پہلے گزرا، مزید تذکرہ حاضر خدمت ہے)

حضرت مولانا ڈاکٹر سید محمد امین کے والد گرامی حضرت سید مصطفی حیدر حسن میاں برکاتی حضرت سید آل عبا علیہ الرحمہ کے منجھلے بیٹے ہیں ۔احسن العلماء مولانا سید حسن میاں کی والدہ ماجدہ تاج العلماء شاہ اولاد رسول نور محمد میاں مارہروی کی حقیقی بہن تھیں، ماموں نے بچپن سے مثل فرزند حقیقی پرورش اور تعلیم نشوونما کا اہتمام کیا۔

حضرت احسن العلماء کے اساتذہ میں منشی سعید الدین مارہروی، حافظ سلیم الدین ،حافظ عبدالرحمن، والدہ ماجدہ تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں مارہروی، حضرت مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی، برادر اکبر حضرت مولانا الشاہ سید آل مصطفی قادری برکاتی، شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی رضوی، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمۃ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں ۔انگریزی کے چند اسباق ماسٹر محمد سمیع خاں برکاتی سے پڑھے۔

حضور احسن العلماء بیعت وخلافت:

احسن العلماء کو اپنے نانا محترم حضرت سید شاہ ابو القاسم اسماعیل حسن برکاتی سے ارادت حاصل ہے نیز حضرت نے ان کو اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں قادری نے جملہ سلاسل کی اجازت مرحمت فرمائی اور اپنا جانشین مقرر کیا۔حضرت مولانا شاہ اولاد رسول محمد میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد فروری ۱۹۵۶ء میں آپ خانقاہ قادریہ برکاتیہ کے سجادہ نشین منتخب ہوئے۔

احسن العلماء بہترین حافظ اور عمدہ قاری تھے۔علم وفضل، زہد وتقوی، حلم، وبردباری توکل واستغنا، قناعت ورضا، منکسر المزاجی اور سادگی آپ کی دیگر اہم خصوصیات ہیں۔آپ علم ظاہر کی طرح علم باطن سے بھی سرفراز ہیں۔اپنے دور کے زبردست فاضل، مسلک اہل سنت کے عظیم پیر طریقت، فقہ حنفی کے عظیم الشان مفتی، اور ملت اسلامیہ کے بے پناہ درد رکھنے والے بزرگ تھے۔احسن العلماء علوم ظاہری وباطنی میں بے نظیر ہیں ساتھ ہی ساتھ سحر بیان مقرر بھی ہیں۔تصوف کے پیچیدہ مسائل کو آسان ترین لفظوں میں بیان کر دینا ان کے صوفی باصفا اور قادر الکلام ہونے کا بین ثبوت ہے۔فقیر قادری احمد میاں برکاتی کو کراچی حیدرآباد اور مارہرہ شریف میں کئی بار تقریر سننے کا موقع ملا ہے۔

احسن العلماء سید حسن میاں علیہ الرحمہ کا عقدِ مسنون سید محمد اسحاق نقوی کی صاحبزادی محبوب فاطمہ علیہا الرحمہ سے سیتاپور میں ہوا چار صاحبزادے اور ایک بیٹی بفضلہ تعالی حیات ہیں۔

احسن العلماء کے ممتاز خلفاء

۱) امین الملت حضرت مولانا ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی رضوی مارہروی مدظلہ۔

۲) جانشین مفتی اعظم فقیہ اسلام علامہ مفتی محمد اختر رضا ازہری قادری بریلوی مدظلہ۔

۳) مولانا سید محمد اشرف میاں برکاتی زید شرفہ۔

۴) مولانا سید محمد افضل میاں برکاتی زید فضلہ۔

۵) مولانا سید نجیب حیدر میاں برکاتی زید کرمہٗ۔

۶) مولانا الحاج الشاہ محمد سبحان رضا قادری مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی۔

۷) خطیب اعظم مولانا توصیف رضا قادری صدر جمعیۃ العلماء، بریلی۔

۸) علامہ مفتی محمد شریف الحق رضوی امجدی علیہ الرحمۃ، شارح بخاری جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔

۹) مولانا صوفی نظام الدین رضوی تنویر الاسلام امرڈوبھا بستی۔

۱۰) مولانا قاری محمد امانت رسول رضوی پیلی بھیتی۔

۱۱) حضرت سید شاہ ضیاء الدین احمد ترمذی سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ کالپی شریف۔

۱۲) راقم الحروف احمد میاں برکاتی دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ۔

امین ملت کے جد امجد حضرت سید آلِ عبا قادری علیہ الرحمۃ:

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں کے دادا حضرت سید حیات النبی آل عبا بشیر حیدر، المعروف سید شاہ آلِ عبا قادری کی ولادت ۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۲ء کو اپنی ننہال سیتا پور میں ہوئی، سید آلِ عبا قادری کے والد گرامی کا نام حضرت سید شاہ حسین حیدر برکاتی تھا۔ سید حسین حیدر کا نسبی تعلق سید سالار فرزند اکبر میر سید محمد المعروف بہ دعوۃ الصغریٰ فاتح بلگرام ضلع ہردوئی سے ہے۔

سید آلِ عبا قادری کے نانا میر سید محمد صادق علیہ الرحمتہ کا نسبی تعلق سید عمر فرزند اصغر میر سید صغریٰ بلگرامی سے ہے۔

سید آلِ عبا نے دینی تعلیم اپنے والد اور منشی فرزند حسن سے حاصل کی۔ اور گورنمنٹ ہائی اسکول سیتا پور سے ایم۔اے کیا۔ پھر مسلم یونیوسٹی علی گڑھ، عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد تشریف لے گئے اور کافی عرصے تک علوم وفنون کی تکمیل میں مصروف رہے۔ آپ نے حیدرآباد دکن میں محکمہ پٹہ جات میں ملازمت اختیار کی۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد آل انڈیا ریڈیو کے بیرونی نشریات کے شعبے سے وابستہ ہوگئے۔ عمر کا آخری حصہ مارہرہ مطہر میں گزرا۔

سید آل عبا قادری علیہ الرحمۃ کی تصانیف: (۱) بے پر کی، (۲) اپنی موج میں، (۳) میرا فرمایا ہوا، اہم ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی نثری مضامین و مقالات ہیں۔ آپ کا قلم بہت شگفتہ تھا اور اس کو اردو نثر و نظم دونوں پر ملکہ حاصل تھا۔

سید آل عبا سید العارفین سید المشائخ شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور اجازت و خلافت اپنے خُسر حضرت سید شاہ ابوالقاسم اسماعیل بن مارہروی سے حاصل ہے۔ آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ سید مخدوم علی حیدرآبادی، فرزند اصغر حضرت سید مرتضی حیدر حسن زیدی کو سید آل عبا قادری نے اجازت عطا فرمائی آپ شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے تخلص "آوارہ" تھا، جو آپ کیلیے رشید احمد صدیقی نے تجویز کیا تھا۔

سید آلِ عبا قادری کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں (۱) بڑے صاحبزادے سید العلماء سید آلِ مصطفی مارہروی (متوفی ۱۱ جمادی الاُخریٰ ۱۳۹۴ھ کو) وصال کر گئے۔ (۲) سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمۃ (۳) شفیق ملت حضرت شاہ مرتضیٰ حیدر حسین زیدی علیہ الرحمۃ (۴) سیدہ عائشہ حافظہ (فقیر احمد میاں برکاتی راقم الحروف کو یہ شرف حاصل ہے کہ سیدہ عائشہ علیہا الرحمۃ کو مارہرہ شریف میں حویلی کے باورچی خانے میں ناشتہ بنانے کے دوران قرآن کریم سنایا ہے) (۵) حافظہ سیدہ زاہدہ۔

صحافیءہندوستان سید آل عبا کی عمر سو سال کے قریب ہو کر ۲۳ جولائی ۱۹۸۶ء مارہرہ شریف میں وصال ہو گیا (فقیر قادری احمد میاں برکاتی نے آخری عمر میں، حویلی کے زنان خانے میں، حضرت کی زیارت کی ہے)۔

خدمات

حضرت ڈاکٹر سید محمد امین برکاتی مدظلہ نے فراغت کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں چند برس درس و تدریس کے منصب پر فائز رہ کر خدمات انجام دیں۔ ۱۹۸۳ء سے چند سال سینٹ جانس کالج آگرہ میں شعبہ اردو کے صدر کی حیثیت سے فرائض انجام دئے آج بھی علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبہ اردو سے منسلک ہیں۔ ڈاکٹر سید محمد امین میاں متحرک اور فعال

شخصیت ہیں۔سنیت کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔نہایت سنجیدہ نیک طینت،خوش کرداراور رحم دل واقع ہوئے ہیں۔طبیعت میں ودیعت کے طور پر سادگی وسنجیدگی زیادہ پائی جاتی ہے۔

تصانیف

ڈاکٹر سید محمد امین میاں اب تک کئی کتابیں تصنیف وترجمہ فرما چکے ہیں۔آپ کے مقالات ماہنامہ سنی دنیا بریلی،ماہنامہ استقامت کانپور،اور ماہنامہ حجاز جدید دہلی میں چھپتے ہیں۔مندرجہ ذیل تصانیف کے علاوہ آپ نے ادبی،مذہبی،تنقیدی،تحقیقی مقالات لکھے جن کو اہل علم نے وقعت اور اہمیت کی نظر سے دیکھا۔

بیعت وخلافت

حضرت علامہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں کو تاج العلماء سید اولاد رسول محمد میاں برکاتی سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل ہے۔اور والد بزرگوار احسن العلماء سید حسن میاں قادری سے بھی اجازت حاصل ہے۔مزید حضور مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفی رضا نوری قدس سرہ نے بھی آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔اجازت وخلافت کا واقعہ بھی عجیب وغریب ہے۔

واقعہ خلافت

۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ کو سید آل مصطفی مارہروی کا وصال ہوا،ڈاکٹر سید امین میاں کے والد ماجد حضور احسن العلماء پابندی سے دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کے جلسہ دستار بندی میں شرکت فرماتے تھے۔حضور مفتی اعظم اور حضور احسن العلماء میں بے حد محبت تھی، چنانچہ امین میاں نے ارادہ کیا کہ ۱۳۹۴ھ کے جلسہ ودستار میں حاضر ہونا چاہیے تاکہ حضور مفتی اعظم کو والد ماجد کی غیر موجودگی محسوس نہ ہو،چنانچہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں ۴ شعبان ۱۳۹۴ھ کو بریلی شریف حاضر ہوئے،پندرہویں شب میں جلسہ ہوا جلسے کے دوران آپ کے دل میں یہ خیال کہ اگر حضور مفتی اعظم قدس سرہ خلافت واجازت سے نواز دیں تو بہت اچھا ہو۔ساڑھے تین بجے رات کو جلسہ کا اختتام ہوا،اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے ڈاکٹر سید محمد امین کا ہاتھ پکڑا

اور اپنے دولت کدے کے لیے روانہ ہوئے۔ ڈیوڑھی میں حضور مفتی اعظم نے فرمایا:

میاں! امین یہ تو آپ کے آبائے کرام کی دی ہوئی نعمت ہے۔ میں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ کالپویہ میں مجاز و ماذون کرتا ہوں اور خلافت نذر کرتا ہوں

اس کے بعد ڈاکٹر سید محمد امین کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیے اور کچھ پڑھتے رہے۔ اُس وقت آپ پر رقت طاری ہوگئی۔

۱۳۹۵ھ کے عرس رضوی میں بریلی شریف تشریف لائے، قل شریف کی محفل جاری تھی۔ تقریباً ۸۰، ۹۰ ہزار کا مجمع تھا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے مولانا مفتی محمد شریف الحق رضوی امجدی سے فرمایا میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، چنانچہ کئی مائک مفتی اعظم کے سامنے رکھ دیے گئے۔ مفتی اعظم نے تقریباً آٹھ دس منٹ تقریر فرمائی جس میں ڈاکٹر سید محمد امین کی اجازت و خلافت کا اعلان فرمایا، پھر اپنے قلم مبارک سے مطبوعہ خلافت نامہ کی خانہ پری کر کے دستخط ثبت فرمائے۔

شوال المکرم ۱۳۹۵ھ میں حضور مفتی اعظم قدس سرہ مارہرہ شریف تشریف لے گئے، ڈاکٹر سید محمد امین میاں نے دلائل الخیرات شریف پیش کی اور عرض کی کہ اسے پڑھنے کی اجازت عطا فرمادیں۔ دریائے کرم جوش پر تھا دلائل الخیرات کے ساتھ ساتھ جملہ اعمال واذکار اور اشغال کی اجازت عطا فرمائی اور دوبارہ خلافت نامہ تحریر فرمایا۔

عقد مسنون

ڈاکٹر سید محمد امین میاں کی شادی سید عابد علی عابدی بریلوی کی صاحبزادی آمنہ خاتون سے الہ آباد میں ہوئی بفضلہ تعالیٰ دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔

آپ کے صاحبزادے (۱) مولانا سید محمد امان قادری مصباحی (ولی عہد) (۲) سید محمد عثمان قادری اور ایک صاحبزادی سیدہ ایمن ہیں۔

آپ کی تصانیف:

(۱) سید شاہ برکت اللہ حیات اور علمی کارنامے

(۲) ترجمہ اردو سراج العوارف (۳) ترجمہ اردو آداب السالکین (۴) ترجمہ رسالہ چہار انواع (۵) میر تقی میر (۶) ادب، ادیب اور اصناف (۷) قائم چاند پوری حالات اور علمی کارنامے (۸) شاہ حقانی کا اردو ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کی جدید انداز میں ترتیب۔

آپ اس وقت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں صدر شعبہ کے عہدے پر فائز ہیں (برکاتی)

اہل سنت میں آپ امین ملت کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔

امین ملت کی اہم خدمات (۱) ۲۰۰۴ میں جامعہ البرکات کا قیام (۲) ۱۹۹۹ میں مجلس برکات کا قیام (۳) جامعہ اشرفیہ میں ۲۰۰۴ میں مجلس شرعی کا احیا (۴) ۲۰۱۲ء میں مارہرہ شریف میں جامعہ احسن البرکات کا قیام۔

اعزاز: حضرت امین ملت کا بین الاقوامی اعزاز: حضرت امین ملت کو امریکہ اور جارڈن اسلامک اسٹڈیز سینٹر کے باہمی اشتراک سے ہوئے سروے میں پوری دنیا کے ۵۰۰ مشاہیر مسلمانوں میں ۴۴ واں مقام دیا گیا آپ پچھلے کئی سالوں سے عالمی مشاہیر کی اس فہرست میں جگہ بنائے ہوئے ہیں۔ آپ کے خلفاء کے نام:

(۱) سید شاہ نجیب حیدر نوری (۲) سید محمد امان قادری (۳) سید محمد عثمان قادری (۴) سید حسن حیدر نوری (۵) سید شاہ گلزار اسماعیل، واسطی، مسولوی (۶) امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رحمۃ اللہ علیہ (۷) بحر العلوم مفتی عبد المنان رحمۃ اللہ علیہ (۸) مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب، جامعہ اشرفیہ (۹) مولانا محمد احمد مصباحی صاحب، جامعہ اشرفیہ (۱۰) مفتی سید عارف علی صاحب (۱۱) مولانا شہاب الدین صاحب، لکھیم پور کھیری (۱۲) مولانا محمد عبد المبین نعمانی صاحب (۱۳) مفتی عبد الحلیم نوری، چھپرہ (۱۴) مفتی حبیب یار خاں، اندور (۱۵) مولانا مسجد رضا خاں (۱۶) قاری اسحاق محمد، انجینئر، جودھ پور (۱۷) مفتی ولی محمد ناگوری (۱۸) حاجی محمد عارف پردیسی (۱۹) سید نور اللہ شاہ بخاری، سہلاو شریف، راجستھان (۲۰) علامہ عبد الستار ہمدانی، پوربندر (۲۱) سید عبد الجلیل صاحب، بمبئی (۲۲) مفتی محمد محمود اختر، ممبئی (۲۳) مولوی

محمد حنیف صاحب، ناگور (۲۴) بابا عبدالنبی صدیقی ممبئی (۲۵) مفتی محمد حنیف رضوی وغیرہم

بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، انوپ شہر روڈ، علی گڑھ، و بشکریہ ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مالی گاؤں۔

البرکات انسٹی ٹیوشن:

شمالی ہند میں علی گڑھ کی معیاری درس گاہ ''البرکات انسٹی ٹیوشن'' (جامعہ البرکات) قائم ہوئی۔ جو عصری تعلیم کا پرشکوہ مرکز ہے جہاں ضروری دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اسے خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے قائم کیا ہے۔ حسن تعمیر کا یہ مرقع اپنی فعالیت کے اعتبار سے بھی ممتاز مقام رکھتا ہے۔ قوم کی اعلیٰ تعلیمی تربیت کے ساتھ معیار علم میں اس کا اپنا مزاج ہے جس کی خدمات کا ذکر مسلم یونی ورسٹی کے کئی سینئیر اساتذہ نے کیا۔ ڈاکٹر مختیار الدین احمد (سابق صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے ''جامعہ البرکات'' کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ کے سجادہ نشین امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں نے علی گڑھ میں بڑا شاندار ادارہ قائم کیا ہے۔ آپ اسے ضرور دیکھیے۔ کام کسے کہتے ہیں اس کا آسانی سے اندازہ ہوگا۔

راقم الحروف احمد میاں برکاتی نے امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں کے اخلاق و کردار و شخصیت کو بہت قریب سے دیکھا ہے ان کی زندگی بڑی مصروف اور قوم کے لیے وقف ہے۔ انہیں مسلمانوں کے تعلیمی عروج کی ہمہ وقت فکر رہتی ہے، وہ احقاق حق کے لیے بھی کوشاں ہیں فکر امام احمد رضا کے اشاعتی نیٹ ورک کی نگرانی بھی کر رہے ہیں، ساری دنیا میں سرگرم درجنوں اصلاحی، دینی، تعلیمی ادبی اداروں کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں استاد کی حیثیت سے طلبا کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ متعدد کتب تصوف کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، آپ نے شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی کی شہرہ آفاق کتاب ''سراج العوارف'' اور حضرت شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی کی ''چہار انواع'' جو معرفت وسلوک کی تعلیمات کا دستور العمل کہی جا سکتی ہے کا سلیس اردو میں عمدہ ترجمہ کیا ہے۔

جانشین احسن العلما حضرت امین ملت ڈاکٹر سید امین میاں قادری (سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ اپنے والد کے بارے میں) فرماتے ہیں:

''حقیقت و معرفت کی شمع بظاہر خاموش ہے مگر ان کا مشن زندہ۔ ان کا مشن ہے ایک نکاتی پروگرام اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت، اس ایک جملے میں گویا سمندر کوزے میں بھر دیا ہے۔

فقیر احمد میاں برکاتی نے مارہرہ شریف حاضری کے دوران کئے بار وہاں پیر بھائیوں سے سنا کہ حضرت سید میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا (جب امین میاں تولد ہوئے تھے) کہ اس بچے کی وجہ سے مارہرہ شریف کا نام بہت اونچا ہوگا، مشہور ہے کہ آپ پیدائشی ولی ہیں اور جس کے لئے دعا فرمادیں وہ شخص بن جاتا ہے، یہ ایک یقینی حقیقت ہے کہ آج بھی آپ کے اکابر کی طرح، اہل ہندوستان کی نگاہیں، اہم موقع پر آپ کی طرف لگی رہتی ہیں آپ کا فیصلہ آخری مانا جاتا ہے آپ نے بہت سے اہم قومی مواقع پر اہم فیصلے فرمائے۔ آپ کی مصروفیات یونیورسٹی کے علاوہ ملکی اور بین الاقوامی امور میں رہتی ہیں۔ شدید علالت کے باوجود کئے مرتبہ جلسوں میں خطاب فرمائے مرض میں شدت مزید آگئی۔ لیکن آپ اپنی روحانی قوتوں کی وجہ سے ہمیشہ تازہ دم نظر آئے۔ اکثر اوقات کئی ملکوں خصوصاً پاکستان میں فون پر خطاب اور دعائیں فرماتے ہیں روحانی طور پر آپ اکثر مشائخ کی بارگاہوں میں تشریف لے جاتے ہیں اور اکابر مشائخ کی طرح ہر مرید پر توجہ رہتی ہے بارہا خواب میں تشریف لا کر تسلی دیتے ہیں۔ ایک بار فقیر سخت مضطرب تھا تو آپ خواب میں تشریف لائے۔ اور فقیر کو تسلی دی اور کام بہتر ہوا آپ جب بھی پاکستان تشریف لائے تو کئی بار فقیر کے غریب خانہ 'البرکات'' اور دارالعلوم احسن البرکات میں قدم رنجہ فرمایا۔ ہندوستان میں بعض مقامات پر آپ کے قطبیت کے مظاہر بھی دیکھنے میں آئے اور کئی کرامات کا ظہور ہوا اور حیدرآباد سندھ میں جامعہ خلیلیہ برکاتیہ کی تعمیر میں حضرت کے تصرف کا بڑا حصہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ فقیر احمد میاں برکاتی

حضور تاج العلماء سے بیعت ہے۔ میری اہلیہ حضور احسن العلماء سے بیعت ہیں دو

بیٹے اور بیٹی بھی احسن العلماء سے بیعت ہیں اور اب میری پوتے پوتی بھی حضور امین ملت سے بیعت ہیں امین ملت کا خصوصی کرم اس فقیر بے توقیر پر بھی رہتا ہے آپ کی ذات اس وقت دنیا کے لاکھوں مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کے لئے نعمت الٰہی ہے آپ کی طرح آپ کے برادران گرامی فقیر سے بے انتہا محبت فرماتے ہیں جس کی مثال ناممکن ہے۔ کئی مواقع پر آپ نے فقیر کو اپنے گراں قدر مشوروں سے بھی نوازا اور آسانی پیدا فرمائی یہ جو کچھ لکھا ہے آپکی ذات کے فضائل کا عشر عشیر بھی نہیں ہے رب العزت جل وجلالہ آپ کا سایہ تادیر قائم رکھے اور آپ کا فیض ہمیشہ جاری رہے۔ وما علینا الا البلاغ

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید

۲۰ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ

۲۲، اکتوبر ۲۰۱۶

شب یکشنبہ

شرف ملت حضرت سید

محمد اشرف میاں قادری

برکاتی مدظلہ

۸ جولائی ۱۹۵۷ء / ۱۴ شعبان ۱۳۷۴ھ

آپ حضرت احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت ۸، جولائی ۱۹۵۷/۱۴، شعبان ۱۳۷۶ھ کو مناہل سیتاپور میں ہوئی۔ حضرت سید العلماء نے آپ کا نام سید محمد اشرف رکھا۔

بسم اللہ خوانی والد ماجد نے کرائی۔ آپ کی تعلیم کا آغاز مدرسہ قاسم البرکات سے ہوا۔ قرآن عظیم کا درس حضرت والد ماجد، پھوپھی صاحبہ سیدہ حافظہ عائشہ خاتون اور سیدہ حافظہ زاہدہ خاتون اور حافظ عبدالرحمن نے دیا۔ اردو کی تعلیم منشی سعید الدین اور منشی نصیر احمد نے دی۔ قصبہ سے ہائی اسکول کر کے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں داخل ہوئے جہاں سے بی۔ اے آنرس اور پھر ایم۔ اے، گولڈ میڈل کے ساتھ پاس کیے UPSC مقابلہ جاتی امتحان میں حصہ لیا، پہلے IPS کے عہدے کے لیے منتخب ہوئے لیکن والد ماجد کی اس سروس میں مرضی نہ دیکھتے ہوئے IPS میں جوائن نہیں کیا۔ پھر Civil Services کے امتحان میں شریک ہوئے اور دوبارہ IRS میں آپ کا انتخاب ہوا۔

شرف ملت کو یہ شرف حاصل ہے کہ Civil Services Exam کو اردو میڈیم کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے والے آپ پہلے امیدوار ہیں۔ انڈین ریونیو سروس (IRS) میں مختلف اعلیٰ عہدوں پر رہتے ہوئے فی الوقت ممبر انکم ٹیکس سیٹلمینٹ کمیشن کے عہدے پر فائز ہیں۔

حضرت تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ نے ولادت کے بعد ہی سیتاپور جا کر آپ کو بیعت سے مشرف کیا۔ والد محترم حضرت احسن العلماء اور بڑے ابا حضرت سید العلماء اور حضرت وارث پنجتن نے تمام سلسلوں کی خلافت واجازت عطا فرمائی لیکن آپ انکساری کے سبب لوگوں کو داخل سلسلہ نہیں فرماتے۔

آپ کا نکاح پروفیسر سید علی اشرف صاحب مرحوم، سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ کی صاحبزادی سید نشاط اشرف صاحبہ سے ہوا۔ سیدہ نشاط اشرف صاحبہ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

گرلس کالج سے M.Sc (Chemistry) کی ڈگری حاصل کی ہے۔آپ کے دو بیٹے سید نبیل اشرف، سید ناظم اشرف اور ایک بیٹی سیدہ شفا اشرف ہیں۔ایک بیٹا اور ایک بیٹی ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔بڑے صاجزادے سید نبیل میاں حال ہی میں Probationary Officer کے امتحان میں کامیاب ہو کر Indian Overseas Bank میں مینجر ہیں۔

دنیاوی اعتبار سے بڑے منصب پر فائز ہونے کے باوجود خانوادہ کے تمام امتیازات سے بھی آپ کو خوب حصہ ملا۔دینی مزاج، علما و مشائخ کا احترام، عشق رسول ﷺ بزرگان دین سے محبت، تواضع وانکساری، خلوص ومحبت، مروت اور سنجیدگی و بردباری جیسی اچھی صفات آپ کی شخصیت و کردار میں رچی بسی ہیں۔غریبوں کی مدد کے لیے ہر وقت خوشی سے تیار رہنا آپ کو سب سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔حضرت شرف ملت بہت باتدبیر اور حلیم شخصیت کے حامل ہیں۔چھوٹے جملوں میں بڑی بڑی نصیحتیں کر دینا آپ کی شخصیت کا اہم حصہ ہے۔

آپ کا شمار برصغیر کے ممتاز افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔آپ کو اردو ادب اور تصنیف وتالیف سے خاص شغف ہے۔افسانے، کہانیاں اور ناول لکھنے کے علاوہ آپ بلند پایہ شاعر بھی ہیں۔نعت ومنقبت کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔آپ کی بہت سی تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔آپ کی علمی اور ادبی خدمات پر آپ کو حکومت ہند کی جانب سے ساہتیہ اکادمی ایوارڈ بھی حاصل ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ کتھا ایوارڈ، Lifetime Achievement Award for Fiction ابھی حال ہی میں مدھیہ پردیش حکومت کی جانب سے اقبال سمان کے لیے بھی آپ کا نام تجویز ہوا ہے۔

آپ کی تصانیف یہ ہیں:

صلو علیہ وآلہ:

یہ حمد، نعت اور مناقب کا مجموعہ ہے۔یہ کتاب بھی چھپ کر عاشقان رسول سے داد و تحسین وصول کر چکی ہے۔

بادِ صبا کا انتظار:

یہ کہانیوں کا مجموعہ ہے جس پر آپ کو صوبائی حکومت کی طرف سے ساہتیہ اکادمی ایوارڈ کے ساتھ ایک لاکھ نقد انعام اور تصنیفی سند پیش کی گئی ہے۔ یہ ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔

ڈار سے بچھڑے:

یہ بھی آپ کی تخلیقی کہانیوں کا پہلا مجموعہ ہے جو اب کئی کالجز کے اردو کے نصاب میں شامل ہے۔

نمبردار کا نیلا:

یہ ایک عمدہ ناول ہے جس میں نیلا کردار کے ذریعے آپ نے انسانوں کے مختلف کردار کو پیش کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہندوستان کے ایک بڑے ادیب اور نقاد شمس الرحمن فاروقی نے کہا کہ ''ایسا ناول تو انگریزی زبان میں بھی نہیں پڑھا''۔

میرا امن قصہ سنو:

یہ بھی آپ کا تخلیقی ناول ہے جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔

آخری سواریاں:

یہ ناول حضرت شرف ملت کا گذشتہ سال شائع ہوا۔ الحمد للہ اس ناول کو اس وقت افسانوی ادب کا ایک بڑا شاہکار تصور کیا جا رہا ہے۔

حضرت شرف ملت مسلم یونیورسٹی کی طالب علمی کی زندگی میں بے حد ممتاز اور محبوب شخصیت شمار کیے جاتے تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی All India Sir Syed Debate میں دوبار خطاب حاصل کیا۔ انجمن اردوئے معلی کے سکریٹری اور علی گڑھ میگزین کے ایڈیٹر رہے۔ یونیورسٹی لٹریری کلب کے بھی سکریٹری رہے۔

ان کے علاوہ درجنوں علمی وادبی مضامین، غزلیں اور نظمیں ہندوستان اور بیرونِ ہند کے بڑے رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ آپ کی کئی کہانیوں کے ترجمے دوسری زبانوں میں چھپ چکے ہیں۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، کشمیر یونیورسٹی میں آپ کی ادبی

خدمات پر Ph.D اور M.Phill ہو رہی ہے۔اس سال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں صدام حسین نے شرف ملت کی ادبی خدمات پر Ph.D میں داخلہ لیا ہے

علم کی ترویج واشاعت کا خاندانی وصف بھی آپ میں خوب خوب موجود ہے۔البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کے آپ نائب صدر ہیں اور اس کی منصوبہ سازی اور ادارہ سازی میں آپ حضرت امین ملت کے کندھے سے کندھے ملا کر خدمات انجام دے رہے ہیں۔جامعہ البرکات آپ کی فکر وتدبیر،تعمیری ذہن،انتظامی صلاحیتوں کا حسین عکس ہے۔اس کے علاوہ خانقاہ درگاہ شریف کے تعمیری معاملات،انتظام وانصرام،عرس شریف کی محافل ومجالس کی ترتیب،خانقاہ شریف کے پیغام کو عام کرنے کیلیے مسلسل کاوشیں آپ کی ذات کی مرہون منت ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ صحت وسلامتی کے ساتھ ہمارے اوپر قائم رکھے۔(آمین)

(تذکرہ مشائخ،مارہرہ از احمد مجتبیٰ)

اس فقیر بے توقیر کو،حضرت شرف ملت کے ساتھ،کچھ وقت بچپن میں حیدرآباد اور کراچی میں بیٹھنے کا موقع ملا اور کچھ وقت مارہرہ شریف میں بھی رفاقت میسر آئی ہے۔

(احمد میاں برکاتی)

شہزادہ احسن العلماء حضرت

سید افضل میاں قادری برکاتی

زید فضلہٗ

ولادت ــــــــــــــــ ۱۱ مارچ ۱۹۶۴

حضرت افضل میاں صاحب حضرت احسن العلماء کے تیسرے صاجنرادے ہیں۔
آپ کی ولادت ۱۱ مارچ ۱۹۶۴ء میں مارہرہ مطہرہ میں ہوئی۔قرآن عظیم گھر کے بزرگوں سے پڑھا۔علی گڑھ یونیورسٹی سے L.L.B اور L.L.M کیا۔ ۱۹۹۰ میں IPS میں منتخب ہو گئے۔افضل میاں صاحب بھی اپنے برادر محترم اشرف ملت ہی کی طرح اردو میڈیم سے Civil Services میں منتخب ہوئے۔۲۰۱۱ میں آپ کو صدر جمہوریہ کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔حضرت افضل میاں اپنے طالب علمی ہی کے زمانے میں مسلم یونیورسٹی میں بہت معروف تھے۔آپ کے خطاب اور گفتگو کے لوگ آج تک قائل ہیں۔مسلم یونیورسٹی سرسید ڈیبیٹ میں تین مرتبہ خطاب میں امتیاز حاصل کیا۔یونیورسٹی لٹریری کلب کے سکریٹری رہے گفتگو کے فن میں اپنا ایک الگ مقام رکھتے ہیں۔اپنے اسلاف کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے اسی دردمندل،غرباء پروری،سخاوت انکسار کے جذبے سے سرشار ہیں۔سلسلہ برکاتیہ کی ترویج واشاعت کے لیے اپنے منصب کی مصروفیات کے باوجود کوششیں اور کاوشیں کرتے رہتے ہیں۔البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی کے Executive Member اور Founder ہیں۔ادارہ چلانے میں آنے والی دشواریاں کے حل کرنے میں آپ کی ذات حد درجہ مفید اور مددگار ہے۔

علی گڑھ یونیورسٹی میں مدارس اہل سنت کا الحاق آپ ہی کی پراثر پیش قدمی کا نتیجہ ہے۔افضل میاں صاحب کو تحریر اور تقریر میں ملکہ حاصل ہے۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سیرت کے جلسے میں ایک مرتبہ احباب کی گذارش پر تقریر فرمائی تو مجمع کی حیرانی کا یہ عالم تھا کہ برملا اھل علم کہہ رہے تھے،"ایک IPS آفیسر اور رجسٹرار سیرت کے حوالے سے ایسی جامع معلوماتی گفتگو فرمارہے ہیں"۔

افضل میاں صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خطابت کی خداداد صلاحیت کے علاوہ کہانیاں اور سوانحی خاکے لکھنے کا فن عطا فرمایا ہے۔ان کی کہانیاں اور مضامین ہندوستان کے معیاری

رسالوں میں شائع ہوتی ہیں۔

افضل میاں صاحب کا حلقہ بہت وسیع ہے اور وہ اپنے اخلاق، متحرک اور فعال طبعیت کی بنا پر افسران کے حلقے میں بہت مشہور بھی ہیں اور محبوب بھی، آپ کو خلافت و اجازت والد ماجد حضور احسن العلماء رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔

افضل میاں صاحب نے محکمہ پولیس کے بڑے اہم عہدوں کو زینت بخشی۔ اپنے منصبی فرائض کی ایمانداری اور فہم و تدبیر سے ذمہ داریاں نبھانے کے سبب وہ صوبہء مدھیہ پردیش کے ذمہ دار اور معروف افسروں میں شمار کیے جاتے ہیں فی الحال Additionsal Duirector General Of Police Lokayut کے منصب پر بھوپال میں تعینات ہیں۔

سید افضل میاں کا عقد حضرت امین ملت کی بیگم کی چھوٹی بہن سیدہ راشدہ خاتون صاحبہ سے ہوا جو تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں آپ کے ایک بیٹے سید برکات حیدر اور ایک بیٹی سیدہ کائنات ہیں، ماشاء اللہ دونوں زیر تعلیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کے فیض کو مخلوق خدا پر عام رکھے۔ آمین

تذکرہ مشائخ مارہرہ (از احمد مجتبیٰ)

حضرت افضل میاں صاحب سلمہ الولی کے ساتھ بھی، فقیر احمد میاں برکاتی کو حضرت کے بچپن میں چند ساعتیں کراچی میں گزارنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔

(احمد میاں برکاتی)

حضرت رفیق ملت سید

نجیب حیدر نوری میاں برکاتی

مدظلہ

ولادت ــــــــــ یکم جولائی ۱۹۶۸ء

سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ شریف

رفیق ملت سید شاہ نجیب حیدر حضور احسن العلماء کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں ۔آپ یکم جولائی ۱۹۶۸ء میں مارہرہ شریف میں پیدا ہوئے ۔قرآن عظیم اپنی پھوپھی سیدہ حافظہ زاہدہ خاتون سے اور کچھ حصہ اپنے والد ماجد حضور احسن العلما سے پڑھا۔اردو کی تعلیم والدہ ماجدہ نے دی ۔آگرہ یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد آپ اپنے والد ماجد حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ کے ساتھ ہی رہے اور خانقاہ برکاتیہ کی خدمات انجام دینے میں ان کی مدد فرماتے رہے ۔حضور احسن العلماء نے آپ کی تربیت اس انداز سے کی ہے کہ آپ خانقاہ ،درگاہ،عرس اور جائداد کے معاملات اور انتظامات کی نگرانی میں ماہر ہو گئے ۔سلسلے کے تمام مریدین ومتوسلین سے آپ کا رابطہ رہتا ہے ۔اپنی خوش مزاجی اور نرم اخلاق کے باعث بہت مقبول ہیں ۔

حضرت رفیق ملت کو بیعت حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ہے ۔سلسلہ قادریہ برکاتیہ میں خلافت واجازت اپنے والد ماجد حضور احسن العلما اور وارث پنجتن رحمۃ اللہ علیہ سے ہے ۔حضرت امین ملت نے اپنی رسم سجادگی کے موقع پر سب سے پہلے خلافت رفیق ملت کو عطا فرمائی ۔ان بزرگوں کی حیات میں ہی معرفت کی چاہت رکھنے والے حضرت آپ کی خدا داد صلاحیتوں اور کیفیات جذب کو دیکھ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے ۔

آپ کو آپ کے تایا حضرت وارث پنجتن نے گود لیا اور آپ کو اپنا وارث وولی عہد اور سجادہ نشین اپنی حیات ظاہری میں فرمادیا۔ان کے چہلم کے دن علماء ومشائخ کی موجودگی میں آپ سجادۂ عالیہ نوریہ پر جلوہ افروز ہوئے ۔

اپنے قصبے مارہرہ میں آپ بہت مقبول ہیں اور یہاں کے لوگ آپ کو بہت چاہتے بھی ہیں ۔آپ کو خدا تعالیٰ نے دل درمندی کی دولت سے نوازا ۔آپ جہاں تک ہو سکتا ہے بندگان خدا کی ہر جائز خدمت کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں ۔مہمان نوازی میں بھی اپنے بزرگوں کے نقشے قدم پر چلتے ہیں ۔آپ کی انہی خوبیوں کی وجہ سے علماء کرام آپ سے بڑی

محبت فرماتے ہیں۔ مسجد برکاتی میں جہاں آپ کے والد ماجد حضرت احسن العلماء علیہ الرحمہ نے ۵۴ برس تک خطابت کی خدمت انجام دی اب وہ خدمت آپ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقریر کا جوہر عطا کیا ہے۔ ہزاروں لاکھوں کے مجمع میں برجستہ تقریر کرتے ہیں تو ایک عجیب جذب کی کیفیت طاری رہتی ہے جو اپنے سننے والوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے۔

خانقاہ برکاتیہ میں تعمیر، درگاہ کے انتظام، تمام اہتمام عرس، مشائخ کی سالانہ فاتحہ، زائرین درگاہ سے ملاقات جیسے تمام کام حضرت رفیق ملت بخوبی کرتے ہیں۔ رفیق ملت پیر طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے منتظم ہیں، ان کو کام کرنے و کرانے کا ہنر اور سلیقہ خوب آتا ہے۔

اپنے وطن مارہرہ شریف میں قصبے کے لوگوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کے واسطے حضرت رفیق ملت نے ''مارہرہ پبلک اسکول'' شروع کیا جس میں ۹۰۰ بچے ہیں ''جامعہ احسن البرکات'' ان کی نگرانی میں چل رہا ہے اور امید ہے کہ آنے والے دنوں میں یہ دارالعلوم اہل سنت کا فخر ہوگا۔

حضور احسن العلماء کے وصال کے بعد حضرت رفیق ملت نے ملک کے کونے کونے میں تبلیغی دورے کیے اور سلسلہ برکاتیہ کے فروغ کے لیے بڑی کوششیں کیں۔ حضرت رفیق ملت علمائے کرام سے محبت فرماتے ہیں، ان کی خاطر تواضع میں رفیق ملت کا انداز داد دینے کے قابل ہوتا ہے۔

رفیق ملت کی سیرت کا ایک پہلو، ان کی شخصیت کو امتیازی صف میں لا کھڑا کرتا ہے اور وہ ہے ان کی سماجی خدمات کا ذوق۔ بیماروں کا علاج کرانے، بچیوں کی شادیاں کرانے، لوگوں کے گھر کی تعمیر کرنے میں وہ خود کو ہمیشہ اول صف میں رکھتے ہیں۔ ان کا دسترخوان بہت وسیع ہے۔ خانقاہ میں ان کے دم سے سخاوت اور ضیافت کی بہاریں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل، آپ کو لمبی عمر عطا

فرمائے اور بندگان خدا آپ سے یوں ہی فیضیاب ہوتے رہیں۔

آپ کی شادی اپنی سب سے چھوٹی خالہ کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ شبستان صاحبہ سے ۱۹۹۴ء میں ہوئی۔آپ کی اہلیہ زیور تعلیم سے آراستہ ہیں۔ان سے آپ کی ایک صاحبزادی سیدہ عارفہ اور دو صاحبزادے سید حسن حیدر اور محمد محسن۔تینوں ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آپ کے خلفا میں یہ نام خصوصیات کے ساتھ ذکر کیے جاتے ہیں

مولانا سید محمد امان قادری، سید حسن حیدر قادری، مفتی آفاق احمد صاحب مجددی قنوج، مفتی محمد حنیف برکاتی کانپور، الحاج محمد اویس رضا قادری پاکستان، مولانا مجیب اشرف صاحب، مولانا صغیر احمد جوکھن پوری، مولانا عبدالغنی محمد عاطف قادری، مولانا فضل رسول محمد عزام قادری، مفتی قلندر صاحب کرناٹک، حاجی عبدالغفار پردیسی، حاجی محمد عارف پردیسی۔

(تذکرہ مشائخ مارہرہ)

فقیر قادری احمد میاں برکاتی راقم الحروف کو حضرت سے بھی خصوصی لگاؤ ہے۔جب بھی مارہرہ شریف حاضری ہوئی، حضرت کی شفقتیں خوب پائیں۔جب بھی کراچی تشریف لاتے ہیں تو فقیر کو اپنی محبتوں سے نوازتے ہیں، آپ صاحب کرامات بھی ہیں۔کراچی کے بہت سے احباب آپ کی کرامتوں کے عینی گواہ ہیں۔اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور سلسلہ وفیض کو جاری رکھے۔(آمین)

فقط: العبدالقادری احمد میاں برکاتی غفرہ الحمید۔

۲۳ ذی قعدہ ۱۴۳۸ھ۔۱۶ اگست ۲۰۱۷ء

محترم قارئین، خانقاہ برکاتیہ کے مشائخ کا تذکرہ فی الوقت تکمیل کو پہنچا لیکن، فقیر کے والد گرامی، خانقاہ شریف کے ان مشاہیر میں سے ہیں، جو ضمیر متصل کی طرح ہیں، تو فقیر نے ان کو منفصل نہیں کیا، بلکہ تلامذہ و اساتذہ کے اصرار پر شامل کتاب کیا۔ حضرت خلیل العلماء خانقاہ برکاتیہ کے مشاہیر خلفاء سے ہیں اور علمی سرمایہ ہیں۔

خلیل العلماء، خلیل ملّت، مفتی اعظم پاکستان، بدر الشریعۃ، نجم الطریقۃ، محبوب سُنّی جیلانی، پروردہء تاج العلماء، استاذ احسن العلماء، علامہ

مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی مارہروی

علیہ الرحمۃ والرضوان

۲۶۔شوال المکرم ۱۳۳۸ھ ۔۔۔ ۳۔جولائی ۱۹۲۰ء، روز دوشنبہ

۲۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۔۔۔ ۱۸۔جون ۱۹۸۵ء، روز سہ شنبہ

تاابد سرسبز و شاداب و تروتازہ رہے
گلشن ایماں خلیل مصطفی کے واسطے

تعارف

خلیل العلماء مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی

علیہ الرحمۃ والرضوان

خلیفہ مُجاز نیابۃً حضور تاج العلماء علیہ الرحمۃ وتحریراً حضور احسن العلماء علیہ الرحمۃ

از: حافظ سید عطا بخاری برکاتی

(ریسرچ اسکالر، عنوان: مفتی محمد خلیل خاں برکاتی)

آپ کے والد کا نام عبد الجلیل خاں ہے، مفتی صاحب ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئے، اپنے مقام ولادت (موضع کھریری، ریاست دادوں ضلع علی گڑھ) سے ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں مارہرہ شریف آ گئے جہاں دنیا کی ایک عظیم خانقاہ، ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کا مرکز، خانقاہ برکاتیہ ہے، جو امام احمد رضا خاں بریلوی کا بھی پیر خانہ ہے۔ یہاں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۶ء میں ۶ سال کی عمر میں اسکول میں داخل ہوئے اور ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں مڈل پاس کیا۔ ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء میں مدرسہ حافظیہ سعیدیہ، دادوں ضلع علی گڑھ (ہندوستان) میں درس نظامی کا آغاز کیا۔ مفتی صاحب کے اساتذہ میں امام احمد رضا خاں بریلوی کے صاحب زادے مفتی اعظم علامہ مفتی محمد مصطفٰے رضا خاں بریلوی اور شاگرد و خلیفہ علامہ امجد علی اعظمی جیسے کامل علماء و فضلاء تھے..........

وہ ۱۳۵۶ھ / ۱۹۳۸ء میں حضرت سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری علیہ الرحمۃ (م۔ ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۷ء) کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء میں مرشد گرامی نے نیابتہً اجازت دی پھر حضرت سید حسن میاں صاحب سجادہ نشین مارہرہ شریف نے تحریراً اجازت مرحمت فرمائی ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۵ء میں مفتیٔ اعظم ہند نے بھی چاروں سلاسل میں اجازت عنایت فرمادی۔

مفتی صاحب نے ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء میں مولوی عربی کا امتحان پاس کیا، ۱۳۶۱ھ

/ ۱۹۴۰ء میں عالم عربی کا امتحان پاس کیا۔ اسی سال سراج العوارف کا ترجمہ کر کے تصنیف و تالیف کا آغاز فرمایا............ ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۵ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی اور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفے رضا خاں بریلوی نے سندِ حدیث عطا فرمائی.......... ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۶ء میں مفتی صاحب نے تبلیغ و تقریر کا آغاز فرمایا اور اسکے ساتھ تدریس بھی شروع کی، مدرسہ قاسم البرکات (مارہرہ شریف)، اور مدرسہ قمر الاسلام (میرٹھ) میں صدرِ مدرس بھی رہے.......... ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء میں شادی ہوگئی، اسی سال مدرسہ اسلامیہ (مارہرہ شریف) میں تدریس اور افتاء کی ذمہ داریاں سپرد کی گئیں اور اسی سال جامع مسجد شیش گراں، (مارہرہ شریف) میں امامت، خطابت کا آغاز فرمایا.......... ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لے آئے، پہلے میرپور خاص (سندھ) میں رہے پھر کراچی اور ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء میں حیدرآباد سندھ تشریف لے آئے اور اسی سال دارالعلوم احسن البرکات کی بنیاد رکھی.......... مفتی صاحب اس کے مہتمم اور شیخ الحدیث رہے..... ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے.......... ۱۹۸۴ء میں شدید علیل ہوئے اور تصنیف و تالیف، تدریس و تبلیغ کا کام موقوف ہوگیا دوسرے ہی سال ۲۸/ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ/ مطابق ۱۸/ جون ۱۹۸۵ء کو ۶۵ سال کی سال کی عمر میں وصال فرمایا اور حیدرآباد سندھ میں دربار جیلانی سخی عبدالوہاب شاہ میں رکھے گئے۔ ڈاکٹر مسعود احمد نقشبندی مجددی لکھتے ہیں:

مفتی صاحب نے تقریباً ۵۸ تصانیف و تراجم یادگار چھوڑی ہیں جن میں سے دو تین کے علاوہ سب ہی شائع ہو چکی ہیں، مثلاً ترجمہ سبع سنابل شریف، ہمای نماز، ہمارا اسلام، سنّی بہشتی زیور، عقائد اسلام، نور علیٰ نور، فیصلہ ہفت مسئلہ وغیرہ وغیرہ۔

ماہر رضویات ڈاکٹر مسعود احمد صاحب، خلیل العلماء پر یوں قلم اٹھاتے ہیں:

علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری ایک قادر الکلام شاعر بھی ہوئے ہیں، ایک شعر دیکھیں۔

پھول برسانہ یوں سخن کے خلیلؔ
غنچۂ و گل کو شرم آتی ہے

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ''مولوی'' جذباتِ عشق و محبت سے عاری ہوتا ہے اس لئے وہ اچھا شعر نہیں کہہ سکتا حالاں کہ عاشق رسول جذبات عشق و محبت سے مالا مال ہوتا ہے ہاں گستاخِ رسول اس دولت سے ضرور محروم رہتا ہے......... عشق و محبت انسان کو ذکی اور ذہین بنا دیتے ہیں اور گستاخی و بے ادبی سے انسان غبی اور کند ذہن بن جاتا ہے......... عاشق کا دل و دماغ کھلا ہوا ہوتا ہے اور اگر عاشق علم و فضل سے آراستہ ہو تو سبحان اللہ و ماشاء اللہ!......... اس کے جذبات جھوٹے نہیں، سچے ہوتے ہیں کیوں کہ اس کا محبوب سچا ہوتا ہے......... مجازی عاشقوں کو اس حقیقت کی خبر نہیں......... یہ دنیا ہی اور ہے.........

اردو کے مشہور شاعر داغ دہلوی، امام احمد رضا خاں کے چھوٹے بھائی حسن رضا خاں بریلوی کے استاد تھے ایک دن حسن بریلوی نے اپنے بھائی رضا بریلوی کی یہ نعت سنائی جس کا مطلع ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
ترے دن اے بہار پھرتے ہیں

مطلع سن کر داغ چونک پڑے اور بیساختہ بولے:۔

''مولوی ہو کر اتنے اچھے شعر کہتا ہے''؟

سبحان اللہ! گویا ''مولوی'' اچھے شعر نہیں کہہ سکتا......... ان ریمارکس سے علماء کے بارے میں شعرا کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے......... اللہ اکبر! شرابی شاعر ہو سکتا ہے، مصطفٰے کا فدائی شاعر نہیں ہو سکتا؟......... نہیں نہیں، شاعری اس کی خادمہ ہے......... وہ شاعری سے کہیں بلند ہے.........

مفتی محمد خلیل خاں برکاتی طبقہ علماء میں ممتاز تھے، وہ سخن گو اور سخن سنج بھی تھے اور فن شعر میں خاص امتیاز رکھتے تھے......... انہوں نے مختلف اصناف سخن میں شاعری کی مثلاً

............حمدؔ،نعتؔ،منقبتؔ،غزلؔ،قصیدہ،سہرا،قطعہؔ،مسدسؔ،مربع،وغیرہ........... ان کی بعض غزلیں اور نعتیں تو مرصّع ہیں اور یہ بات اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب شاعر زبان و بیان پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی خیالات میں روانی اور جذبات میں جولانی ہو............ ان کے بعض مطلع اور مقطع بھی خوب ہیں.......... ان کی شاعری بڑی وقیع ہے، اس میں تمام وہ خوبیاں موجود ہیں جو ایک اچھی شاعری میں ہونی چاہئیں ۔(جمال خلیل)

خلیل ملت کے بارے میں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی ایچ ڈی ایڈیشنل سیکریٹری محکمۂ تعلیم سندھ گورنمنٹ، مزید تحریر کرتے ہیں

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

جب ہم ماضی کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ایک قیامت گزرگئی، اللہ اکبر! کیسی کیسی عظیم ہستیاں اٹھ گئیں، ماحول خالی خالی سا نظر آتا ہے، فضائیں بے کیف سی معلوم ہوتی ہیں، رنگِ محفل پھیکا پھیکا سا دکھائی دیتا ہے.......... اس میں شک نہیں مثالی شخصیتوں کا اٹھ جانا ملتِ اسلامیہ کے لئے ایک بڑا المیہ ہے، نہایت کربناک اور غمناک.......... انھیں مثالی شخصیتوں میں حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ بھی تھے.......... وہ مفتی بھی تھے، مدرس بھی، مناظر بھی اور منتظم بھی.......... وہ مصنف بھی تھے اور مترجم بھی، وہ مبلغ بھی تھے اور مقرر بھی اور شاعر بھی تھے..........

جناب علامہ سید آل رسول صاحب نظمیؔ مارہروی علیہ الرحمۃ خلیل العلماء کے بارے میں فرماتے ہیں

”میں نے انہیں دیکھا بھی ہے اور برتا بھی ۔ دیکھا بھی ہوش میں اور برتا بھی ہوش میں ۔میں ان دنوں مارہرہ مطہرہ میں ہی زیر تعلیم تھا۔ وہ اپنے مرشد حضرت سیدنا شاہ ابوالقاسم محمد اسماعیل حسن صاحب قدس سرہٗ کے عرس میں شرکت کرنے تشریف لاتے تھے۔ عرس میں آنے والے چند ہی علمائے کرام ایسے ہوتے تھے جن سے خانقاہ کے بچے مانوس

تھے۔ ایک مولانا عبید اللہ صاحب علیہ الرحمتہ والرضوان اور دوسرے حضور خلیل العلماء محمد خلیل خاں صاحب برکاتی قدس سرہٗ العزیز۔ میں اس وقت موخر الذکر کی ہی یاد کی خوشبو سے اپنی روح میں تازگی بھر رہا ہوں۔ کھرے پٹھان ہونے کے باوجود ان کی مسکراہٹ ایسی دلنواز تھی کہ سامنے والے کو مسحور کر دیتی تھی۔ وہ خلیل جلیل ہونے کے ساتھ ساتھ سراپا جمیل بھی تھے۔ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ہر طرف نور و نکہت کی بارش ہونے لگتی۔ علم کا سمندر تھے۔ دیکھا تو نہیں مگر سنا ہے کہ خانقاہ میں رہتے اور میرے عم محترم حضور احسن العلماء سید شاہ حسن میاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کو درس دیا کرتے تھے۔ البتہ یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ میرے والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمتہ ان سے خصوصی محبت سے پیش آتے تھے۔ مرشد کے آستانے کا رنگ ان پر اس قدر غالب تھا کہ پہلی ہی نظر میں ہر کوئی ان کی برکاتیت بلکہ مارہرویت کا قائل ہو جاتا تھا زبان میں جادو، قلم میں تاثیر، شخصیت میں ہر دلعزیزی کے اوصاف، خلیل العلماء علیہ الرحمتہ ہمیشہ آستانہ برکات کی آبرو بنے رہے۔ برسوں بعد وہ پھر مارہرہ تشریف لائے ہم میں سے ایک ایک کو پہلی نظر میں پہچانا اور پہلے کی طرح بھرپور شفقت برسائی علالت کے باعث اگرچہ زبان متاثر تھی، مگر اس حالت میں بھی ہم لوگوں سے خوب خوب باتیں کیں، نئی پرانی باتیں۔ اس دورے میں خلیل العلماء کے ساتھ ان کے ہونہار سپوت بھی تھے، جو کبھی اپنے بچپن میں مارہرہ مطہرہ آئے تھے وہ جو کل ایک پودا تھا، وہ پودا ماشاء اللہ تناور درخت بن کر میرے سامنے آیا تھا۔

خلیل العلماء یوں تو ہندوستان سے ہجرت کر گئے تھے مگر عرس قاسمی میں ان کی نظم کردہ منقبتیں، اور نعتیں اور گاگر چادر کے جلوس میں پڑھی جاتیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

خلیل العلماء علیہ الرحمتہ تحریر اور تقریر دونوں ہی میدانوں کے شہسوار تھے۔ بچپن میں ان کے تحریر کردہ اسلامی عقائد اور دینیات پر چھوٹے چھوٹے رسالے ہمیں بھی پڑھائے گئے۔ بچوں کے لئے لکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، بالخصوص مذہبی موضوع پر۔ مگر خلیل

العلماء نے سوال جواب کے روپ میں مذہبی معلومات پر مشتمل وہ کتابچے تحریر فرما کر دین کی بڑی بھاری خدمت انجام دی۔ آسان زبان ان کے قلم کی خصوصیت تھی۔ یہ کتابچے ہندو پاک میں کافی مقبول ہوئے۔

اس وقت ہمارے سامنے خلیل العلماء علیہ الرحمتہ کے قلم کا ایک اور روپ موجود ہے۔ یعنی ان کا دیوان۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! دودھ اور شہد میں دھلا ہوا کلام ہے۔ ''جمال خلیل'' کے عنوان سے نعت منقبت اور غزل کا یہ حسین مرقع خلیل العلماء کے ہونہار صاحب زادے اور سچے وارث میرے بھائی مفتی احمد میاں برکاتی سلمہ تعالیٰ نے ترتیب دیا ہے۔ خلیل العلماء صرف شاعر ہی نہیں، عالم جلیل بھی ہیں۔ اور انکے خداداد علم کی یہ جلالت ان کے قلم کی ہر جنبش سے ہویدا ہے۔''

خلیل العلماء کا وطن ایک طرح سے مارہرہ مطہرہ ہی تھا۔ جی ہاں، وہی مارہرہ مطہرہ جس نے اپنے دور میں بڑے پایہ کے شعراء پیدا کئے۔ احسنؔ مارہروی، دلیرؔ مارہروی، سواحیؔ مارہروی، وغیرہم۔ پھر خود خلیل العلماء علیہ الرحمتہ کے مرشدان عظام میں پیمیؔ، علیمؔ، نوریؔ جیسے مایہ ناز شعراء کرام گزرے جو صاحب معرفت بھی تھے اور اہل لطافت بھی۔ خلیل العلماء کو مارہرہ کی مٹی سے بہت کچھ ملا۔ ان کی شاعری میں تغزل بھی اسی مٹی کی دین ہے۔

خلیلؔ تجھ سا سیاہ کار اور نعت نبی
یہ فیض مرشد برحق ہے ورنہ تو کیا ہے
یہ دو چار الفاظ جو میں نے لکھے یہ خراج عقیدت ہیں۔ (جمال خلیل)

خلیل العلماء کا قلم

مفتی احمد میاں برکاتی نے پاکستان میں اپنے ایک قابل دوست محمد وسیم سے ایک شاندار یہ کام کروایا، کہ پہلے ہمارا اسلام مکمل کو انگریزی میں کرایا گیا، نام Islam The Glorius Riligion ہے پھر مکمل سنی زیور پہلی بار انگریزی میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور

سال میں دو تین ایڈیشن لازمی منظر عام پر آ رہے ہیں، ہمارا اسلام اور سنی زیور کی یورپ اور امریکہ وافریقہ میں بہت مانگ ہے، کچھ عرصے بعد آپ کی کتاب چادر اور چار دیواری (تفسیر سورۃ النور) بھی انگریزی میں آگئی اور محققین کے لئے بنیادی کام آسان ہوگیا۔ اسکا نام "The Veil" ہے۔ سنّی بہشتی زیور سندھی میں شائع ہوئی، ہندی میں انڈیا میں شائع ہوئی۔ اور حال ہی میں اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں، ماریشس کے ایک اسکالر قاری منصور صاحب کر رہے ہیں، اس سے قبل ہمارا اسلام کے چند حصے ڈچ زبان میں ہالینڈ میں شائع ہوئے۔

خلیل العلماء کے وصال کو اگر چہ اب تیس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں مگر مرشد گرامی نے ایسا ہیرا بنادیا کہ اس کی جگ مگ سے دنیا کے بہت سے ملک چمک رہے ہیں۔ ان کی کتاب سنی بہشتی زیور، ہمارا اسلام پاکستان کے بعض مدارس میں نصاب میں شامل ہے اور بیرون ملک کشمیر، بنگلہ دیش، برطانیہ، کے مسلمان اسکولوں اور ماریشس کے اسلامی اسکولوں میں نصاب میں رائج ہے۔ آپ کے تحریر فرمودہ اٹھارہ ہزار فتاویٰ میں سے ایک انتخاب۔۔۔ ''فتاویٰ خلیلیہ'' تین جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔ علامہ احمد میاں برکاتی کہتے ہیں کہ میں نے آٹھ سال کی طویل محنت کے بعد یہ فتاویٰ شائع کیے ہیں، حضرت امین ملت نے ان فتاویٰ کی فہرست دیکھ کر فرمایا کہ خلیل العلماء نے تو فتاویٰ میں سمندر جمع کر دیے ہیں، ان فتاویٰ میں کم وبیش پچاس عنوانات پر فتاویٰ موجود ہیں جو کہ ہر سال مسلسل چھپ رہے ہیں۔

خلیل العلماء کی خطاطی:

خلیل العلماء علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری علیہ الرحمۃ ایک بہترین، خطاط تھے، یہ تو نہیں معلوم ہوسکا کہ آپ نے یہ فن کس طرح اور کہاں حاصل کیا، البتہ آپ کی خطاطی، خانقاہ شریف میں بھی مشہور تھی اور اسی کا کچھ اثر آپ کے ایک شاگرد حافظ محمد شریف برکاتی (مارہرہ شریف) میں موجود ہے۔ ماہنامہ ''جہانِ رضا'' لاہور کے ایک شمارے میں آپ کی خطاطی

کے حوالے سے ایک واقعہ درج ہے جسکا حوالہ حفید خلیل العلماء مفتی حماد رضا نوری نے دیا ہے کہ:

''ایک مرتبہ حضرت تاج العلماء نے خلیل العلماء کو حکم دیا کہ ''حیات اعلیٰحضرت'' کی نقل تیار کریں چنانچہ خلیل العلماء نے اپنے خوبصورت قلم سے قلمی نسخے سے حیات اعلیٰحضرت کی نقل فرمائی جواب بھی خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے تاریخی کتب خانہ میں موجود ہے''

حضرت کے قلم کا عکس ''فتاویٰ خلیلیہ'' اور رسالہ ''خلیل العلماء'' کے علاوہ کئی رسالوں میں بھی طبع ہو چکا ہے۔

خلیل العلماء کے قلم سے لکھا ہوا ایک طغریٰ، مرشد گرامی حضرت تاج العلماء رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے سرہانے لکھا ہوا ہے اور مرشد کو خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔ طغریٰ کے مندرجات اسطرح ہیں:

''سیدی و مرشدی، کنزی و ذخری لیومی وغدی، حضور تاج العلماء اولاد رسول الشاہ سید محمد میاں قادری برکاتی ابوالقاسمی........''

یہ طغریٰ اب بھی امکان ہے کہ وہیں ہو، راقم الحروف نے آخری بار اس کو 2002 میں دیکھا تھا۔

خلیل العلماء علیہ الرحمۃ کا قائم کردہ

دارالعلوم احسن البرکات، کی مختصر تاریخ و دینی خدمات

دارالعلوم احسن البرکات قطب زماں ''مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان نے شوال ۱۳۷۱ھ مطابق جولائی 1952ء میں قائم فرمایا جس کے لئے ایک عمارت سید جعفر حسین شاہ صابری مرحوم نے وقف کی۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اس وقت پورے شہر حیدرآباد میں کوئی مدرسہ، جامعہ، یا مکتب نہیں تھا اور سب سے پہلا مدرسہ احسن البرکات کے نام سے قائم ہوا۔ اس لحاظ سے یہ مدرسہ ام المدارس ہے اور حیدرآباد شہر کے اکثر مدارس اور مکاتب اس دارالعلوم کے فاضلین نے قائم کئے۔ جن حضرات نے ابتدائی زمانے میں اس دارالعلوم میں قرآن کریم حفظ، ناظرہ، پڑھا اور عربی، فارسی زبانوں میں اکتساب علم کیا ان میں ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں، آج ان میں سے اکثر حضرات پروفیسرز، لیکچررز، ڈاکٹرز، انجینئرز اور اسکولوں میں مدرسین اور جامعات میں معلم ہیں۔

دارالعلوم کی توسیع و شاخوں کا قیام

اس طویل عرصے میں دارالعلوم کی عمارت میں ممکنہ حد تک توسیع کی گئی اور مزید تعمیر کے ذریعے اسے چار منزل تک پہنچایا گیا۔ قدیم عمارت میں ساٹھ طلباء کی رہائش کی گنجائش ہے جبکہ ضرورت کے پیش نظر الوحید کالونی حیدرآباد میں 1988ء میں ''جامعہ خلیلیہ برکاتیہ'' کے نام سے نئی عمارت تعمیر کی گئی جہاں ایک سو طلباء کے رہنے کی گنجائش ہے اس کے ساتھ ساتھ موجودہ مہتمم مفتی احمد میاں برکاتی نے شہر اور بیرون اٹھارہ مختلف شاخیں قائم کیں۔

شعبہ طالبات کا قیام

سن 2000ء میں دارالعلوم احسن البرکات میں طالبات کے لئے درس نظامی کے کورس کا انتظام کیا گیا۔ اس میں میٹرک پاس طالبات کو داخلہ دیا گیا۔ بحمداللہ تعالیٰ 2005ء

میں ان طالبات نے دورۂ حدیث مکمل کیا اور اسی دوران لطیف آباد نمبر ۸ میں مدرسہ ''برکات القرآن'' میں عالمہ کورس کا افتتاح کیا گیا جہاں ہر سال ساٹھ طالبات زیر تعلیم ہوتی ہیں اوقات تعلیم شام پانچ بجے تا سات بجے رات ہیں۔ ان فاضلات میں سے بعض معلمات شہر کے دیگر مدارس میں طالبات کو زیور علم سے آراستہ کر رہی ہیں۔

خود دارالعلوم کی سند سندھ یونیورسٹی میں مساوی، بی اے، ایم اے عربی، اسلامیات تسلیم شدہ ہے۔

دارالعلوم کی لائبریری میں چھ ہزار پانچ سو کتابیں موجود ہیں جن میں چالیس قلمی بعض نایاب اور بعض کمیاب ہیں۔

دارالعلوم کی قدیم عمارت چار منزلہ ہے جن میں ۷ سات تدریسی، تین رہائشی کمرے، ایک ہال اور پانچ گودام ہیں۔

مجموعی طور پر تمام شاخوں اور مرکزی عمارت میں 2300 دو ہزار تین سو سے زیادہ طلباء و طالبات زیر تعلیم رہتے ہیں۔

دارالعلوم احسن البرکات کے تمام فاضلین اور تلامذہ اور خلیل العلماء علیہ الرحمۃ و محامد العلماء کے مریدین محبین معتقدین میں، آپس میں رابطہ کے لئے ایک روحانی اور علمی مجلس ''دائرہ برکات اسلامی انٹرنیشنل'' کے نام سے قائم کی گئی ہے جس کے تحت مختلف مواقع پر سندھ، بلوچستان اور پنجاب، ماریشس میں محافل کا انعقاد ہوتا ہے۔ نیز حیدرآباد میں اہم تاریخوں میں جلسے اور محفلیں ہوتی ہیں۔

فتاوائے خلیل العلماء

حیدرآباد شہر میں سب سے پہلا فتویٰ خلیل العلماء کے قلم سے دارالعلوم احسن البرکات سے ۱۹۵۵ء میں جاری ہوا، اسکے بعد سے اب تک ہزاروں فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں اور لاکھوں بھٹکے ہوئے راہ ہدایت پر چل پڑے ہیں۔ حیدرآباد کا سب سے قدیم مدرسہ، اور ام المدارس، دارالعلوم احسن البرکات ہی ہے، جو آپ نے ۱۹۵۲ء میں قائم کیا۔

خلیل العلماء، خلیل ملت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری المارہروی علیہ الرحمتہ والرضوان نے جب اس دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھدیا تو آپ نے بیک وقت کئی محاذوں پر کام شروع کیا...... تدریس...... تقریر...... فتویٰ نویسی...... اور تصنیف و تالیف...... خطابت و امامت کا شعبہ ان کے علاوہ تھا...... آپ راتوں کو جلسوں میں جاتے، دن کو پڑھاتے...... اور مندرجہ بالا امور پر بھی کام کرتے تھے...... بازار سے گھر کا سودا سلف لانا الگ ذمہ داری تھی، جو خود پوری فرماتے تھے۔ خلیل العلماء کے قلم سے دارالعلوم سے جو کل فتاویٰ جاری کئے گئے، اُن کی تعداد اٹھارہ ہزار کے قریب ہے، ایک محتاط اندازہ کے مطابق صرف خلیل ملت نے کئی محاذوں کے باوجود بیس سال میں تنہا سات ہزار فتاویٰ جاری فرمائے۔ فتاویٰ خلیلیہ کی ترتیب و تفصیل اور طباعت کے مراحل میں آٹھ سال لگے اور ان میں اس کا پروف چار بار پڑھا گیا۔

مفتی احمد میاں برکاتی نے خود پڑھا، فرماتے ہیں: چنانچہ چوتھا پروف پڑھنا شروع کیا، اور پوری تن دہی سے اس میں لگ گیا...... تدریس، تقریر، فتویٰ نویسی اور دیگر مسائل بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے...... اور ادھر احباب کا شور و اصرار، کہ فتاویٰ کب تک منظر عام پر آ رہے ہیں، بعض دوستوں نے تو طنز بھی کئے۔ طعنے بھی دئے مگر فقیر سب کچھ برداشت کرتا رہا، اور یہ احساس رہا کہ تصحیح کی ہر ممکن تدبیر کی جائے...... پروف پڑھنے میں فقیر نے، کوئی جگہ اور کوئی وقت نہ چھوڑا سفر میں، حضر میں، بس میں، ٹرین میں، حتیٰ کہ ہوائی جہاز میں اور پھر یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ عین کعبتہ اللہ شریف کے سامنے اور پیارے آقا ﷺ کے مقدس شہر میں مسجد نبوی کے صحن میں، گنبد خضراء کے سامنے بھی، پروف ریڈنگ کی، کہ ہر دو جگہ کے جلوے اس میں اُتر جائیں اور کتاب حامل برکات ہو جائے، رات کو جلسوں سے واپس آتا تو ضرور ایک گھنٹہ پروف پڑھتا (فتاویٰ خلیلیہ)

فتاویٰ خلیلیہ جلد اول میں فتاویٰ کی تعداد ۷۴۵ (سات سو پینتالیس) ہے، جن میں بیاسی ۸۲ فتوے، مفتی احمد میاں برکاتی نے لکھے اور حضرت خلیل ملت نے ان پر تصدیق

فرمائی ہے۔ ان میں چار فتاویٰ وہ بھی شامل ہیں، جو جید مفتیان کرام نے تحریر فرمائے اور تصدیق کے لئے، حضرت خلیل ملت کو بھجوائے، وہ فتاویٰ مع تصدیق، جلد اوّل میں شامل ہیں، ان مفتیان کرام میں، علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمتہ اور مولانا مفتی محمد رمضان صاحب، مفتی حزب الاحناف لاہور شامل ہیں، سائلین کے نام دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ سائلین میں کئی مشائخ عظام، مفتیان کرام اور ہم عصر علماء کرام شامل ہیں۔

(احمد میاں برکاتی، فتاویٰ خلیلیہ جلد اول)

مخدوم العلماء، عارف باللہ، حضرت علامہ مولانا سید محمد علی حسنی رضوی قادری علیہ الرحمۃ سابق رکن قومی اسمبلی، حیدرآباد، خلیل العلماء کے بارے میں لکھتے ہیں

''خلیل ملت'' کی تصانیف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کا مطالعہ بہت وسیع اور علوم دینیہ پر نظر بہت گہری تھی۔ آپ کی تعلیم و تدریس کا طریقہ بھی نہایت سادہ تھا۔ مشکل سے مشکل کتاب بہت کم وقت میں پڑھا دیتے۔ فتویٰ نویسی میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ آسان سے آسان مسئلہ بھی کتاب میں دیکھ کر فتویٰ لکھتے۔ سائل کا صرف جواب ہی نہ دیتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ عقلی و نقلی دلائل بھی ضرور دیتے تھے۔ آپ تصنیف و تالیف کی ضرورت، اہمیت اور افادیت سے پوری طرح باخبر تھے۔ اس لیے انہوں نے اس طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اور اس میدان میں خاصا کام کیا، قدرت نے انہیں قوت استدلال اور عام فہم اندازِ تحریر کا ملکہ عطا فرمایا تھا، اس دعوے پر آپ کی تمام تصانیف شاہد ہیں۔ (سید محمد علی رضوی، فتاویٰ خلیلیہ جلد اول)

مفتی شجاع الدین رتوی لکھتے ہیں:

''فتاویٰ خلیلیہ'' ایک انقلاب آفریں کتاب ہے، اس میں پیش آمدہ مسائل کا حل بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ محققین، مدرسین اور مفتیوں کا رہنما ہے۔ طلباء کے لئے فقہی معلومات کا ذخیرہ اور عوام کے لئے دینی معلومات کا بہت بڑا ذریعہ اور ماخذ ہے۔ (فتاویٰ خلیلیہ جلد اول)

مفتیٔ زماں حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی النوری نور اللہ مرقدہٗ و

دامت فیوضہ، کا شمار ان علماء ربانیین میں ہے.......... جو بیک وقت.......... محدث
..........مفسر..........مناظر..........مفتی..........مدرس..........مصنف..........
مترجم..........منتظم..........فقیہ..........واعظ..........اور شاعر ہیں اور اس کے باوجود
سادگی کے حامل ہیں۔ (جمال خلیل صفحہ ۹)

مفتی محمد خلیل خاں صاحب کا آبائی شجرہ اسطرح ہے

محمد خلیل خاں بن عبدالجلیل خان بن اسماعیل خان بن سردار خان بن فیض اللہ خاں، آپ کا تعلق لودھی خاندان سے ہے۔ تاریخ کے مطابق لودھی خاندان میں تین بادشاہ گزرے ہیں، جنہوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے، ا۔بہلول لودھی، ۲۔سکندر لودھی، ۳۔اور ابراہیم لودھی، ان میں سکندر لودھی کو اولیاء کرام سے بہت عقیدت تھی۔ مفتی محمد خلیل خان کے ایک بھائی، عبدالقدیر خاں تھے، جن کا انتقال پاکستان میں ہوا۔

(قلمی یادداشت مفتی محمد خلیل خاں، بحوالہ فتاوی خلیلیہ)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

خلیل العلماء نے قرآن کریم کے سترہ پاروں کی تفسیر (خلاصتہ التفاسیر) کے نام سے لکھی، جن میں سے سات پارے طبع ہوئے۔ حضرت خلیل ملت رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تصانیف عوام وخواص کے لئے مفید اور قبولیت عامہ کی حامل ہیں۔ خاص طور پر "ہمارا اسلام" اور "سنی بہشتی زیور" کو حیرت انگیز مقبولیت حاصل ہوئی، ہمارا اسلام کا ترجمہ سندھی، ڈچ ہندی اور انگریزی میں شائع ہو چکا ہے، مفتی صاحب کا انداز مناظرانہ نہیں بلکہ معلمانہ ہے۔ (مُجلہ خلیل علم ص ۷۷)

تقویٰ و پرہیزگاری:

استاذ العلماء، خلیل العلماء قبلہ مفتی صاحب جامع شریعت وطریقت عالم اور مفتی شرع متین تھے احکام شریعت کی بہت سخت پابندی فرماتے تھے اور حلال وحرام کا امتیاز تو تھا ہی مگر آپ شبہ کی چیزوں سے بھی بہت سخت اجتناب فرماتے تھے۔ (فتاوی خلیلیہ)

آپ کے فیض یافتہ ایک اور تلمیذ مولانا عبدالرحیم نقشبندی برکاتی آف کشمیر لکھتے ہیں:

فتاویٰ کی دھاک:

خلیل ملت پر حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمتہ اور امام اہل سنت رحمتہ اللہ علیہ کی ایسی نظر تھی کہ وہ "جس سمت آ گئے ہیں سکے بٹھا دیئے ہیں" کا مظہر تھے۔ تدریس ہو یا تصنیف، نعت گوئی ہو یا وعظ و بیان وہ ہر فن مولا تھے۔

فتویٰ:

آپ بڑے غور و خوض اور کتب بینی کے بعد استفتاء کا جواب مرحمت فرماتے سندھ سے لیکر بلوچستان تک اکثر استفتاء آپ کے پاس آتے، آپ اس کا ایسا مکمل اور مدلل جواب رقم فرماتے کہ بڑے بڑے جید علماء و مفتیان گرامی آپ کے فتاویٰ کو تسلیم فرماتے

ریڈیو پاکستان سے تعلق:

دارالعلوم احسن البرکات اور ریڈیو پاکستان حیدرآباد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان وجود میں آیا۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں دارالعلوم احسن البرکات وجود میں آیا۔ اس کے چند سال بعد ہی ریڈیو پاکستان نے حیدرآباد سے اپنی نشریات کا آغاز کیا۔ حسن اتفاق سے ریڈیو پاکستان حیدرآباد جس عمارت میں قائم ہوا وہ دارالعلوم احسن البرکات کے عین سامنے تھی۔ چنانچہ فطری طور پر ریڈیو پاکستان حیدرآباد کے ارباب نشریات نے دارالعلوم احسن البرکات میں حاضر ہو کر خلیل ملت مفتی اعظم سندھ و بلوچستان علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی علیہ الرحمتہ سے معاونت کی درخواست کی۔ ریڈیو پاکستان حیدرآباد سے دینی محافل اور پروگراموں کی تشکیل دی گئی تو خود خلیل ملت علیہ الرحمتہ کی تفسیر القرآن "صراط مستقیم" کے پروگرام میں وقتاً فوقتاً کئی سال نشر ہوتی رہی۔ ریڈیو پاکستان حیدرآباد نے رمضان المبارک کے مہینے میں سحری و افطار کے اوقات نشر کرنے کو خلیل العلماء حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خاں

البرکاتی القادری کے ترتیب دیئے ہوئے نقشہ سے اوقات نماز کو منسلک کر دیا اور خلیل ملت علیہ الرحمتہ کے مشورے سے سحری و افطاری کے اوقات احتیاطی منٹ کے ساتھ نشر ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

خلیل ملت علیہ الرحمتہ ایک بے مثال خطیب اور مقرر بھی تھے چنانچہ صاحبزادہ حافظ محمد جواد رضا خاں برکاتی الشامی حضور خلیل ملت قدس سرہ کے مقامات خطابات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مقامات خطابت:

میرے دادا حضور خلیل ملت والدین کی تقریروں سے تو حیدر آباد شہر کے علاوہ قرب و جوار کے اکثر شہروں کوٹری، جامشورو، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو آدم، پٹارو، ٹھٹھہ، نواب شاہ، شہداد پور، میر پور خاص کی فضائیں گونجتی رہیں مگر خصوصیت کے ساتھ دادا حضور علیہ الرحمتہ نے مستقل طور پر جن مقامات پر خطابت فرمائی ان میں سب سے بڑا اجتماع عیدین کی نماز میں سول ہسپتال حیدر آباد فوارہ چوک کے پاس ہوتا تھا۔ جہاں تینوں طرف تاحد نگاہ مجمع ہوتا اور اللہ کے حضور سر بسجود ہونے والوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہوتا اور لطف کی بات یہ، جو حضرت کی کرامت بھی ہے کہ نماز بغیر اسپیکر کے پڑھاتے اور مکبرین اس منظم انداز سے تکبیر کہتے کہ کسی سمت کے نمازیوں کو ذرہ بھر دقت نہ ہوتی تھی اور سب نہایت اطمینان کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے۔ ان دنوں دادا حضور خلیل ملت کی رہائش گاہ دار العلوم کے قریب تھی، لہٰذا آپ پنج وقتہ نماز کی امامت اور جمعہ کی خطابت دار العلوم سے ملحق مسجد خضراء میں کرتے تھے نماز عید کے اجتماع اور جمعہ کے خطاب سننے کے لیے دور دور سے نمازی پہنچتے تھے۔

پھر ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک گول مسجد میں دین متین کی تبلیغ فرمائی۔ پھر جب لطیف آباد نمبر ۶ میں موجودہ مسجد اقصیٰ کا سنگ بنیاد رکھا گیا تو دادا حضور خلیل ملت علیہ الرحمتہ کی کاوشوں سے تعمیر جدید، تکمیل کے مراحل میں پہنچی اور تقریباً پانچ سال آپ نے یہاں عیدین اور جمعہ کی خطابت فرمائی۔

خلیل ملت پر اساتذہ کا فیضان :

مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ صدر الشریعتہ مولانا محمد امجد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ان ارشد تلامذہ میں سے ہیں جن کا تذکرہ انھوں نے اپنی مشہور کتاب ''بہار شریعت'' میں فرمایا ہے۔ مفتی صاحب مارہرہ شریف میں اپنی تعلیم کا آغاز فرمانے کے بعد پھر اپنے مولد دادوں تشریف لے آئے اور مکمل تعلیم کے لیے، نواب ابوبکر خان صاحب شروانی کے مدرسہ حافظیہ سعیدیہ میں ۱۳۵۳ھ / ۹ رمارچ ۱۹۳۵ء کو داخل ہوئے اور آخر تک وہیں رہے، دورۂ حدیث تک صدر الشریعتہ سے پڑھا۔ ۱۹۴۵ء میں فارغ ہوئے۔ مفتی صاحب کے پاس سند حدیث کے علاوہ سندِ قرآن بھی ہے۔ جس کا سلسلہ ۳۱ واسطوں سے ساتوں قراۃ میں سیدنا عثمان بن عفان، مولا علی، ابی بن کعب، زید بن حارث اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے توسط سے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ یہ سند آپ کو مرشد گرامی اولادِ رسول سید محمد میاں صاحب قادری رحمتہ اللہ سے عطا ہوئی۔

آپ نے اپنی زندگی کا نصف حصہ ہند میں اور نصف سندھ میں خدمت دین میں گزارا، اس طرح کہ جنبش قلم آخری لمحہ تک دین کی تبلیغ میں وقف رہی! (خلیل العلماء ص ۳)

خلیل العلماء کی تصنیف ''ہماری نماز'' کی بارگاہ نبوی میں مقبولیت :

جس طرح خلیل ملت علیہ الرحمتہ نے، ایک ایسی کتاب کا ترجمہ فارسی سے اردو میں کیا، جو کہ مقبول بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، کتاب کا نام ''سبع سنابل'' ہے اور مصنف حضرت سید السادات میر سید عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمتہ ہیں اسی طرح خود خلیل ملت کی ایک کتاب کو مقبولیت کا یہی شرف حاصل ہوا، چنانچہ خود تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''نبوت گئی، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ ہاں! بشارتیں باقی ہیں۔ اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ الحمد للہ کہ اس کتاب کے زمانہ تصنیف و اشاعت کے دو ایک سال بعد فقیر قادری کے ایک محب

صادق اور عقیدتمند مقتدی، محمد شفیع خاں صاحب اجمیری نے ایک روز بعد فجر مدرسہ میں تشریف لاکر فرمایا ''مفتی صاحب میں نے ایک خواب دیکھا ہے اسے سنانا چاہتا ہوں'' فقیر نے درس سے فارغ ہوکر کہا ''بسم اللہ ارشاد فرمائیں: کہنے لگے ''کل رات بعد نماز عشاء میں نے آپ کی کتاب ''ہماری نماز'' کا کچھ حصہ حسب معمول مقتدیوں کو سنایا پھر گھر آکر سوگیا، کیا دیکھتا ہوں کہ میں مدینہ طیبہ میں گنبد خضراء کے سامنے حاضر ہوں کہ اتنے میں میری نظر الماری پر پڑی جس میں قرآن کریم اور دوسری کتابیں نظر آئیں۔ وہاں گیا اور دیکھا کہ انہیں کتابوں میں ایک آپ کی کتاب ''ہماری نماز'' بھی موجود تھی۔ (ہماری نماز)

ہم عصر علماء کی آراء

(۱) حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ ازھری اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

فخر الاماثل حضرت مفتی احمد میاں صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

حضرت مفتی اعظم سندھ (خلیل ملت) قدس سرہ العزیز کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر از حد دکھ ہوا۔ ہم اہلسنت پہلے ہی رجال کار کی قلت کا شکار ہیں پھر ایسے مرد مجاہد کا داغ مفارقت دینا صرف آپ کا خاندانی ہی نہیں بلکہ ملی المیہ ہے معلوم نہیں چشم امید کب تک اشکبار رہے گی پھر بھی اسے ایسی ہستی کی صحبت اور فیضان نگاہ! نصیب ہوگا یا نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کے علمی، تحقیقی اور تصنیفی کارنامے زندہ جاوید ہیں اہلسنت کے لئے انہوں نے قیمتی لٹریچر چھوڑا ہے۔

(۲) علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی تعزیتی پیغام میں لکھتے ہیں:

حضرت خلیل العلماء حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی نور اللہ مرقدہ کا وصال مبارک اہلسنت کا بہت بڑا علمی نقصان ہے۔ مدتوں یہ پورا نہ ہوسکے گا۔ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کا فیض انشاء اللہ جاری رہے گا۔

حضرت کی تصنیفات سے آج افریقہ و یورپ کے مسلمان بھی برصغیر کی طرح مستفید

ہو رہے ہیں۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۲۸)

(۳) غزالی زماں حضرت بحر العلوم علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ تعزیتی پیغام میں فرماتے ہیں:

حضرت علامہ کی ذات بابرکات جامع الکمالات تھی۔ بے انتہا صدمہ ہوا اس خلاء کا پُر ہونا بظاہر ممکن نہیں، موت العالم موت العالم،"انا اللہ و انا الیہ راجعون"

(۴) حکیم اہلسنت مؤرخ اسلام حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمتہ اللہ علیہ تعزیتی مکتوب میں لکھتے ہیں:

حضرت علیہ الرحمتہ کا وجود اس دور قحط الرجال میں مینار نور کی حیثیت رکھتا تھا۔ حالات کی نزاکت کو سمجھنے والے (چند) باشعور علماء کرام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ غرض ان کی رحلت سے ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل نبی کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے مدارج بلند فرمائے اور آپ کو صبر جمیل کی توفیق کے ساتھ ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

(مُجلّہ خلیل علم ص ۲۹)

(۵) خلیل العلماء کے وصال پر استاذ الکل علامہ شیخ الحدیث مولانا سید محمود احمد رضوی فرماتے ہیں:

برادرم مکرم مفتی احمد میاں صاحب برکاتی۔ زید مجدہ

سلام مسنون

آپ کے والد حضرت مفتی محمد خلیل خان صاحب قادری کی وفات حسرت آیات کی خبر پا کر سخت صدمہ ہوا۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون۔

میری طرف سے تعزیت پیش ہے۔ مفتی صاحب کی وفات سے اہلسنت ایک عظیم و جمیل علمی شخصیت سے محروم ہو گئے ہیں۔ آپ کا سید محمد احمد رضوی ۷ رجولائی ۱۹۸۵ء۔

(خلیل علم ص ۲۹)

(۶) مبلغ اسلام علامہ سید سعادت علی قادری صاحب نے تعزیتی پیغام میں فرمایا:

ایک بیٹے کی حیثیت سے آپ کے لیے اگر چہ یہ ایک بڑا حادثہ ہے لیکن میں اور یقینا تمام علماء اہلسنت اس عظیم نقصان کی زد میں ہیں یہ دور قحط الرجال کا دور ہے کہ باصلاحیت علماء پیدا نہیں ہو رہے اور بزرگ آہستہ آہستہ جا رہے ہیں یہ صورتِ حال یقینا ہماری ذمہ داریوں میں اضافہ کا باعث ہے جب کہ ہم خود بھی شاید عمر کے آخری حصے میں ہیں، بہرحال میں آپ کے اس غم میں برابر کا شریک ہوں، مفتی صاحب اگر چہ ہم میں نہیں لیکن ان کی عظیم ومفید تصانیف ان کو ہمیشہ زندہ رکھیں گی آپ پر جو ذمہ داریاں مزید عائد ہوتی ہیں خدا کا شکر ہے کہ ان کو پورا کرنے کی آپ میں خوب، خوب صلاحیت موجود ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جملہ اہلِ خانہ، اعزاء، متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کو مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا نعم البدل بنائے اللہ تعالیٰ مرحوم کے مراتب کو بلند فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کو ہم سب پر جاری رکھے۔ (مجلّہ خلیل علم ص ۴۰)

(۷) جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ، تعزیتی خط میں لکھتے ہیں:

مفتی صاحب مرحوم ایک متبحر عالم، محقق مدرس، بلند پایہ مصنف، سحر بیان خطیب، شب خیز عابد، متبع سنت زاہد اور باہمت مجاہد تھے، وہ خلوص کا مجسمہ اور للّٰہیت کا پیکر تھے، ان کے دم قدم سے سرزمین حیدر آباد میں مسلک اہل سنت و جماعت کا بول بالا ہوا، قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں میں انہی کی گونج تھی اور انہی کا سوز وگداز تھا، اگر وہ دین کے معاملہ میں مداہنت کرتے یا رورعایت سے کام لیتے تو خوب مال و دولت اکھٹا کر لیتے مگر وہ ہمیشہ لایخافون فی اللہ لومۃ لائم کے جادۂ مستقیم پر گامزن رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ وارثوں کے لئے سوائے اپنے عالم و فاضل بیٹوں کے اور کوئی میراث نہ چھوڑ سکے۔ فقیر کو ان کے قائم کردہ مدرسہ احسن البرکات، ہوم اسٹیڈ ہال حیدر آباد کے سالانہ جلسہ ہائے دستار فضیلت میں بارہا حاضری کا اتفاق رہا ان پرشکوہ تقریبات میں مفتی صاحب جس شفقت ومحبت کا اظہار میرے ساتھ فرماتے تھے اس کی لذت وحلاوت میں تادم تحریر محسوس کر رہا ہوں۔ (مجلّہ خلیل علم ص ۱۱۳)

(۸) مفتی اہل سنت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ تعزیتی مکتوب میں لکھتے ہیں:

حضرت کے انتقال سے یقیناً نہ صرف دنیائے سنیت بلکہ عالم اسلام میں ایک نہ پُر ہونے والا خلا پیدا ہوا ہے۔ ملک وملت اور اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

تنظیم المدارس کے قیام اور اسے پروان چڑھانے میں مفتی صاحب رحمۃ اللہ کا معتد بہ حصہ ہے آپ بانیانِ تنظیم المدارس سے تھے اور آپ نے جب تک موت نے اجازت دی تنظیم المدارس کے اجلاس میں شرکت فرمائی یہ حضرت مفتی صاحب کی مدارس کی فلاح و بہبود سے دلچسپی کی واضح علامت ہے۔ (مُجلّہ خلیل علم ص ۱۱۴)

رجال الغیب سے ملاقات:

حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ والرضوان، فقیہ زماں ہونے کے ساتھ، اللہ کے ایک کامل ولی بھی تھے، وصال سے ایک ہفتہ قبل، آپ پر مرض کی شدت سے، غشی تھی، اس حال میں، آپ کے قریب رہنے والے، آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں، کہ حضرت خلیل ملت علیہ الرحمتہ، ہر دس منٹ کے بعد، اسی بے ہوشی کی حالت میں، ایسے ہاتھ اٹھاتے، جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں، پھر مصافحہ کے بعد، دستور کے مطابق ہاتھ اپنے سینے سے لگاتے تھے، اندازہ ہوا کہ ''رجال الغیب'' (مردان غیب) آپ سے آخری ملاقات کو حاضر ہوتے تھے، تو آپ ان سے سلام کے بعد مصافحہ فرماتے تھے۔

(مفتی اعظم سندھ مطبوعہ حیدر آباد)

بعد وصال دار العلوم پر توجہ:

وصال کے بعد بھی، آپ کی توجہ، اپنے قائم کردہ دار العلوم پر بدستور رہتی ہے اور ضروری کاموں کے لئے، اور مشکل لمحات میں خصوصی توجہ فرماتے ہیں، چنانچہ والد گرامی حضرت مفتی احمد میاں برکاتی نے یہ واقعہ بیان کیا کہ وصال کے ایک سال بعد، ایک روز صبح دس بجے حضرت خلیل ملت کے ایک شاگرد اور فاضل احسن البرکات مولانا سید افسر علی شاہ علیہ الرحمتہ جو ان دنوں بلدیہ کے کونسلر تھے، دار العلوم میں تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ ''برکاتی

صاحب! مدرسہ کا کونسا کام، بلدیہ حیدرآباد سے متعلق ہے جو کروانا ہے مجھے بتائیں'' میں نے پوچھا؟ آج اچانک آپ کو کام کیسے یاد آ گیا؟ فرمانے لگے: رات کو حضرت استاذ صاحب (خلیل ملت) خواب میں تشریف لائے، اور مجھ سے شکوہ کرتے ہوئے فرمایا ''شاہ صاحب آپ نے اب تک مدرسہ کا وہ کام نہیں کرایا، جس کے لئے آپ سے کہا تھا'' میں نے انہیں وہ کام بتا دیا تو شاہ صاحب نے اس کام کو آگے بڑھایا...... اسی طرح آپ کئی سال خواب میں تشریف لاتے رہے، اور جب بھی، دارالعلوم میں تشریف لاتے، فرماتے ''لاؤ میاں، کیش بک نکالو، حساب کتاب دکھاؤ'' ''کیا آمد ہے کیا خرچ ہے'' تو فقیر خلیل ملت کو خواب میں ہی دکھاتا، تو مطمئن ہو جاتے، پھر آپ نے حساب کتاب دیکھنا تو بند کر دیا، مگر توجہ مسلسل رہتی ہے، جن دنوں دارالعلوم کی ایک دوکان پر ''ایک مہربان'' نے قبضہ کرنا چاہا، تو خواب میں تشریف لا کر پوچھا، میاں کیا پریشانی ہے؟ عرض کیا حضور: کورٹ میں کیس چل رہا ہے، فرمایا: گھبراؤ مت، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ان ہی دنوں حضرت احسن العلماء علیہ الرحمتہ خواب میں تین بار تشریف لائے، اور تسلی دی۔ (فتاویٰ خلیلیہ)

آپ کے تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کا حلقہ کافی وسیع ہے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ احسن العلماء حضرت علامہ سید حسن میاں برکاتی علیہ الرحمتہ والرضوان، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف

☆ صاحبزادہ مولانا مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی مہتمم دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد

☆ مفتی غلام محمد قاسمی (علیہ الرحمۃ) مہتمم دارالعلوم غوثیہ رضویہ، انوار باہو، کوئٹہ

☆ مفتی محمد وارث قاسمی (علیہ الرحمۃ) مہتمم دارالعلوم قاسمیہ قادریہ، خضدار

☆ مولانا حافظ محمد سعید احمد قادری علیہ الرحمتہ دارالعلوم غوثیہ رضویہ سعیدیہ بکرا منڈی، حیدرآباد

☆ مولانا قاری خیر محمد قاسمی (علیہ الرحمۃ) خطیب جامع مسجد شیخ زید لاڑکانہ

☆ مولانا مفتی عبدالرحمن قاسمی (علیہ الرحمۃ) صدر مدرس مدرسہ جیلانیہ لاڑکانہ
☆ مولانا محمد حسن قلندرانی قاسمی (علیہ الرحمۃ) خطیب صدیق اکبر مسجد تلک چاڑی، حیدرآباد
☆ علامہ ہدایت اللہ آریجوی علیہ الرحمۃ (انوار علمائے اہلسنت سندھ ص ۸۵۹)
☆ معظم العلماء مفتی محمد عبدالحفیظ قادری (علیہ الرحمۃ)، استاذ الحدیث ونائب مفتی دارالعلوم احسن البرکات
☆ مولانا محمد الیاس قادری، امیر دعوت اسلامی
☆ مولانا محمد بشیر چشتی، (انگلینڈ)
☆ حافظ محمد شریف برکاتی، مارہرہ شریف
☆ پیر سید مسعود احمد شاہ واحدی، کراچی
☆ پیر سید محمد عبداللہ شاہ جیلانی، ٹنڈو آدم
☆ مولانا پیر سید تاج محمد شاہ جیلانی، ٹنڈو آدم
☆ پیر سید عبدالعلیم شاہ جیلانی، ٹنڈو آدم
☆ حضرت پیر سید غلام جیلانی، (علیہ الرحمۃ) ٹھٹھہ
☆ سید مخدوم حسین شاہ جعفری
☆ سید منور حسین شاہ جعفری
☆ سید محمد حسین شاہ جعفری
☆ ڈاکٹر شمیم احمد (امریکن اسپتال لطیف آباد)
☆ ڈاکٹر محمد تقی، لطیف آباد نمبر ۶،
☆ ڈاکٹر وحید الدین بقائی، لطیف آباد نمبر ۸،
☆ پروفیسر فضل الرحمن (مرحوم) سندھ یونیورسٹی
☆ پروفیسر رضی الدین احمد جماعتی، سراج الدولہ کالج کراچی

تحریرِ خلیل پر تقریظ جلیل و تصدیق جمیل

از: وارث الاکابر الاسیاد، بالاستحقاق والانفراد، تاج العلماء، سراج العرفاء سیدی وسندی، مرشدی ومولائی مولانا السید الشاہ اولادرسول محمد میاں القادری البرکاتی المارہروی (قدس سرہٗ العزیز)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ
واصحابہ ذوی الفضل العظیم والکرم العمیم

فقیر حقیر جاروب کش آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قاسمیہ مارہرہ مطہرہ اولادِ رسول محمد میاں قادری غفرہ اللہ تعالیٰ لہٗ نے اخی فی اللہ ذی المجد والفضل والجاہ مولانا مولوی محمد خلیل خاں صاحب قادری برکاتی مارہروی دامت فضائلہم وکثرت حسناتہم وزادت برکاتہم کا یہ رسالہ فقہیہ مشتمل بر مسائل طہارت ونماز، اوّل سے آخر تک دیکھا۔ بحمداللہ تعالیٰ اسے مسائل صحیحہ واحکام شرعیہ پر مشتمل پایا۔ اللہ عزوجل حضرت مولانا دام بالفضائل کی اس سعی کو مشکور اور اس خدمتِ دین کو سبب اجر موفور فرمائے اور مسلمانوں کو ان مسائل واحکام پر عمل کی توفیق بخشے۔

آمین

بجاہ الحبیب الامین علیہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام الی ابدالابدین۔

فقیر اولادِ رسول محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہٗ
خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (یوپی) بھارت
۱۸ر جمادی الاخری ۱۳۷۴ھ شنبہ

دارالعلوم احسن البرکات کے اساتذہ وتلامذہ کی خواہش پر فقیر مرتب کتاب ہذا پر چند کلمات، عزیزی القدر مولانا محمد جواد رضا خاں برکاتی سلمہ نے تحریر کئے معلومات کی غرض سے وہ تحریر اس کتاب میں شامل ہے۔ (مرتب)

محامد العلماء والمشائخ، فخر رضویت حضرت

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی

خلیفہ مجاز حضور احسن العلماء مفتی سید مصطفی حیدر حسن میاں مارہروی،

خلیفہ وجانشین خلیل العلماء علیہما الرحمۃ والرضوان

پیدائش: ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ/ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۱ء

تعارف

محامد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ العالی

خلیفۂ مجاز حضور احسن العلماء مفتی سید مصطفی حیدر حسن میاں مارہروی،

خلیفہ و جانشین خلیل العلماء علیہما الرحمۃ والرضوان

از: صاحبزادہ جواد رضا برکاتی الشامی (ناظم تعلیمات دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد)

نام: غلام محی الدین خان لودھی عرف احمد میاں برکاتی، مفتی

کنیت: ابوحماد (تمام شاگرد مریدین اور خاندان کے سب آپ کو بچے ''آغا جان'' کے نام سے پکارتے ہیں)

عرفیت: احمد میاں برکاتی (تمام حلقوں میں اسی نام سے پہچانے جاتے ہیں)

تخلص: حافظ، شاعری سے بھی رغبت ہے اور حضرت سید محمد مرغوب اختر الحامدی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہے

ولدیت: محمد خلیل خاں قادری برکاتی، مفتی، علامہ، خلیل العلماء، خلیل ملت

ولادت: ۲۹ ستمبر ۱۹۵۱ء، ۲۷ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ میرپور خاص سندھ

تعلیمی قابلیت:

قاری، حافظ قرآن، دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد ۱۹۶۲ء

فاضل السنۂ شرقیہ، فاضل عربی (پوزیشن ہولڈر) ۱۹۷۲ء

(بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کراچی)

فاضل تنظیم المدارس، الشہادۃ العالمیہ، (ایم۔اے عربی، اسلامیات)

(پوزیشن ہولڈر) ۱۹۷۳ء

میٹرک، کراچی تعلیمی بورڈ (جامعہ کراچی) ۱۹۷۳ء

تخصص فی الفقہ والقضاء (پوزیشن ہولڈر) امجدیہ کراچی ۱۹۸۲ء

قاضی کورس جامعہ نعیمیہ لاہور ۱۹۸۲ء

(۵۵ فضلاء میں سے واحد کامیاب ''قاضی'' قرار دیے گئے)

انگریزی زبان کورس، پاک امریکن سینٹر حیدر آباد ۱۹۸۳ء

ابتدائی تعلیم

والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد، میں حصول علم کا آغاز کیا، نیز حفظ قرآن سے فراغت گیارہ سال کی عمر میں اسی مدرسے میں ہوئی۔ قرآن کریم شیخ القراء، حضرت قاری عبداللطیف ملتانی اور حضرت قاری سید منظور حسین شاہ صاحب (مدینہ مسجد سرے گھاٹ حیدر آباد) سے مکمل کیا۔ یہ دونوں اساتذہ دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد میں مدرس تھے۔

اردو، حساب اور خوشخطی والد گرامی سے سیکھے۔ درس نظامی میں کنزالدقائق تک کتب، احسن البرکات میں پڑھیں، جہاں والد گرامی کے علاوہ مولانا محمد عبدالحفیظ قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فضل سبحان صاحب قادری آف مردان سے استفاضہ کیا۔

تکمیل علوم دینیہ:

۱۹۶۶ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ محمد حسن حقانی علیہ الرحمۃ، مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ، حضرت قاری مصلح الدین صدیقی قادری علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ممتاز المحدثین حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ سے کتب درسِ نظامی اور کتب حدیث پڑھیں۔ دورۂ حدیث حضرت علامہ ازہری صاحب اور حضرت مفتی محمد وقارالدین صاحب علیہم الرحمۃ والرضوان سے پڑھا۔

سند فراغت و دستار بندی:

۱۹۷۳ء میں دارالعلوم امجدیہ کراچی سے سند الفراغ عطا ہوئی۔ ۱۹۷۴ء میں حضرت خلیل العلماء والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم احسن البرکات حیدر آباد سے خصوصی طور پر سند حدیث اور سند قرآن عطا فرمائی۔

اسناد اعتراف خدمات دینیہ وملیہ:

(۱) دارالعلوم امجدیہ کراچی ۱۹۷۳ء

(۲) ضلعی انتظامیہ حیدر آباد ۱۹۷۳ء

تدریسی خدمات:

(۱) مدرس و نائب مفتی دار العلوم امجدیہ کراچی ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۶ء

(۲) مدرس و ناظم تعلیمات و مفتی احسن البرکات، حیدر آباد ۱۹۷۶ء تا ۱۹۸۵ء

(۳) شیخ الحدیث و پرنسپل و مفتی اعلیٰ دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد ۱۹۸۵ء تا حال

(۴) پرنسپل احسن البرکات اورینٹل کالج، ۱۹۸۹ء تا حال

(۵) پرنسپل جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، حیدر آباد، ۱۹۸۸ء تا حال

(۶) پرنسپل جامعہ قادریہ برکاتیہ، حیدر آباد ۲۰۱۰ء تا حال

صحافتی خدمات:

معاون مدیر، ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء

مدیر، پندرہ روزہ الرضا والماجد کراچی (اخبار طلبہ) ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء

مدیر، سالانہ مجلہ دار العلوم امجدیہ، ''رفیق علم'' کراچی ۱۹۷۰ء

مدیر، سالانہ مجلہ احسن البرکات، خلیل علم، حیدر آباد ۲۰۰۱ء

تبلیغی و تقریری خدمات:

خطابت:

(۱) کراچی میں کئی جگہ (۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۶ء)

(۲) جامع مسجد اقصیٰ لطیف آباد نمبر ۶ حیدر آباد (۱۹۷۶ء سے تا حال ۲۰۱۷ء)

طالب علمی کے آخری سال میں، دار العلوم امجدیہ، جامع مسجد امجدی کراچی میں دس ماہ تک امامت کے فرائض انجام دیئے ۱۹۷۶ء میں والدِ گرامی نے واپس حیدر آباد بلالیا، اس وقت جامع مسجد اقصیٰ لطیف آباد نمبر ۶ میں امامت و خطابت شروع کی۔ (خطابت گزشتہ چوالیس

سال سے تاحال جاری ہے)، جمعہ وعیدین میں بڑا اجتماع ہوتا ہے اور نماز عموماً بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ہوتی ہے۔

تفصیل تدریس:

۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۶ء کے وسط تک دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ہی متوسط کتب کی تدریس فرمائی۔ دارالعلوم احسن البرکات میں ابتداء تا موقوف علیہ مکمل تدریس کے فرائض انجام دیے ہیں۔ صحاح ستہ سے بخاری، مسلم، ترمذی شریف کئی مرتبہ پڑھائی۔ بحمداللہ گزشتہ چالیس سال سے تدریس کر رہے ہیں۔

والد گرامی کے وصال کے بعد شیخ الحدیث کے منصب پر تقرر ہوا، اور تمام فتاویٰ کی تصدیق کی ذمہ داری بھی آپ پر ڈالی گئی۔

اساتذہ:

قرآن کریم، قرات وتجوید، فارسی:

(۱) قاری عبداللطیف ملتانی علیہ الرحمۃ

(۲) قاری حافظ سید منظور حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

(۳) حضرت قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

(۴) قاری خیر محمد چشتی مدظلہ

درس نظامی:

(۱) علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری قدس سرہ

(۲) مفتی محمد عبدالحفیظ قادری علیہ الرحمۃ

(۳) حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین صاحب قدس سرہ

(۴) علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری صاحب علیہ الرحمۃ

(۵) حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خان صاحب رضوی قدس سرہ (ان حضرت سے شرح جامی کا خطبہ، جامعہ نظامیہ لاہور، میں ایک مجلس میں پڑھا اور انھوں نے براہ راست امام

اہلسنت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ سے پڑھا)

(۶) قاری محمد مصلح الدین قادری قدس سرہ

(۷) علامہ محمد نصر اللہ خاں افغانی مدظلہ

(۸) مولانا محمد فضل سبحان صاحب آف مردان مدظلہ

(۹) حضرت علامہ محمد حسن صاحب حقانی علیہ الرحمۃ

(۱۰) مولانا غلام دستگیر افغانی مدظلہ

(۱۱) علامہ قاضی عبدالرحمن صاحب مدظلہ

حدیث شریف:

(۱) حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری قدس سرہ

(۲) حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین قدس سرہ

(۳) حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی قدس سرہ

(۴) شارح بخاری، حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ، دورہ پاکستان کے موقعہ پر حضرت کو احسن البرکات آنے کی دعوت دی اور احسن البرکات میں ہی بخاری شریف کی احادیث پڑھیں۔

انگریزی:

جناب شمس الدین اعجاز، پروفیسر انور مشہود، پروفیسر نعیم اللہ قریشی۔

بیعت وخلافت:

حضرت والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی پیرخانہ امام احمد رضا، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ (انڈیا) میں حضرت تاج العلماء اولادرسول مفتی سید محمد میاں قادری برکاتی علیہ الرحمۃ، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرایا تھا۔ اس وقت عمر تقریباً ایک سال یا کم ہوگی۔ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء حضرت تاج العلماء کے ۲۴ ویں سالانہ عرس کے موقع پر حیدرآباد میں علما و مشائخ کے اجتماع میں حضرت والد گرامی نے سلسلہ

قادریہ برکاتیہ اور چاروں سلاسل کی خلافت واجازت سے نوازا اور تمام اعمال واوراد جو انہیں حضرت ''تاج العلماء'' اور ''حضرت مفتی اعظم ہند'' رحمۃ اللہ علیہما سے عطا ہوئے، مرحمت فرمائے۔

۳ مارچ ۱۹۸۶ء ۲۱ جمادی الاخری ۱۴۰۶ھ کو احسن العلماء حضرت مولانا مفتی سید مصطفی حیدرحسن میاں شاہ صاحب برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے جو پاکستان تشریف لائے تھے درگاہ حضرت سید سخی عبدالوہاب شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے صحن میں، خلیل العلماء، حضرت مفتی محمد خلیل خاں برکاتی کے مزار مبارک کے پائنتی علماء ومشائخ کے اجتماع میں مارہرہ مطہرہ کے خصوصی وظائف کے ساتھ خلافت واجازت، سلاسل اربعہ سے نوازا۔ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ، ۹ فروری ۱۹۸۶ء کو حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری ازھری مدظلہ نے والد گرامی کے عطا کردہ خلافت نامہ پر ہدیہ تبریک رقم فرمایا۔

۳ ربیع الآخر ۱۴۱۷ھ، ۱۸ اگست ۱۹۹۶ء بروز پیر، فقیہ الھند، شارح البخاری، ''برکاتی مفتی''، حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ مفتی احمد میاں برکاتی کی عرض پر دارالعلوم احسن البرکات تشریف لائے آغا جان نے علمائے حیدرآباد کو بھی دعوت دی تھی علماء تشریف لائے، حضرت بہت خوش ہوئے اور اس خوشی کا اظہار اسطرح فرمایا کہ مجمع علماء میں، اپنی دستار اتار کر، ''آغا جان'' کے سر پر باندھی اور بعدہ سلسلہ عالیہ رضویہ نوریہ مصطفویہ کے اوراد و ظائف اور النور والبھاء کے سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔ مفتی احمد میاں برکاتی نے خلافت کی امانت کو آگے بڑھایا ہے، آپ کے خلفاء میں اکثر علماء ہیں۔

حج وزیارت:

۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ء میں پہلی مرتبہ حج وزیارت سے مشرف ہوئے اس سال حج اکبر تھا اور ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۴ء میں دوسرا حج کیا (دوسرے حج میں والدہ محترمہ، اہلیہ، صاحبزادی اور صاحبزادہ جواد رضا موجود تھے)۔ تیسرا حج ۲۰۱۱ء میں کیا اس مرتبہ بڑے صاحبزادے مفتی حماد رضا نوری اور ان کی اہلیہ ساتھ تھیں۔

بغداد مقدس حاضری:

۲۰۰۲ء میں بیس علماء کے ہمراہ عراق کا دورہ کیا، ایک ماہ بغداد شریف، حاضر رہے اور وہاں جامعہ مستنصریہ کے معہد میں عربی کورس اور دورئہ مکثفہ کیا، مدرسہ قادریہ میں شیخ القراء عبد الوہاب شافعی سے قرأت میں استفادہ کیا، اور بہت سے علماء سے ملاقاتیں کیں۔ ۲۰۰۳ء میں مدینہ منورہ میں ایک ماہ گزارا اور وہاں کے مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کئے، خصوصی طور پر قطب مدینہ شیخ محمد زکریا علیہ الرحمۃ سے کسب فیض کیا۔

شادی، اولاد:

اکتوبر ۱۹۷۵ء میں حقیقی ماموں رئیس احمد خان کی بڑی صاحبزادی رقیہ خانم عرف تنویر کے ہمراہ شادی ہوئی، جن سے چار لڑکے، ا محمد حماد رضا، ۲۔ محمد حسان رضا، ۳۔ محمد نعمان رضا خان، ۴۔ محمد جواد رضا خان (راقم السطور) اور دو لڑکیاں ناعمہ خانم نوری اور مدیحہ خانم برکاتی تولد ہوئے۔ اول الذکر بچی نے ۱۹۸۴ء میں دس ماہ کی عمر میں وفات پائی۔

خاندانی حالات:

آغا جان کا تعلق خاندانی طور پر لودھی قبیلہ سے ہے اور آباؤ اجداد سب زمیندار تھے، والد محترم خلیل العلماء مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کو رب العزت نے علم دین کی خدمت کے لئے منتخب کیا اور صدر الشریعہ کے ارشد تلامذہ میں ہوئے، جن کا ذکر خود صدر الشریعہ نے بہار شریعت میں فرمایا ہے۔

آغا جان کی والدہ ماجدہ منشی حبیب احمد خان لاحول علی گڑھی کی دوسری صاحبزادی ہیں، یوسف زئی خاندان سے تعلق ہے، اور منشی حبیب احمد خان کا شمار اپنے زمانے کے مشہور شعراء میں ہوتا ہے، جو تحصلیدار تھے، مفتی احمد میاں برکاتی نے اپنے نانا کا کلام ''ھزلیات کوکب ہندوستان'' حال ہی میں شائع کرایا ہے، آغا جان کی والدہ محترمہ اپنے زمانے میں تقویٰ کی مثال تھیں۔ ۲۰۰۸ء میں وصال ہوا، جمعہ کا دن، ۱۲ جمادی الاخریٰ بعد جمعہ، سلام رضا سنتے سنتے واصل بحق ہوئیں۔

تصانیف:

ا۔اسلام اور عصری ایجادات (رسول اللہ کی سچی خبریں) (عربی سے ترجمہ) ۱۹۷۲ء میں مکمل کیا یہ ترجمہ قسط وار ماہنامہ ''ترجمان اہلسنت'' کراچی میں مکمل شائع ہوا، (۲) ادب پارے (عربی ترجمہ) یہ رسالہ کراچی یونیورسٹی میں ایم۔اے عربی کے نصاب میں شامل ہے۔(۳) شرح منہاج العربیہ برائے بی۔اے (۴) ملفوظات مشائخ مارہرہ، قدیم، جدید، علاوہ ازیں مختلف موضوعات پر تقریباً دس ۱۰ رسائل ترتیب دیے جو سب چھپ چکے ہیں (۵) موت سے لحد تک (۶) ثواب زیارت فاتحہ (۷) نعتیہ دیوان ''برکات محل'' (۸) رسول اور نائبین رسول'' (شخصیات پر مشتمل ہے) (۹) برکات حدیث (چالیس سے زائد احادیث کی شرح اور ریڈیو کی تقاریر)، (۱۰) تنویر برکات، مضامین متفرق اور ریڈیائی تقاریر، (۱۱) تذکرہ سید حسن میاں، (۱۲) مفتی اعظم سندھ (۱۳) امیر اہلسنت علامہ سردار احمد علیہ الرحمۃ (۱۴) شادی کے مسائل (زیر قلم)، (۱۵) کندہ نقوش کے خواص، (۱۶) طب مصطفیٰ (زیر قلم)، (۱۷) تذکرہ مشائخ برکاتیہ، (۱۸) برکاتی تحریریں، (۱۹) سیرت فاطمہ کے موتی (عربی سے ترجمہ)،

(۲۰) برکات خلیل، (۲۱) حدائق برکات (کلام کا دوسرا مجموعہ)

کسب معاش:

کسب معاش کے لئے آپ بچپن ہی سے کاروبار کرتے ہیں اس وقت بھی حیدرآباد میں مشہور مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ آپ ہی کا ہے۔

وہ علماء جنھوں نے اپنی تصانیف، مقالات پر مفتی صاحب کی تقدیم یا تقریظ کو اپنے لئے باعث فخر جانا:

(۱)	ڈاکٹر علامہ سید محمد اشرف جیلانی	کراچی یونیورسٹی
(۲)	ڈاکٹر علامہ ممتاز احمد سدیدی الازہری	پنجاب یونیورسٹی
(۳)	مبلغ اسلام علامہ سید سعادت علی قادری	ھالینڈ

(۴)	علامہ مفتی شجاع الدین رتوی	چکوال پنجاب
(۵)	ریسرچ اسکالر، حافظ مطلوب احمد چشتی	حیدرآباد
(۶)	ریسرچ اسکالراوقاف، مفتی سید عظمت علی شاہ نوری، حیدرآباد	
(۷)	خطیب پنجاب مولانا اجمل رضا قادری۔	گوجرانوالہ پنجاب
(۸)	علامہ محمد حسن قلندرانی،	خضدار
(۹)	مفتی حماد رضا نوری	حیدرآباد
(۱۰)	علامہ عبدالرشید نوری	حیدرآباد

تبلیغی اسفار:

تدریس وتصنیف وافتاءاوردارالعلوم احسن البرکات اوراس کی سولہ شاخوں کے انتظامی امورمیں بے پناہ مصروفیت کے باوجودآپ نے تبلیغ دین کے لئے ہمیشہ وقت نکالا۔

حیدرآباد اوراس کے گردونواح ٹنڈوالہیار،ٹنڈوجام،ٹنڈومحمدخان،کوٹری،جھوک شریف،ٹنڈوآدم،ماتلی،ٹھٹہ،بدین،کھوسکی اوربےشمارشہروں میں سال بھرآپ کے دورے رہتے ہیں جن میں آپ تقاریرفرماتے ہیں،اسی طرح کراچی،سکھرتواکثروبیشترمحافل میں آپ کی شرکت ضرورہوتی ہے،بیرون صوبہ لاہور،راولپنڈی وفیصل آبادمیں موجود مریدین ومعتقدین کے اصراراورحکومت کی طرف سے منعقدہ مختلف کانفرنسوں میں دعوت پرآپ صوبہ پنجاب کادورہ فرماتے ہیں۔

بالخصوص اپنے والدگرامی حضرت خلیل ملت علیہ الرحمۃ کے فاضل تلامذہ کے مدعو کرنے پرآپ صوبہ بلوچستان کاخصوصی دورہ فرماتے ہیں اورلاڑکانہ،کوئٹہ،مستونگ،قلات، خضدار،اورلسبیلہ،میں قائم مختلف مدارس کادورہ فرماتے اورمختلف محافل میں وعظ ونصیحت فرماتے ہیں۔بیرون ملک آپ کے سفر،بنگلہ دیش،ماریشیس،عراق،اورشام کےبھی ہوئے ہیں اورشام شریف میں بائیس علماکوسندحدیث بھی عطافرمائی اوردوکوخلافت و اجازت بھی دی،ماریشیس میں بھی آپ کے خلیفہ محمدمیمنز برکاتی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دینی مشاغل وخدمات کو قبول فرمائے آپ کو صحت تندرستی عطافرمائے اور آپ کا سایہ تادیر عوام اہلسنت پر قائم ودائم فرمائے۔

(نورالحسن قلندرانی، تقدیم برکتاب ''تنویر برکات'')

خصوصی شرف کا تذکرہ جس کو مفتی احمد میاں برکاتی اثاثہ حیات سمجھتے ہیں:

حضور احسن العلماء کی خصوصی توجہ، آغا جان پر اسطرح ہے کہ حضرت نے زندگی میں بھی، خصوصی انعامات سے نوازا، اور یہ کہہ کر عطا فرمایا کہ ''احمد میاں آپ میرے استاد کے صاحبزادے ہیں یہ آپ کا خانقاہی حصہ ہے جو آپ کو ملیگا''۔ اور بعد وصال خواب میں تشریف لاکر تسلی دینا اور معاملات کا بہتر ہوجانا نیز، مدینہ منورہ کی ہر سال حاضری، تئیس سال سے حاضر ہورہے ہیں۔

آغا جان کا کہنا ہے کہ اس وقت اہل سنت و جماعت کے فروغ اور اتحاد امت کے لئے:

مسلک حق، مسلک امام احمد رضا کے دائرے میں رہنا ہی اتحاد امت کے لئے ہی بہت ضروری اور کافی ہے۔

موجودہ سرگرمیاں:

خلیل ملت علیہ الرحمۃ کی تصانیف، کئی زبانوں میں کرانا، فی الحال سندھی، ہندی، انگریزی، فرنچ، اور بنگلہ میں بعض کتب کے تراجم شائع کرادیے ہیں۔

(بحوالہ (۱) اہلسنت کی آواز، خلفائے خانقاہ برکاتیہ نمبر (۲) تنویر برکات)

تذکرہ مشائخ برکاتیہ

(خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ)

از

افادات مشائخ و علماء

عالمی مبلغ اسلام، محامد العلماء والمشائخ، فخر رضویت، ابن خلیل العلماء،

ترتیب ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ

مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد خلیفہ مجاز خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، انڈیا

پبلشرز زاویہ

زاویہ پبلشرز

8-C داتا دربار مارکیٹ ۰ لاہور

بہ تعاون مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ ۰ شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں ۰ حیدرآباد